فلاحی معاشرہ کے قیام میں صدقات نافلہ کا کردار

مقالہ نگار

عبدالواحد

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

جون، ۲۰۲۲ء

فلاحی معاشرہ کے قیام میں صدقات نافلہ کا کردار

مقالہ نگار

عبدالواحد

ایم۔اے علوم اسلامیہ نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

یہ مقالہ ایم فل علوم اسلامیہ کی جزوی تکمیل کے لیے پیش کیا گیا ہے۔

ایم فل علوم اسلامیہ

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

© (عبدالواحد) ۲۰۲۲ء

بسم الله الرحمن الرحيم

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد　　　　فیکلٹی آف سوشل سائنسز

منظوری فارم برائے مقالہ ودفاع مقالہ

زیر دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انہوں نے مندرجہ ذیل مقالہ پڑھا اور مقالہ کے دفاع کو جانچا ہے، وہ مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہیں۔ اور فیکلٹی آف سوشل سائنسز کو اس مقالے کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں۔

مقالہ بعنوان: **فلاحی معاشرہ کے قیام میں صدقات نافلہ کا کردار**

The Role of Favored Charity (Sadqāt-e-Nāfila) in Stability of the Welfare Society

نام ڈگری: **ایم۔ فل علوم اسلامیہ**　　**رجسٹریشن نمبر:** **1690-M.Phil/IS/S19**

نام مقالہ نگار: **عبدالواحد**

ڈاکٹر نور حیات خان

(نگران مقالہ)　　______________ نگران مقالہ کے دستخط

ڈاکٹر نور حیات خان

(صدر شعبہ علوم اسلامیہ)　　______________ دستخط صدر شعبہ علوم اسلامیہ

پروفیسر ڈاکٹر خالد سلطان

(ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز)　　______________ ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز کے دستخط

بریگیڈیر سید نادر علی

(ڈائریکٹر جنرل نمل)　　______________ ڈائریکٹر جنرل کے دستخط

تاریخ: ______________

حلف نامہ فارم

(Candidate declaration form)

میں عبدالواحد **ولد۔ مرسلین** رول نمبر: MP-S19-508

رجسٹریشن نمبر: 1690-MPhil/IS/S19

طالب علم، ایم فل علومِ اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز (نمل) اسلام آباد حلفاً" اقرار کرتا ہوں کہ مقالہ

بعنوان : **فلاحی معاشرہ کے قیام میں صدقات نافلہ کا کردار**

Falahi Muashra ke Qiyam mein Sadqat-e- Nafla ka kirdaar

ایم فل علومِ اسلامیہ کی ڈگری کی جزوی تکمیل کے سلسلہ میں پیش کیا گیا ہے، اور **ڈاکٹر نور حیات خان** کی نگرانی میں تحریر کیا گیا ہے۔ راقم الحروف کا اصل کام ہے، اور یہ کہ مذکورہ کام نہ تو کہیں اور جمع کروایا گیا ہے، نہ ہی پہلے سے شائع شدہ ہے، اور نہ ہی مستقبل میں کسی بھی ڈگری کے حصول کے لیے کسی دوسری یونیورسٹی یا ادارے میں میری طرف سے پیش کیا جائے گا۔

نام مقالہ نگار: عبدالواحد

دستخط مقالہ نگار: ________________

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

(Abstrac) ملخص مقالہ

The Role of Favored Charity (Sadqāt-e-Nāfila) in Stability of the Welfare Society

Charity is a Mustahab (favored) and supererogatory act of worship in Islam. In Islam System of worship of worship, whatever wealth is given to the poor and needy for the pleasure of Allah, it is charity. The great virtues and rewards of charity have been mentioned in the Holy Qur'an and Hadith of the Prophet (PBUH). As we know very well, Islam is a religion of human welfare and social Justice. Therefore, Islam teaches us to give voluntary alms and charity to the deserved and depressed people of the society. In this way Islam wants to help the poor and needy of the society that they can live their lives happily and smooth. This dissertation is divided into three chapters and each chapter is divided into three Fasool (sub-Chapters). The 1st Chapter Contains the Meaning, concept wisdom and Types of the charity, the 2nd Chapter Comprises the Role of Charity (Sadqat) in Strengthening the Welfare Society and the third chapter covers the effects of charity in the stability of social life .It's perceived that there are many rewards and worldly benefits of the voluntary charity that positively affect the human life. It is also concluded that it can also avert the miseries and sufferings of human life. Therefore, it is suggested that we should make it a habit in our lives to do charity ourselves and to teach and encourage others to do this virtuous act. The analytical research methodlogy has been adoted in this study to reach on conclusion.

Key Words: Islam, Role, Charity (Sadqat), Stability, Welfare, Society.

فہرستِ عنوانات

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
.1	مقالہ کی منظوری کا فارم (Thesis Acceptance Form)	i
.2	حلف نامہ (Declaration)	ii
.3	ملخص مقالہ (Abstract)	iii
.4	فہرست عنوانات(Table of Contents)	iv
.5	اظہار تشکر (Acknowledgements)	vi
.6	انتساب (Dedication)	vii
.7	مقدمہ	viii
.8	**باب اول: صدقات کی حکمتیں اور ضرورت**	01
.9	فصل اول: صدقات کا مفہوم اور اقسام	02
.10	فصل دوم: فلاحی معاشرہ میں صدقات کی ضرورت	24
.11	فصل سوم: صدقات نافلہ کی حکمتیں	37
.12	**باب دوم: فلاحی معاشرہ کے قیام میں صدقات نافلہ کے مصارف**	45
.13	فصل اول: تعلیم وتربیت کا فروغ	46
.14	فصل دوم: غربت وافلاس کا خاتمہ	52
.15	فصل سوم: فلاح عامہ اور معاشی ترقی	66
.16	**باب سوم: معاشرتی استحکام پر صدقات نافلہ کے اثرات**	86
.17	فصل اول: دین کی ترویج واشاعت	88
.18	فصل دوم: خانگی زندگی کا استحکام	96
.19	فصل سوم: جرائم کی روک تھام	100
.20	نتائج	110
.21	سفارشات	111

112	فہرست آیات کریمہ	.22
115	فہرست احادیث مبارکہ	.23
117	فہرست مصادر و مراجع	.24

اظہارِ تشکر (A Word of Thanks)

الحمدللہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلاة والسلام علی اشرف الانبیاءوالمرسلین وعلیٰ اٰلہ واصحابہ و اھلِ بیته وذریته اجمعین۔

تمام تعریفات، تمجیدات، اس اللہ رب العزت کے لیے ہیں، جس نے انسان کو اشرف المخلوقات پیدا کر کے "لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم" کا تاج پہنایا اور انسانیت کی رشد و ہدایت کے لیے مکرم و معظم معطر اور باسعادت ہستی محمد رسول اللہ ﷺ کے قلب اطہر پر قرآن مجید اور اس کی مثل نازل کر کے اس جہاں کے لوگوں کو رہن سہن کے آداب کے ساتھ ساتھ اسلامی ،معاشی اور زری اصول بھی سکھائے۔ آپ ﷺ پر درود و سلام ہو جو رحمت العالمین ہیں۔ میں پیغمبر کائنات حضرت محمد ﷺ کے فرمان "من لم یشکرالناس لم یشکر اللہ" کا مصداق بننے کے لیے تمام احباب اور دوستوں کے لیے دعا گو ہوں جن کی محبت، خصوصی دعائیں، قیمتی مشورے اور عملی تعاون شامل حال رہا، اللہ تعالی ان سب کو دنیا اور آخرت میں اس کا بہترین بدلہ اور خیر کثیر عطا فرمائے آمین۔

اللہ تعالی کا یہ بھی احسان عظیم رہا کہ اس مقالے کے ابتدائی مرحلے سے لے کر آخری مرحلے تک "ڈاکٹر نور حیات خان ،صدر شعبہ علوم اسلامیہ نمل، اسلام آباد" کی خصوصی محبت و شفقت اور توجہ مجھے حاصل رہی انھوں نے انتہائی دیانت داری کے ساتھ ضروری علمی اور فنی مہارت سے میری راہنمائی فرمائی۔لہذا میں ان کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں اور ان کا ممنون و مشکور ہوں ۔جنہوں نے اپنے انتہائی مصروفیت کے باوجود مجھے اپنی نگرانی میں رکھا۔ میں ان لیے دعا گو ہوں اللہ رب العزت دنیا و آخرت میں انھیں اجر جزیل عطا فرمائے آمین۔ نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز کے شرف اور فضل کا اعتراف نہ کرنا علمی ناقدری کی علامت ہو گی جس مادر علمی کی وجہ سے مجھے ایم فل کا تحقیقی کام کرنے کا موقع ملا اس سلسلے میں شعبہ علومِ اسلامیہ کے اساتذہ کرام خصوصیت کے ساتھ جذبات تشکر کے مستحق ہیں جن میں سر فہرست ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز محترم ڈاکٹر مستفیض احمد علوی صاحب کا میں دل کی گہرائیوں سے ممنون ہوں، نیز شعبہ علوم اسلامیہ کے تمام اساتذہ اور خصوصا "محمد وسیم انور" اور لائبریریوں کے عملے، جنھوں نے اس کاوش کے دوران کسی نہ کسی انداز سے میری مدد کی اور خاص طور پر اپنے بہنوئی اور بہن کا جن کی دعاؤں اور مفید مشوروں نے دوران مقالہ مجھے حوصلہ دیا۔

آخر میں اللہ کے حضور دعا گو ہوں کہ میری اس ادنیٰ سی کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین!

عبد الواحد

ایم فل علوم اسلامیہ

انتساب

میں اپنی تحقیقی و علمی کاوش اپنے واجب الاحترام والدین (مرحوم) اور اپنے بہنوئی اور بہن کے نام منسوب کرتا ہوں جنکی دعائیں اور تربیت میری زندگی کا سرمایہ ہیں۔ اور ان کی مدد سے میں نے اپنا تعلیمی سفر جاری رکھا۔

مقدمہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف موضوع :(Introduction to the topic)

صدقات ایک مستحب اور نفلی عبادت ہے۔جس کا تعلق تزکیہ نفس سے بھی ہے اور تزکیہ مال سے بھی ہے۔جو مال اللہ تعالی کی رضا کے لیے اس کی راہ میں غرباء اور مساکین کو دے دیا جائے،اسے صدقہ کہتے ہیں،جو فرض بھی ہو سکتا ہے اور نفلی بھی۔صدقہ چونکہ مالی عبادت اور ایک نیک عمل ہے،لہذا اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام پر دینا حرام ہے۔جو شخص حلال کی کمائی میں سے ایک کھجور بھی صدقہ دے،تو وہ اللہ ہاں احد پہاڑ جتنا ثواب رکھتا ہے۔ (صحیح بخاری:1410) بنیادی طور صدقات کی تین اقسام ہیں۔1-فرض، جیسے زکوٰۃ دینا2-واجب، جیسے صدقہ فطر،اور نذر 3- نفلی عبادات،اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنا،غرباء کی مدد کرنا، نفلی صدقہ ہے۔

قرآن حکیم میں صدقات وخیرات کا ذکر کئی مقامات پر آیا ہے اور جہاں بھی زکوۃ صدقات اور خیرات کی آیات آئی ہیں وہاں اسلامی عقائد اور عبادات کا ذکر پہلے ہوا ہے۔ہر مسلمان کو پہلے اپنے عقائد مضبوط کرنا چاہییں، پھر اس کے بعد عبادات کو اپنے اوپر لازم کرنا چاہیے، تاکہ اس کا کردار پاکیزہ ہو جائے اور پھر صدقات وخیرات کرنے سے اس کی زندگی میں مزید نکھار آجائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَّيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عَاهَدُوْا وَالصَّابِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾(سورۃ البقرۃ:177)

ترجمہ:"اصل نیکی اسی میں نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق کی طرف کر لو یا مغرب کی طرف بل کہ اصل نیکی تو یہ ہے کہ لوگ اللہ پر ایمان لائیں اور قیامت کے دن پر، فرشتوں پر اور اللہ کی کتابوں پر، اور تمام پیغمبروں پر اور اللہ کی محبت میں مال دیں اپنے رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور غریبوں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو (فقراء) اور گردن چھڑانے میں (قیدی اور غلام کو آزاد کرانا)۔"

قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

﴿مَنْ ذَاالَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضَاعِفَه لَهٗ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً وَاللّٰهُ یَقْبِضُ وَیَبْسُطُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾(البقرہ:245)

ترجمہ:"کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے کہ وہ اس کے بدلے اس کو کئی گناہ زیادہ دے گا اور اللہ ہی روزی تنگ کرتا اور کشادہ کرتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔"

موضوع کی ضرورت واہمیت: (Need & Importance of the topic)

صدقات نافلہ معاشی لحاظ سے اسلامی ریاست میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ صدقات واجبہ پر تحقیق اور اس پر کام موجود ہے، معاشرہ میں زیادہ تر مطالعہ اور تعلیم صدقات واجبہ پر دی جاتی ہے۔ لیکن اس کے بر عکس صدقات نافلہ پر توجہ کم دی جاتی ہے۔ قرآن وحدیث میں صدقات نافلہ کے بڑے فضائل اور اجر وثواب کا تذکرہ ہے، اسلام انسانیت کی فلاح وبہبود کا مذہب ہے اور اس میں زکواۃ اور صدقے کے ذریعے غریبوں، ناداروں اور حاجت مندوں کی مدد کا باقاعدہ نظام وضع کیا گیا ہے۔زکواۃ کے لئے کوئی خاص مہینہ تجویز نہیں کیا گیا ہے، لیکن اس کا ایک باقاعدہ نصاب ہے۔ صدقہ سال کے تمام دن کسی بھی مقدار میں کیا جاسکتا ہے۔صدقہ فلاح انسانیت کا ایک ایسا عمل ہے جسے کسی بھی دن اور کسی بھی ساعت میں نکالا جاسکتا ہے۔

صدقے اور خیرات کی اہمیت کے لئے واضح قرآنی آیات اور صحیح احادیث متواتر موجود ہیں جن سے صدقے کی اہمیت مسلمہ ہو جاتی ہے اور اسے دنیا اور آخرت دونوں میں نفع بخش قرار دیتی ہے۔ارشاد باری ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾(البقرہ:254)

ترجمہ:"اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے وہ دن آنے سے قبل اللہ کے راستے میں خرچ کر لو جس دن میں نہ کوئی تجارت ہو گی، اور نہ ہی دوستی کام آئے گی، اور نہ سفارش، اور کافر ہی ظالم ہیں۔"

﴿اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِه وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْهِ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِیْرٌ﴾(الحدید: 7)

ترجمہ:"اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آؤ اور اس سے خرچ کرو جس پر اللہ تعالیٰ نے تمہیں (دوسروں) کا جانشین بنایا ہے، وہ لوگ جو تم میں سے خرچ کریں گے ان کے لئے بہت بڑا اجر وثواب ہے۔"

قرآن مجید کے علاوہ احادیث رسول میں بھی صدقات کے بڑے فضائل بیان کئے گئے ہیں"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
(من تصدق بعدل تمرة من كسب طيب ولا يقبل الله إلا الطيب وإن الله يتقبلها بيمينه، ثم يربيها لصاحبه كما يربي احدكم فلوه حتى تكون مثل الجبل) ۔(صحیح بخاری : 1410)۔
ترجمہ "جس نے پاکیزہ کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کیا، اللہ تعالیٰ پاکیزہ کے علاوہ کچھ قبول نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے قبول فرماتا ہے، پھر اسے خرچ کرنے والے کے لئے اس کی ایسے پرورش کرتا ہے جس طرح تم میں کوئی اپنے گھوڑے کے بچھیرے کی پرورش کرتا ہے، حتی کہ وہ پہاڑ کی مانند ہو جاتا ہے جس نے پاکیزہ کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کیا، اللہ تعالیٰ پاکیزہ کے علاوہ کچھ قبول نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے قبول فرماتا ہے، پھر اسے خرچ کرنے والے کے لئے اس کی ایسے پرورش کرتا ہے جس طرح تم میں کوئی اپنے گھوڑے کے بچھیرے کی پرورش کرتا ہے، حتی کہ وہ پہاڑ کی مانند ہو جاتا ہے"
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اور جگہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ
(انفق يا ابن آدم انفق عليك) (صحیح بخاری :5352)
ترجمہ: "اے ابنِ آدم خرچ کرو میں تجھ پر خرچ کروں گا"۔

مقاصد تحقیق :(Research Objectives)

- صدقات نافلہ کے مطالعہ کی ضرورت واہمیت کی جستجو کرنا
- صدقات نافلہ کے نتیجے میں معاشرہ پر اثرات کو دریافت کرنا
- صدقات نافلہ کی حکمتوں کو تلاش کرنا
- اسلامی تعلیمات کی روشنی میں صدقات نافلہ کے انسانی زندگی پر خوشگوار اثرات کو متعارف کرنا

تحقیق سے متعلق بنیادی سوالات:(Research Questions)

- صدقات نافلہ کا دائرہ کار کیا ہے؟
- صدقات نافلہ کی صورتیں کونسی ہیں؟
- صدقات نافلہ کی حکمتیں اور مصارف کیا ہیں؟
- معاشرہ کی فلاح وبہبود پر صدقات نافلہ کے اثرات کس نوعیت کے ہیں؟

تحدید موضوع:(Limitation & Delimitations)

فلاحی معاشرہ کے قیام میں صدقات نافلہ کا کردار اس مقالہ کا موضوع ہے۔صدقات واجبہ پر مختلف طرح سے کام ہوا ہے۔لیکن صدقات نافلہ پر تحقیقی کام نہ ہونے کے برابر ہے اس لئے اس موضوع (صدقات نافلہ) پر ایک جامع کام کی ضرورت ہے، تاکہ فلاحی معاشرہ کے قیام میں صدقات نافلہ کا کردار اس کی افادیت اس کی حکمتیں اور اس کے ثمرات سے آگاہی ہمارے معاشرے کے لئے نہایت ضروری ہے۔

وجہ انتخاب :(Selection of Reason)

اس موضوع کو منتخب کرنے کی وجہ عصری تقاضہ ہے۔ ہمارے آج کے اس معاشرے میں صدقات نافلہ سے متعلق آگاہی بہت کم ہے۔زکوۃ جو کہ فرض صدقات ہے۔اس کا باقاعدہ نصاب اور مصارف متعین ہیں۔سال میں ایک مرتبہ صاحب نصاب پر فرض ہے۔جبکہ صدقات نافلہ اپنی استطاعت کے مطابق کسی بھی وقت غرباء، فقراء۔مسافروں کو دیا جاسکتا ہے۔اس کا بڑا اجر وثواب ہے۔اور معاشرہ کے اندر استحکام پیدا ہوتا ہے۔معاشرے میں صدقات کا اجر وثواب،اس کے فضائل،معاشرتی استحکام اور اس سے پیدا ہونے والے ثمرات سے معاشرے میں آگاہی دینا ضروری ہے۔جس کے لیے میں نے اس موضوع کا انتخاب کیا۔

موضوع تحقیق پر سابقہ کام کا جائزہ:(Literature Review)

اگرچہ موضوع پر مختلف زاویہ نظر سے کام ہوا ہے،مقالہ جات اور کتب لکھی گئی ہیں، تاہم اسلامی فلاحی معاشرہ کے قیام میں صدقات نافلہ کا کردار ایک جامع کام کا متقاضی ہے، تاکہ فلاحی معاشرہ میں بہتری کے لیے صدقات نافلہ کے رواج کو اجاگر کیا جائے۔

- اسلام میں صدقات کی اہمیت وافادیت، نصرت گل، گومل یونیورسٹی،2010

یہ مقالہ ایم فل سطح پر لکھا گیا ہے۔

اس مقالہ میں صدقات کی اہمیت اور صدقات کے فوائد پر تحقیق کی گئی ہے۔

- عصر حاضر میں مسائل زکوۃ اور صدقات کا علمی جائزہ،حافظ محمد احمد یونیورسٹی آف بہاول پور،2013

یہ مقالہ ایم فل سطح پر لکھا گیا ہے۔ مقالہ ہذا میں زکوٰۃ کے عصر حاضر میں پیش آمدہ مسائل اور صدقات واجبہ پر علمی تحقیق کی گئی ہے۔

- الزکاۃ والصدقۃ فی القرآن، امجد حیات، الجامعۃ الاسلامیۃ العالمیۃ، 2010

یہ مقالہ ایم ایس اور عربی زبان میں مرتب ہے۔ قرآن مجید کی روشنی میں زکوٰۃ اور صدقات پر تحقیق کی گئی ہے۔

- زکوٰۃ کا مستحکم نظام اور پاکستان کی معیشت پر اس کے اثرات، عابدہ نسرین، جی۔ سی۔ یو فیصل آباد، 1988

مقالہ ہذا ایم فل سطح پر مرتب کیا گیا ہے۔ موالہ ہذا میں زکوٰۃ کے پاکستانی معیشت پر اثرات کو تحقیق کا موضوع بنایا گیا ہے۔

- مصارف زکوٰۃ، عبدالرحیم گنڈہ پور، گومل یونیورسٹی، 1990

مقالہ ہذا ایم اے سطح پر لکھا گیا ہے۔ یہ مقالہ زکوٰۃ کے مصارف پر مشتمل ہے۔ مصارف زکوٰۃ پر جامع تحقیق کی گئی ہے۔

- پاکستان میں رائج نظام زکوٰۃ میں بیت المال کا کردار، وقاص بن اللہ دتہ، ہائی ٹیک یونیورسٹی ٹیکسلا، 2016

مقالہ ہذا ایم ایس سطح پر لکھا گیا ہے۔ اس مقالہ میں بیت المال کا کیا کردار ہے۔ اس پر تحقیق کی گئی ہے۔

- اسلام کا نظام عشر، فرزانہ ناہید، پنجاب یونیورسٹی، 1983

مقالہ ہذا میں عشر سے متعلق مسائل، اس کا نصاب، اور اسی فرضیت پر تحقیق کو موضوع بنایا گیا ہے۔ یہ مقالہ ایم اے سطح پر لکھا گیا ہے۔

اسلوب تحقیق:(Research Method & Methodology)

- اس مقالے کا اسلوب تحقیق تجزیاتی ہے۔
- مقالہ میں قرآنی آیات کا ترجمہ مولانا محمد جوناگڑھی سے استفادہ کیا گیا ہے۔
- مقالہ ہذا کی تکمیل کے لیے مختلف ویب سائیٹس، محدث ڈاٹ کام، ای لائبیری، مکتبہ نور، مکتبہ شاملہ، مکتبہ جبریل، سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔
- حوالہ جات کے لئے جامعہ نمل کے فارمیٹ کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔

باب اوّل
صدقات کی حکمتیں اور ضرورت

فصل اول: صدقات کا مفہوم اور اقسام

فصل دوم: فلاحی معاشرہ میں صدقات کی ضرورت

فصل سوم: صدقات نافلہ کی حکمتیں

فصل اول

صدقات کا مفہوم اور اقسام

اسلام نے صدقات کو بڑے واضح انداز میں بیان کیا ہے۔ قرآن وحدیث میں صدقات واجبہ اور صدقات نافلہ کی اہمیت کو جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اس فصل میں صدقات کا معنی، مفہوم اور صدقات کی اقسام کو اپنی تحقیق میں شامل کیا ہے ۔

صدقات کا لغوی معنی

قاموس المعانی العربی میں صدقہ کے لغوی معنی کو یوں بیان کیا ہے:

صدَقة : اسم،الجمع : صدَقات، الصدَقَةُ : ما يعطى للفقير ونحوه من مالٍ أو طعامٍ أو لباسٍ على وجه القربى لله، لا المكرمة-صدَقة الفِطْر: صدقة يدفعها المسلم الذي يملك قوت يومه قبل صلاة عيد الفطر۔ (1)

ترجمہ: "صدقہ اسم ہے، جمع :صدقات آتی ہے،صدقہ: جو کچھ غریبوں کو دیا جاتا ہے جیسے کہ پیسہ، کھانا یا لباس، خدا کے ساتھ رشتہ داری کے طور پر، نہ کہ انعام۔ صدقہ الفطر: وہ صدقہ جو ایک مسلمان کی طرف سے ادا کیا جاتا ہے جس کا روزانہ کا رزق عید الفطر کی نماز سے پہلے ہوتا ہے۔"

معجم المقاییس میں صدقہ کی لغوی تعریف کو یوں بیان کیا ہے:

الصدقة لغة هي من الأصل صدَقَ، والتي تدل على القوة في الشيء قولًا أو غيره، ومن ذلك أخذ الصدق لقوّته في نفسه، ومن الصدق أخذت الصدقة. (2)

ترجمہ:" یہ صدقہ کی اصل میں سے ہے جو کسی چیز میں لفظ یا دوسری صورت میں طاقت کی طرف اشارہ کرتا ہے اور اسی سے اس نے اپنے اندر کی طاقت کی وجہ سے دیانت اختیار کی اور ایمانداری سے صدقہ لیا۔"

دونوں صاحب لغات نے صدقہ کو ایک ہی معنی میں استعمال کیا ہے۔

فیروز اللغات اُردو، میں بھی صدقہ کی تعریف بیان کی گئی ہے:

"صدقہ اتارنا۔ صدقہ دینا۔ خیرات کرنا، قربان کرنا وغیرہ اس کے معانی میں سے ہیں۔" (3)

---

(1)۔ قاموس المعانی العربی۔

(2)۔ ابن فارس، معجم مقاییس اللغۃ، ج3، ص 339

(3)۔ فیروز الدینؒ، فیروز اللغات اردو، مکتبہ فیروز سنز لاہور، ص، 861

(الصدَقَةماتصدقت به علىٰ الفقراء والمساكين)[1]

ترجمہ:"صدقہ وہ ہے جو مسکینوں یا غریبوں کو دیا جائے۔"

تمام ماہرین لغات نے صدقہ کے لغوی معنی کو ایک ہی بیان کیا ہے۔اور صدقہ کے یہی معنی عام طور پر استعمال کیے جاتے ہیں۔جن کو مذکورہ بالا کتب لغات میں بیان کیا گیا ہے۔

صدقہ کے معنی قرآن کی روشنی میں

لفظ صدقہ قرآن مجید میں کئی مقامات پر مذکور ہے۔یہاں چند مقامات کا تذکرہ کیا گیا ہے:

﴿إِنَّ الْمُصدِّقِينَ وَالْمُصدِّقَاتِ﴾[2]

ترجمہ:" بیشک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں۔"

صدقہ کے مفہوم کو سورۃ یوسف میں واضح انداز میں یوں بیان کیا گیا ہے:

﴿وَتَصدَّقْ عَلَيْنَاإِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصدِّقِينَ﴾[3]

ترجمہ:" اور ہم پر خیرات کیجئے اللہ تعالیٰ خیرات کرنے والوں کو بدلہ دیتا ہے۔"

غریبوں کی حاجت روائی سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اس کی کیفیت کی اہمیت کو المعجم الوسیط میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصلِّ عَلَيْهِمْ﴾[4]

ترجمہ:"آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لیجئے، جس کے ذریعے سے آپ ان کو صاف کر دیں اور ان کے لیے دُعا کیجئے۔"

﴿قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْم﴾[5]

ترجمہ:"نرم بات کہنا اور معاف کر دینا صدقہ سے بہتر ہے۔جس کے بعد ایذا رسانی ہو، اور اللہ تعالیٰ بے نیاز اور بردبار ہے۔"

مذکورہ بالا آیات میں لفظ صدقہ مختلف معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔

---

(1)۔الجوہری، نصر اسماعیل بن حماد، کتاب الصحاح فی اللغۃ، دار الحدیث القاہرہ، 1999ء، ج4، ص، 1242

(2)۔ سورۃ الحدید:18

(3)۔سورۃ یوسف:88

(4)۔ سورۃ توبہ:103

(5)۔سورۃ البقرۃ:263

صدقہ کا اصطلاحی مفہوم

"الصدقة اصطلاحًا هي العطيّة يبتغى بها المثوبة من الله تعالوقيل أيضًا: ما يخرجه الإنسان من ماله على وجه القربة كالزكاة، لكنّ الصدقة في الأصل تقال للمتطوّع۔"(1)

ترجمہ: یہ وہ تحفہ ہے جس کے ذریعے خدا سے اجر طلب کیا جاتا ہے، اور یہ بھی کہا گیا کہ: جو شخص اپنے مال میں سے صدقہ کے طور پر دیتا ہے وہ زکوٰۃ کی طرح ہے، لیکن صدقہ اصل میں رضاکار کو دیا جاتا ہے، اور زکوٰۃ ہے، واجب۔"

صدقہ وہ ہے جو انسان اپنے مال سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے خرچ کرے لفظ صدقہ اصل میں زکوٰۃ کے علاوہ نفلی صدقات کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

محمد بن علی الجرجانی نے اپنی کتاب "التعریفات" میں صدقہ کی تعریف کو یوں بیان کیا ہے:

"صدقہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے دیا جائے۔"(2)

ابو بکر بن مسعود بن احمد بن علاؤالدین ملک العلماء الکاسانی نے اپنی کتاب میں صدقہ کی تعریف کی ہے:

"صدقہ اللہ تعالیٰ کی نعمت پر اُس کا شکر ادا کرنا ہے اور یہ اس کے ایمان لانے اور اس کی تصدیق کی دلیل ہے۔"(3)

مذکورہ بالا تعریفات سے واضح ہوتا ہے کہ صدقہ وہ ہے جو انسان اپنے مال سے دیتا ہے۔ جو اس کی نعمتوں کا شکر ہے اور دوسری طرف فقراء اور محتاجوں کی مدد کا ذریعہ ہے۔ اس کے حرچ کرنے سے دنیاوی مفاد نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔

صدقات فلاح معاشرے کے لیے ایک اہم ذریعہ اور وسیلہ ہے اس کی وسعت اور اقسام پر آنے والے مباحث میں بحث کی جائے گی۔

صدقات کی اقسام

جو مال اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اللہ کی راہ میں غرباء و مساکین کو دیا جاتا ہے یا خیر کے کسی کام میں خرچ کیا جاتا ہے، اسے "صدقہ" کہتے ہیں، وجوب اور عدم وجوب کے لحاظ سے صدقہ کی دو قسمیں ہیں۔

صدقہ واجبہ:

صدقہ واجبہ سے مراد ایسے صدقات ہیں جن کا ادا کرنا ہر صاحب نصاب پر بطورِ فرض لازم ہے مثلاً زکوٰۃ صدقہ فطر، عشر وغیرہ۔

---

(1)۔ مجموعة من المؤلفين، نضرة النعيم في مكارم أخلاق الرسول الكريم، الطبعة، السعودية دار الوسيلة للنشر والتوزيع، ج6، ص 2518

(2)۔ الجرجانی، علی بن محمد بن علی، مترجم، مفتی محمد شفیع، التعریفات، ادارہ افادات اشرفیہ لکھنؤ، ص268

(3)۔ الکاسانی، ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع، دار لکتب العلمیہ، بیروت، ج6، ص22

صدقہ نافلہ

جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنی ضرورت سے زائد مال غریبوں، مسکینوں، محتاجوں اور فقیروں پر خرچ کرے وہ نفلی صدقہ میں شمار ہو گا۔ پس جو جتنا زیادہ خرچ کرے گا آخرت میں اس کے درجات بھی اتنے ہی بلند ہوں گے۔

صدقات واجبہ کی اقسام

ا۔ زکوٰۃ

زکوٰۃ کا مفہوم

زکوٰۃ کے لفظی معنی ہیں "طہارت وبرکت اور بڑھنا" اصطلاح شریعت میں زکوۃ کہتے ہیں اپنے مال کی مقدار متعین کے اس حصہ کو جو شریعت نے مقرر کیا ہے کسی مستحق کو مالک بنا دینا "زکوٰۃ کے لغوی معنی اور اصطلاحی معنی دونوں کو سامنے رکھ کر یہ سمجھ لیجیے کہ یہ فعل یعنی اپنے مال کی مقدار متعین کے ایک حصہ کا کسی مستحق کو مالک بنا دینا"مال کے باقی ماندہ حصے کو پاک کر دیتا ہے اس میں حق تعالیٰ کی طرف سے برکت عنایت فرمائی جاتی ہے اور اس کا وہ مال نہ صرف یہ کہ دنیا میں بڑھتا اور زیادہ ہوتا ہے بلکہ اخروی طور پر اللہ تعالیٰ اس کے ثواب میں اضافہ کرتا ہے۔[1]

زکوٰۃ سے مراد مال کو پاک کرنا اور برکت حاصل کرتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ﴾[2]

ترجمہ:" بیشک اس نے فلاح پائی جو پاک ہو گیا۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ﴾[3]

ترجمہ:"آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لیجئے جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک صاف کر دیں ۔"

(1)۔ ابن منظور، لسان العرب، دار لمعارف، 2016، ص432

(2)۔ سورۃ الاعلیٰ:14

(3)۔ سورۃ التوبہ:103

اس مذکورہ آیت میں نبی رحمت ﷺ کو یہ حکم دیا گیا کہ آپ ﷺ زکوٰۃ کے ذریعے سے مسلمانوں کی مال و اخلاق تطہیر اور ان کا تذکیہ فرمائیں۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے زکوٰۃ انسانی کردار اور اخلاق کی طہارت کا بڑا ذریعہ ہے۔ [1]

"اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا ہے کہ اُن کے اموال میں سے زکوٰۃ وصول کرو۔ اور یہ مال زکوٰۃ ان کو پاک اور مذکی بنائے گا۔ اگرچہ بعض لوگوں سے اموال کی ضمیریں لوگوں کی طرف پھیری ہیں جنھوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیا تھا اور اچھے اور بُرے دونوں قسم کے اعمال تھے لیکن در حقیقت حکم خاص نہیں بلکہ عام ہے۔ اسی لیے قبائلِ عرب میں سے بعض مانع زکوٰۃ کا یہ اعتقاد تھا کہ امام کو زکوٰۃ لینے کا حق نہیں اور یہ بات رسول اللہ ﷺ کے لیے مخصوص تھی اور اسی لیے قول تعالیٰ (خدمن اموال هم صدقه) سے انھوں نے دلیل لی ہے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم نے اس تاویل کو فاسد قرار دیا۔ اور ان سے جنگ کی۔ تب انھوں نے خلیفہ وقت کو زکوٰۃ ادا کی۔ جیسے وہ حضور ص کے دور میں زکوٰۃ ادا کیا کرتے تھے۔"[2]

زکوٰۃ کی فرضیت

زکوٰۃ دین اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ اس کا درجہ فرضیت کا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَقِيمُوا الصلاَةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾[3]

ترجمہ: نماز کی پابندی کرو زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی فرماں برداری میں لگے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

آیت مذکورہ میں نماز کی ادائیگی کے ساتھ زکوٰۃ کو ادا کرنا فرض قرار دیا گیا ہے۔ جس طرح نماز فرض ہے، اس طرح صاحبِ مال پر زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہے زکواۃ ادا نہ کرنے پر سخت وعید ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍۙيَّوْمَ

(1)۔ صلاح الدین یوسف، تفسیر احسن البیان، دار السلام، لاہور، ص335

(2)۔ ابو الفداء، اسماعیل بن عمر بن کثیر ی الحنفی، تفسیر ابن کثیر، مترجم، محمد جونا گڑھی، مکتبہ اسلامیہ 2009ء، ج2، ص615

(3)۔ سورۃ النور:56

يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ ۖ هَٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ﴾ (1)

ترجمہ:" اے ایمان والو! اکثر علماء اور عابد لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روک دیتے ہیں اور جو لوگ سونے چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خبر پہنچا دیجئے۔ جس دن اس خزانے کو آتش دوزخ میں تپایا جائے گا پھر اس دن ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی ان سے کہا جائے گا) یہ ہے جسے تم نے اپنے لئے خزانہ بنا رکھا تھا۔ پس اپنے خزانوں کا مزہ چکھو۔"

اللہ تعالیٰ نے سورۃ احزاب میں نماز کی ادائیگی کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کو فرض قرار دیا ہے۔ جس طرح نماز مردوں پر فرض ہے خواتین سے بھی اس کی ادائیگی کا مطالبہ فرضیت سے کیا گیا ہے اور یوں اس طرح عورتوں کو زکوٰۃ کی ادائیگی کا بھی حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصلاَةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ (2)

ترجمہ: اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم جاہلیت کے زمانے کی طرح اپنے بناؤ کا اظہار نہ کرو اور نماز ادا کرتی رہو اور زکوٰۃ دیتی رہو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت گزاری کرو اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گھر والیو! تم سے وہ (ہر قسم کی) گندگی کو دور کر دے اور تمہیں خوب پاک کر دے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم شارح کتاب اللہ ہیں اس فرض کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد رُکن اسلام قرار دیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

(بنِيَ الإِسْلامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامِ الصلاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصوْمِ رَمَضَان) (3)

ترجمہ: دین اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ یہ شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی الہ نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرنا، اور زکوٰۃ دینا حج کرنا (جو اس کی استطاعت رکھتا ہو، اور رمضان کے روزے رکھنا۔

(حَدَّثَنِي أَبُو سُفْيَانَ مِنْ فِيهِ إِلَى فِيَّ ، قَالَ : انطَلَقْتُ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : فَبَيْنَا أَنَا بِالشَّأْمِ إِذْ جِيءَ بِكِتَابٍ مِنَ النَّبِيِّ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى هِرَقْلَ ، قَالَ : وَكَانَ دَحْيَةُ الْكَلْبِيُّ جَاءَ بِهِ فَدَفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ بُصرَى ، فَدَفَعَهُ عَظِيمُ بُصرَى إِلَى هِرَقْلَ ، قَالَ :

---

(1)۔ سورۃ التوبہ:35،34

(2)۔ سورۃ الاحزاب:33

(3)۔ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، دار السلام، ریاض، ۱۴۱۹ھ، حدیث نمبر8

فَقَالَ هِرَقْلُ : هَلْ هَا هُنَا أَحَدٌ مِنْ قَوْمِ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ ؟ فَقَالُوا : نَعَمْ ، قَالَ : فَدُعِيتُ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَدَخَلْنَا عَلَى هِرَقْلَ فَأُجْلِسْنَا بَيْنَ يَدَيْهِ .... وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ أَحَدٌ هَذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ ؟ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا ، فَقُلْتُ : لَوْ كَانَ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ ، قُلْتُ رَجُلٌ ائْتَمَّ بِقَوْلٍ قِيلَ قَبْلَهُ ، قَالَ : ثُمَّ قَالَ : بِمَ يَأْمُرُكُمْ ؟ قَالَ : قُلْتُ : يَأْمُرُنَا بِالصلَاةِ ، وَالزَّكَاةِ ، وَالصلَةِ ، وَالْعَفَافِ ، قَالَ : إِنْ يَكُ مَا تَقُولُ فِيهِ حَقًّا ، فَإِنَّهُ نَبِيٌّ ، وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ ، وَلَمْ أَكُ أَظُنُّهُ مِنْكُمْ ، وَلَوْ أَنِّي أَعْلَمُ أَنِّي أَخْلُص إِلَيْهِ .)[1]

ترجمہ:"ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہرقل نے پوچھا کیا ہمارے حدود سلطنت میں اس شخص کی قوم کے بھی کچھ لوگ ہیں جو نبی ہونے کا دعویدار ہے؟ درباریوں نے بتایا کہ جی ہاں موجود ہیں۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر مجھے قریش کے چند دوسرے آدمیوں کے ساتھ بلایا گیا۔ ہم ہرقل کے دربار میں داخل ہوئے اور اس کے سامنے ہمیں بٹھادیا گیا۔۔۔۔۔میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تمہارے یہاں اس طرح کا دعویٰ پہلے بھی کسی نے کیا تھا تو تم نے کہا کہ پہلے کسی نے اس طرح کا دعویٰ نہیں کیا، میں اس سے اس فیصلے پر پہنچا کہ اگر کسی نے تمہارے یہاں اس سے پہلے اس طرح کا دعویٰ کیا ہوتا تو یہ کہا جاسکتا تھا کہ یہ بھی اسی کی نقل کر رہے ہیں۔ بیان کیا کہ پھر ہرقل نے پوچھا وہ تمہیں کن چیزوں کا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا نماز، زکوٰۃ، صلہ رحمی اور پاکدامنی کا۔ آخر اس نے کہا کہ جو کچھ تم نے بتایا ہے اگر وہ صحیح ہے تو یقیناً وہ نبی ہیں اس کا علم تو مجھے بھی تھا کہ ان کی نبوت کا زمانہ قریب ہے لیکن یہ خیال نہ تھا کہ وہ تمہاری قوم میں ہوں گے۔۔۔"

قرآن مجید میں نہ صرف صدقہ زکوٰۃ کا حکم اور فضائل بیان کیے گئے ہیں بلکہ اس کے مصارف کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

مصارف زکوٰۃ

زکوٰۃ ایک اہم ترین عبادت ہے، جس کا بنیادی مقصد ہے غرباء کی ضرورتوں کو پوری کرنا، لیکن زکوٰۃ خرچ کرنے کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ ادا کرنے والوں کو یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ جس پر چاہیں اس رقم کو خرچ کردیں، بلکہ خود زکوٰۃ کے مصارف متعین فرمادیئے۔ قرآن مجید کی درج ذیل آیت سے مصارف زکوٰۃ کی نشاندہی ہوتی ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

(1)۔ بخاری، صحیح بخاری، باب: قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لَا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ:4553

﴿إِنَّمَا الصدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِوَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾ (1)

ترجمہ:" صدقات تو صرف فقیروں اور مسکینوں کے لیے اور ان پر مقرر عاملوں کے لیے ہیں اور ان کے لیے جن کے دلوں میں الفت ڈالنی مقصود ہے اور گردنیں چھڑانے میں اور تاوان بھرنے والوں میں اور اللہ کے راستے میں اور مسافر میں (خرچ کرنے کے لیے ہیں)۔ یہ اللہ کی طرف سے ایک فریضہ ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔"

مَصارِفِ زکوٰۃ کی تفصیل

اس آیت میں زکوٰۃ کے مصارف بیان گئے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

1۔ فقیر وہ ہے جس کے پاس شرعی نصاب سے کم ہو اور جب تک اس کے پاس ایک وقت کے لئے کچھ ہو اس کو سوال حلال نہیں۔ ہاں بن مانگے اگر کوئی اسے زکوٰۃ دے تو وہ لے سکتا ہے۔

2۔ مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو اور ایسا شخص سوال بھی کر سکتا ہے۔

3۔ عاملین وہ لوگ ہیں جن کو حاکمِ اسلام نے صدقے وصول کرنے پر مقرر کیا ہو۔

4۔ اگر عامل غنی ہو تو بھی اس کو لینا جائز ہے۔

5۔ عامل سید یا ہاشمی ہو تو وہ زکوٰۃ میں سے نہ لے۔

6۔ گردنیں چھڑانے سے مراد یہ ہے کہ جن غلاموں کو ان کے مالکوں نے مُکاتَب کر دیا ہو اور ایک مقدار مال کی مقرر کر دی ہو کہ اس قدر وہ ادا کر دیں تو آزاد ہیں، وہ بھی مستحق ہیں، ان کو آزاد کرانے کے لئے مالِ زکوٰۃ دیا جائے۔

7۔ قرضدار جو بغیر کسی گناہ کے مبتلائے قرض ہوئے ہوں اور اتنا مال نہ رکھتے ہوں جس سے قرض ادا کریں انہیں ادائے قرض میں مالِ زکوٰۃ سے مدد دی جائے۔

8۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں خرچ کرنے سے بے سامان مجاہدین اور نادار حاجیوں پر صرف کرنا مراد ہے۔ اِبنِ سبیل سے وہ مسافر مراد ہے جس کے پاس اُس وقت مال نہ ہو۔ (2)

ا۔ فقراء

عربی میں فقیر کہتے ہیں، بشرطیکہ وہ صحت مند اور کمانے کے لائق نہ ہوں۔ یا پھر واقعی کوشش کے بعد بھی اپنی بنیادی ضروریات پوری نہ کر پا رہے ہوں۔

---

(1)۔ سورۃ التوبہ: 60

(2)۔ صراط الجنان فی تفسیر البیان، ابو صالح محمد قاسم، مکتبہ المدینہ کراچی۔

۲۔ مساکین

وہ لوگ جو اپنی بنیادی ضرورت کو پورا نہ کر پاتے ہوں، ان کو زکوٰۃ دینا لازم ہے۔ تا کہ وہ اپنی ضرورت زندگی کو پورا کر سکیں۔

۳۔ عاملین زکوٰۃ

زکوٰۃ جمع کرنے والے، اُس کی حفاظت، حساب اور تقسیم کا انتظام کرنے والے اسٹاف کی تنخواہوں کے لیے ، اسلام میں زکوٰۃ جمع کرنا اور اسے تقسیم کرنا مملکت کی ذمہ داری ہے۔

۴۔ قرض کی ادائیگی

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ بیت المال کے فاضل مال سے مسلم غیر مسلم سب کاشتکاروں کو زرعی قرضے دیتے۔ بنجر زمین کو قابل کاشت بنانے کی تدابیر کرتے اور ایسے افراد کی مدد کرنے کا حکم دیتے جنھوں نے شادی کی ہو لیکن اُن کے پاس نقد نہ ہو ان کو قرض دیتے۔ اور قرض داروں کا قرض زکوٰۃ سے ادا کرتے۔[1]

۵۔ غلاموں کی مدد

نبی ﷺ کے دور میں جنگی قیدیوں کے لیے کوئی جیل تو تھی نہیں، رواج یہی تھا کہ انھیں غلام بنا کر مجاہدین میں تقسیم کر دیتے قرآن ان کے بارے میں یوں تعلیم دیتا ہے:

﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا﴾[2]

ترجمہ :" اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں مسکین یتیم اور قیدیوں کو۔ ہم تو تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے کھلاتے ہیں نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں نہ شکر گزاری۔ بیشک ہم اپنے پروردگار سے اس دن کا خوف کرتے ہیں جو اداسی اور سختی والا ہو گا۔"

۶۔ فی سبیل اللہ

نبی کریم ﷺ نے دو چیزوں، حج اور جہاد کو فی سبیل اللہ قرار دیا ہے۔ زکوٰۃ سے جہاد کے اخراجات پورے کرنے میں ہتھیار، جدید ٹیکنالوجی، مجاہدین کے اخراجات، سبھی آ جاتا ہے۔ پھر ہر ایسی کوشش جس کا مقصد اللہ کے دین کی تبلیغ، دفاع اور کسی بھی لحاظ سے دین خدمت ہو، سب جہاد میں شامل ہیں۔ اشاعت دین کے کاموں کے لیے

---

(1)۔ ابو عبید، القاسم بن اسلام، کتاب الاموال، مترجم عبد الرحمن طاہر سورتی، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد، ص: 201

(2)۔ سورۃ الدہر، آیت: 8 ،10

تعلیم اور کتب سے لے کر آج کے دور کے کمپیوٹر، موبائل فون اور USB۔ ان کی تیاری، تقسیم اور ہر قسم کی تبلیغی کوشش سے لے کر مسلمان سائنس دان تیار کرنے اور جدید مشینیں خود بنالینے کے لیے تعلیم اور سرمایہ فراہم کرنے تک، اسلام اور مسلمانوں کو مضبوط کرنے کی ہر کوشش فی سبیل اللہ میں ہے۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِه عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمُ اللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ﴾[1]

ترجمہ: تم ان کے مقابلے کے لئے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کرو اور گھوڑوں کے تیار رکھنے کی کہ اس سے تم اللہ کے دشمنوں کو خوف زدہ رکھ سکو اور ان کے سوا اوروں کو بھی، جنہیں تم نہیں جانتے اللہ انھیں خوب جان رہا ہے جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں صرف کروگے وہ تمہیں پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا حق نہ مارا جائے گا۔

۷۔ مسافر

مسافر کو اگر کوئی ضرورت پڑ جائے تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ خواہ وہ اپنے گھر میں خود زکوٰۃ ادا کرتا ہو اور کتنا ہی مالدار کیوں نہ ہو کیونکہ اس زمانہ میں سفر اونٹوں اور گھوڑوں پر ہوتا تھا اور اس سفر کا توشہ ختم ہو جاتا تھا تو اس صورت میں زکوٰۃ لینے کی ضرورت پڑتی تھی۔ یہ سفر اتنے کٹھن ہوتے تھے کہ اگر ایک دن ایک شخص نکلتا تو مہینوں بعد گھر والوں کو اس کی شکل دکھائی دیتی تھی۔ آج کے دور کی طرح وہ موبائل فون اور ای میل سے گھر والوں سے رابطہ نہیں رکھ سکتا تھا۔

۸۔ مؤلفۃ القلوب

مؤلفۃ القلوب سے مراد ایسے لوگ جو غیر مسلم ہیں، اُن کی دل جوئی کرنا مطلوب ہو اور اسلام کی رغبت دلانا مقصود ہو۔

۲۔ عُشر

عُشر کا مفہوم

عُشر عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی دسواں کے ہیں۔

والعشر جز من الاجزا العشرة[2]

---

(1)۔ سورۃ الانفال:60

(2)۔ احمد بن فارس، معجم مقاییس اللغۃ، دار الفکر، 1399ھ

"عُشر ! دسویں میں ایک ہے۔ "

اصطلاحی مفہوم

زمین کی زکوٰۃ کو عُشر کہا جاتا ہے بارانی زمین کے لیے دسواں حصہ ہے، اور نہر سے سیر اب ہونے والی زمین کی پیداوار میں سے بیسواں حصہ ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے، کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:
"جس (کھیتی) کو دریا کا پانی یا بارش کا پانی سیر اب کرے اُن میں عشر (دسواں) حصہ اور جس کھیتی کو اُونٹ (وغیرہ کسی جانور کے ذریعے سے سیر اب کیا جائے اُن میں نصف عشر (بیسواں حصہ) ہے۔"[(1)]

عُشر کی فرضیت

قرآن مجید میں زکوٰۃ کے علاوہ عُشر کا بھی ثبوت ملتا ہے جیسا کہ درج ذیل آیت اس کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ وَلَسْتُم بِآخِذِيهِ إِلَّا أَن تُغْمِضُوا فِيهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ﴾[(2)]

ترجمہ:" اے ایمان والو ! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور زمین میں سے تمہارے لئے ہماری نکالی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرو، ان میں سے بری چیزوں کے خرچ کرنے کا قصد نہ کرنا جسے تم خود لینے والے نہیں ہو، ہاں اگر آنکھیں بند کر لو تو، اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ بے پرواہ اور خوبیوں والا ہے۔"

اس آیت میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: کہ تم میری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرو جو حلال اور طیب ہیں اور جو اس نے تمھیں زمین کی پیداوار کی صورت میں دیا ہے۔ یعنی غلہ، پھل وغیرہ یعنی (عُشر) اس کی ادائیگی کا حکم دیا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاٰتُوْا حَقَّه يَوْمَ حَصَادِه﴾[(3)]

ترجمہ:"اور اس میں جو حق واجب ہے وہ اس کے کاٹنے کے دن دیا کرو۔"

---

(1)۔ ابو الحسن مسلم بن الحجاج، قشیری، صحیح مسلم، دار السلام، ریاض، کتاب الزکاۃ، باب مافیہ العُشرُ أَوْنصفُ العُشرِ :2272

(2)۔ سورۃ البقرۃ:267

(3)۔ سورۃ الانعام:141

اس آیت میں عُشر کی فرضیت کا بیان ہے کہ جو زمین کی پیداوار ہے جب وہ کاٹی جائے تو اُس میں سے غریبوں، مسکینوں کو اُن کا حق (عشر) دیا جائے

۳۔صدقہ فطر

صدقہ فطر کا مفہوم

" صدقہ فطر۔رمضان کے روزوں کی تکمیل پر جو فی کس دو سیر گیہوں اور دیگر اجناس میں سے ایک صاع (چار سیر) جو نماز عید سے پہلے اور سربراہ گھرانہ ہر چھوٹے بڑے مرد اور عورت کی طرف سے نماز عید سے پہلے غریبوں کو دیتے ہیں صدقہ فطر کہلاتا ہے۔" [1]

"عید الفطر کے دن جس وقت فجر کا وقت آتا ہے (یعنی جب سحری کا وقت ختم ہوتا ہے) اسی وقت یہ صدقہ واجب ہوتا ہے۔ اور عید کی نماز کے لیے جانے سے پہلے پہلے اسے ادا کرنا ضروری ہے، اگر عید الفطر کی نماز سے پہلے ادا نہ کیا گیا تو بعد میں بھی ادا کرنا ہو گا، لیکن بعد میں ادا کرنے سے اس صدقہ کی فضیلت ختم ہو جائے گی، اور یہ عام صدقہ بن جائے گا، نیز عید الفطر کی نماز کے بعد تک تاخیر مکروہ ہے۔ غریب کی ضرورت کو مد نظر رکھ کر یہ صدقہ عید الفطر سے پہلے رمضان المبارک میں بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔" [2]

صدقہ فطر کی حکمت

صدقہ فطر کس وجہ سے مشروع ہوا؟ اس کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(فَرَضَ رسولُ اللهِ صدقةَ الفطرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ والرَّفثِ ، طُعْمَةً لِلْمَساكِينِ) [3]

ترجمہ:"عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر صائم کو لغو اور بیہودہ باتوں سے پاک کرنے کے لیے اور مسکینوں کے کھانے کے لیے فرض کیا ہے، لہٰذا جو اسے (عید کی) نماز سے پہلے ادا کرے گا تو یہ مقبول صدقہ ہو گا اور جو اسے نماز کے بعد ادا کرے گا تو وہ عام صدقات میں سے ایک صدقہ ہو گا۔"

دوسرے مقام پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(زكاة الفطرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ والرَّفثِ طُعْمَةً لِلْمَساكِينِ) [4]

---

(1)۔ فیروز اللغات اُردو، ص:861

(2)۔ ابن قدیم، ابو محمد موفق الدین عبد اللہ بن احمد بن محمد بن قدیمہ الامشی، المفتی، مکتبہ الکاہو، 1968، ج:3، ص:79

(3)۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث بن اسحاق، سنن ابو داؤد، دار الرسالہ العالمیہ، 2009ء کِتَاب الزَّكَاةِ، باب زَكَاةِ الْفِطْرِ، 1609، (صحیح)

(4)۔ مہدی، ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن، سنن الدار قُطنی، مؤسسۃ الرسالہ بیروت لبنان، 1424ھ، 2067

ترجمہ: "صدقہ فطر روزہ دار کے لیے فضول و لغو باتوں اور فحش کاموں کے اثرات سے پاکی ہے اور محتاجوں کے کھانے کا ایک ذریعہ ہے۔"

ان احادیث میں صدقہ فطر کی دو حکمتیں بیان ہوئی ہیں ایک یہ کہ روزوں کو، فضول و لغو باتوں اور فحش کاموں کے اثرات سے پاک کرنا مراد ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ جو روزے ہم رکھتے ہیں اس میں لغو باتیں اور خلاف شرعی باتیں صادر ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے روزے کا اجر متاثر ہوتا ہے۔ روزے کی حقیقی برکت ختم ہو جاتی ہے۔ اس طرح جسم کے دیگر اعضاء سے جو گناہ ہو جاتے ہیں جس کی بنیاد پر روزے کا اصل مقصد نہیں رہتا۔ اس لیے صدقہ فطر ان گناہوں کے اثرات کو دھو کر پاک وصاف بنا دیتا ہے۔ اس کی بناپر صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

دوسری حکمت غریب اور مسکینوں کے لیے کھانے اور اُن کو اس دن کا موقع فراہم کرنا ہے۔ تاکہ محتاج اور غریب افراد اور اُن کے بچے بھی ہم سب کے ساتھ اس خوشی میں شریک ہو جائیں۔

صدقہ فطر کی مشروعیت

صدقہ فطر کی مشروعیت قرآن و حدیث سے ثابت ہے:

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّى﴾ (1)

ترجمہ: بیشک اس نے فلاح پائی جو پاک ہو گیا۔

اس آیت کی تفسیر میں متعدد اقوال مذکور و منقول ہیں ان اقوال میں سے ایک قول کے مطابق یہاں صدقہ فطر مراد ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ اس سے مراد پانچگانا نماز ہے۔ حضرت ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ابو خلدہ سے فرمایا کہ کل جب عید گاہ جاؤ تو مجھ سے ملتے جانا۔ جب میں گیا تو مجھ سے کہا کہ کچھ کھا لیا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا نہا چکے ہو؟ میں نے کہا ہاں، فرمایا زکوۃ فطر ادا کر چکے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا بس یہ کہنا تھا کہ اس آیت میں یہی مراد ہے۔ اہل مدینہ پانی پلانے سے افضل اور کوئی صدقہ نہیں جانتے تھے۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ بھی لوگوں کو فطرہ ادا کرنے کا حکم دیتے، پھر اسی آیت کی تلاوت فرماتے۔ حضرت ابو الاحوص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی نماز کا ارادہ کرتے اور کوئی سائل آجائے تو اسے خیرات دیدے پھر یہ آیت پڑھی۔ (2)

---

(1)۔ سورۃ الاعلیٰ:14

(2)۔ ابو الفداء، اسماعیل بن عمر بن کثیر ی الحنفی، تفسیر ابن کثیر، مترجم، مولانا محمد جونا گڑھی، مکتبہ اسلامیہ 2009ء، ج:5، ص:553

صدقہ فطر کی مشروعیت احادیث میں

صدقہ فطر کی مشروعیت احادیث سے ثابت ہے۔ بخاری کی اس حدیث مبارکہ میں جو کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

(فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ، وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى، وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ) (1)

ترجمہ:"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں سے ہر غلام و آزاد، مرد و عورت، بچے اور بوڑھے پر ایک صاع جو یا ایک صاع کھجور، صدقہ فطر میں دینا فرض قرار دیا ہے۔"

اس حدیث میں صدقہ فطر کی مشروعیت ثابت ہے۔ صدقہ دینا فرض قرار دیا ہے۔ سنن النسائی میں صدقہ فطر کی مشروعیت مذکورہ ہے۔

(عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: "فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ) (2)

ترجمہ:"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر پر چھوٹے اور بڑے، مرد اور عورت، غلام اور آزاد ہر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو کا صدقہ فطر فرض کیا۔"

ان روایات کے ساتھ ساتھ دیگر روایات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر ہر چھوٹے اور بڑے پر، مرد اور عورت پر اس طرح غلام اور آزاد پر ایک صاع کھانے کی چیزوں سے ادا کرنا فرض قرار دیا اور یہ صدقہ عید الفطر کی نماز ادا کرنے سے پہلے پہلے دینا صدقہ فطر قرار پاتا ہے لیکن اگر پہلے ادا نہ کرے تو پھر بھی ادا کرنا ہوتا ہے تاہم وہ عام صدقہ ہوگا۔ صدقہ فطر کا اجر نہیں پاتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(فَرَضَ رسولُ اللهِ صدقةَ الفطرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ والرَّفَثِ ، طُعْمَةً لِلْمَساكِينِ ، فمَنْ أَدَّاها قبلَ الصَّلاةِ ؛ فهيَ زَكَاةٌ مَقْبُولَةٌ ، ومَنْ أَدَّاها بعدَ الصَّلاةِ ؛ فهيَ صدقةٌ مِنَ الصدقةِ) (3)

ترجمہ:"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: صدقہ فطر روزہ دار کو فحش، بے ہودہ باتوں سے پاک کرنا ہے، اور مسکینوں کی خوراک کے لیے فرض ہے، لہٰذا جس نے اسے عید کی نماز سے پہلے ادا کر دیا تو یہ مقبولِ زکوٰۃ ہے۔ جس نے عید کی نماز کے بعد ادا کیا، تو وہ عام صدقات میں سے صدقہ ہے۔"

---

(1)۔ بخاری، صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب صدقہ فطر کا بیان:1503

(2)۔ النسائی، ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی الخراسانی، سنن ابن نسائی، مکتبہ اسلامیہ، کتاب الزکاۃ، باب: فَرْضِ زَكَاةِ رَمَضَانَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ دُونَ الْمُعَاهِدِينَ:2505 - قال الشیخ الألبانی: (صحیح)

(1) ۔ ابن ماجہ، کتاب الزکاۃ، باب صدقہ فطر کا بیان، (قال الشیخ الألبانی: حسن) رقم:1827

لہٰذا صدقہ فطر کو ایک طرف نبی اکرمﷺ نے عبادت سے جوڑ دیا ہے تو دوسری طرف فلاحِ معاشرہ سے جوڑ دیا ہے جس سے غریبوں کو معاشی تنگ دستی سے نکالنے کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔

۴۔ قربانی

قربانی کی تعریف

قربانی کے لیے عام طور احادیث میں لفظ 'اضحیۃ' وارد ہوا ہے۔ اصمعی کے قول کے مطابق اس کو چار طرح پڑھا گیا ہے۔ اضحیہ، ہمزہ کے پیش کے ساتھ، ہمزہ زیر کے ساتھ، اس کی جمع ضحایا آتی ہے۔ اضحاۃ، جس کی جمع 'اضحیٰ' آتی ہے۔ اسی سے یوم الاضحیٰ کا نام پڑا ہے۔[1]

قربانی اللہ تعالیٰ کی رضا اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے عید الفطر کے دن عید کی نماز کے بعد سے لے کر ایامِ تشریق تک جانور ذبح کرنا، قربانی ہے۔[2]

"اضحیۃ' (قربانی) مخصوص عمر کے جانور جسے اُس کی شرائط اور اسباب کے پائے جانے پر مخصوص دن یعنی (عید الاضحیٰ) سے ایام تشریق تک اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کی نیت سے ذبح کرنا ہے۔[3]

قربانی کی مشروعیت حکمتیں

قربانی کی مشروعیت کی بے شمار حکمتیں ہیں۔ یہاں چند ایک کو بیان کیا گیا ہے۔

ا۔ قرب الٰہی

قربانی اللہ رب العزت کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ دیگر عبادتوں کی طرح قربانی بھی اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ اس کے علاوہ کسی دوسرے کے لیے ایسا عمل شرک اکبر ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴾[4]

ترجمہ: "پس تُو اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر۔"

"عطاء خراسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں «وانحر» سے مراد یہ ہے کہ اپنی پیٹھ رکوع سے اٹھاؤ تو اعتدال کرو اور سینے کو ظاہر کرو یعنی اطمینان حاصل کرو۔ (ابن ابی حاتم) یہ سب اقوال غریب ہیں اور صحیح پہلا قول ہے کہ مراد

---

(1)۔ النسائی، ابوعبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی، سنن ابن نسائی، مکتبہ اسلامیہ، رقم:2505

(2)۔ ایضا"۔

(3)۔ سلفی، عبد السلیم بن عبد الحفیظ، قربانی کے احکام ومسائل قرآن وسنت کی روشنی میں، امام ابن باز العلمی ورفاہی سوسائٹی مدنی چوک، جہاد گھنڈ، ص9

(4)۔ سورۃ الکوثر:2

«نحر» سے قربانیوں کا ذبح کرنا ہے اسی لیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید سے فارغ ہو کر اپنی قربانی ذبح کرتے تھے اور فرماتے تھے "جو شخص ہماری نماز پڑھے اور ہم جیسی قربانی کرے اس نے شرعی قربانی کی اور جس نے نماز سے پہلے ہی جانور ذبح کر لیا اس کی قربانی نہیں ہوئی"، ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ یا رسول اللہ! میں نے نماز عید سے پہلے ہی قربانی کر لی یہ سمجھ کر کہ آج کے دن گوشت کی چاہت ہو گی، آپ نے فرمایا: "بس وہ تو کھانے کا گوشت ہو گیا" صحابی نے کہا: اچھا، یا رسول اللہ! اب میرے پاس ایک بکری کا بچہ ہے جو مجھے دو بکریوں سے بھی زیادہ محبوب ہے کیا یہ کافی ہو گا آپ نے فرمایا: "ہاں تجھے تو کافی ہے لیکن تیرے بعد چھ مہینے کا بکری کا بچہ کوئی اور قربانی نہیں دے سکتا"[1]

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ إِنَّ صلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴾ (2)

ترجمہ: "آپ فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔"

جس طرح نماز خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ اس طرح قربانی بھی اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کا ذریعہ اور عبادت ہے۔ کوئی بھی عمل خالص نیت سے اللہ کی رضا کے لیے کیا جائے تو وہ قابل قبول ہے۔ قربانی کے لیے بھی یہ شرط ہے۔

۲۔ حصول تقویٰ

حصولِ تقویٰ کے بارے میں اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ﴾ (3)

ترجمہ: " اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے نہ ان کے خون بلکہ اسے تو تمہارے دل کی پرہیزگاری پہنچتی ہے۔"

"عامر شعبی رحمہ اللہ سے قربانی کی کھالوں کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا "اللہ کو گوشت و خون نہیں پہنچتا اگر چاہو بیچ دو، اگر چاہو خود رکھ لو، اگر چاہو راہ للہ دے دو۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارے قبضے میں دیا ہے۔ کہ تم اللہ کے دین اور اس کی شریعت کی راہ پا کر اس کی مرضی کے کام کرو اور نامرضی کے کاموں سے رک جاؤ۔

(1)۔ تفسیر ابن کثیر، ج5، ص473

(2)۔ سورۃ الانعام:162

(3)۔ سورۃ الحج:37

اور اس کی عظمت و کبریائی بیان کرو۔ جو لوگ نیک کار ہیں، حدود اللہ کے پابند ہیں، شریعت کے عامل ہیں، رسولوں کی صداقت تسلیم کرتے ہیں وہ مستحق مبارکباد اور لائق خوشخبری ہیں۔"

۳۔ محبوب ترین عمل

ذوالحج میں قربانی کرنا اللہ کے ہاں زیادہ پسندہ عمل ہے۔ اس سے متعلق ارشاد نبوی ﷺ ہے:

(عن النبي ﷺ، انه قال:" ما مِن أيَّامٍ العملُ الصَّالحُ فيها أحبُّ إلى اللَّهِ من هذِهِ الأيَّامِ يعني أيَّامَ العشرِ ، قالوا : يا رسولَ اللَّهِ ، ولا الجِهادُ في سبيلِ اللَّهِ ؟ قالَ : ولا الجِهادُ في سبيلِ اللَّهِ ، إلَّا رَجلٌ خرجَ بنفسِهِ ومالِهِ ، فلم يرجِعْ من ذلِكَ بشيءٍ) [1]

ترجمہ:"نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان دنوں کے عمل سے زیادہ کسی دن کے عمل میں زیادہ فضیلت نہیں۔ لوگوں نے پوچھا، کہ جہاد میں بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں جہاد میں بھی نہیں سوائے، اس آدمی کے جو اپنی جان و مال خطرہ میں ڈال کر نکلا، اور واپس آیا تو ساتھ کچھ بھی نہ لایا۔ (سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کر دیا۔"

اس حدیث مبارکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قربانی محبوب ترین اعمال میں سے ہے۔ یہ عمل یعنی جانور کی قربانی خالص نیت سے کرنا اللہ رب العزت کو محبوب ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

(ما عِمل آدميٌّ من عملٍ يومَ النَّحرِ أحبَّ إلى اللهِ من إهراقِ الدَّمِ ، وإنَّه لتأتي يومَ القيامةِ بقرونِها وأشعارِها وأظلافِها ، وإنَّ الدَّمَ لَيقعُ من اللهِ بمكانٍ قبلَ أن يقعَ من الأرضِ ، فَطيبُوا بها نفسًا) [2]

ترجمہ:"یوم نحر کو انسان نے خون بہانے سے بہتر کوئی عمل نہیں کیا جو اللہ تعالیٰ کو اس سے محبوب ترین ہو، بلاشبہ وہ قربانی کا جانور، روز قیامت اپنے سینگ، بال اور کھریاں لے کر (بطور ثبوت قربانی) حاضر ہو گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی وہ خون اللہ کے ہاں قبولیت کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے، سو اس قربانی سے دلی خوشی محسوس ہوتی ہے۔"

اس حدیث میں قربانی کی اہمیت بیان ہوئی ہے۔ یعنی یوم نحر والے دن انسان کے لیے خون بہانے سے بہتر عمل اور کوئی نہیں ہے۔ قربانی اللہ تعالیٰ کو اسی دن زیادہ محبوب عمل ہے۔ جانور کا خون بعد میں زمین پر گرتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی قبولیت پہلے ہو جاتی ہے۔ سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

(مَا اَنْفَقْتَ الْوَرِقَ فِيْ شَيْئٍ اَفْضَلَ مِنْ نَحِيْرَةٍ فِيْ يَوْمِ عِيْدٍ) [1]

---

(1)۔ بخاری، صحیح بخاری، کِتَاب العِيدَيْنِ، بَاب فَضْلِ العَمَلِ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ:969

(2)۔ سنن ابن ماجہ کِتَابُ الأَضَاحِي، بَابُ: ثَوَابِ الأُضْحِيَةِ:3126، قال الشیخ الألباني:(ضعيف)

ترجمہ:"روز عید قربانی سے افضل کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی۔"

(أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ) (2)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ مدینہ میں دس سال مقیم رہے اور آپ ﷺ ہر سال قربانی کرتے رہے۔

یہ حدیث کئی صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ کہ آپ ﷺ مدینہ میں تقریباً 10 سال تک مقیم رہے اور آپ ﷺ نے ناغہ نہیں کیا بلکہ 10 سال تسلسل کے ساتھ اللہ کی راہ میں قربانی کا جانور ذبح کرتے رہے۔ اس حدیث میں قربانی کی اہمیت واضح ہے کہ یہ عمل اللہ کے رسول ﷺ کو اتنا محبوب تھا، کہ آپ ﷺ نے ہر سال اللہ کی راہ میں بغیر ناغہ کے قربانی دی اور امت کے لیے یہ مثال چھوڑ دی۔ قربانی خالص اللہ کی رضا اور قرب حاصل کرنے کے لیے اس کی راہ میں جانور کی قربانی کرنا تاکہ اس سے انسان کے اندر ایثار اور ایمان کا جذبہ بیدار ہو اور سنت ابراہیمی علیہ السلام اور سنت نبوی ﷺ کی پیروی بھی جاری رہے لہٰذا یہ قربانی جو سنت ابراہیمی ہے آپ ﷺ نے اپنی مستقل سنت قرار دے کر ہمیں جاری رکھنے کا حکم دیا ہے۔

۴۔ قربانی سنت مؤکدہ ہے

قربانی سنت ابراہیمیؑ ہے۔ اللہ کے نبی ص نے اس عمل کی بڑی تاکید فرمائی۔ بخاری کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا ذَبَحَ لِنَفْسِهِ، وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهُ، وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِينَ) (3)

ترجمہ:"جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کی، اُس نے اپنی ذات کے لیے جانور ذبح کیا اور جس نے نماز عید کے بعد قربانی کی (جانور ذبح کیا) اس کی قربانی پوری ہوئی۔ اس نے مسلمانوں کی سنت کو پالیا۔"

۵۔ قربانی سنتِ ابراہیمی ہے

سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: کہ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ: ان قربانیوں کی کیا حقیقت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمھارے باپ ابراہیمؑ کی سنت ہے۔ انھوں نے کہا ان میں سے ہمیں کیا ملے گا؟

---

(1)۔ سنن الدارقطنی، کتاب الصید والذبائح والأطعمة وغیر ذلک، باب الضحایا، (إبراهيم بن يزيد الخوزي، وهو ضعيف) رقم 4752

(2)۔ جامع ترمذی، کتاب الأضاحی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الأُضْحِيَةَ سُنَّةٌ: 1507 (امام ترمذی کہتے ہیں: (یہ حدیث حسن ہے)

(3)۔ بخاری، صحیح بخاری، کتاب لاءضاحی، باب سنة لاضحية، 5546

آپ ﷺ نے فرمایا ہر مال کے عوض ایک نیکی ، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ص! اون کا کیا مسئلہ ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس میں سے ہر بال کے عوض ایک نیکی ملتی ہے۔[1]

قربانی کی حکمتیں

۱۔ غرباء اور مساکین جن کو سال بھر گوشت نہیں پہنچتا وہ قربانی کی بدولت اس سے مستفید ہو جاتے ہیں۔

۲۔ جس طرح امیر کے بچے عید پر خوشی مناتے ہیں تو اس میں غریب اور مساکین کے بچے بھی اس خوشی میں شریک نظر آتے ہیں۔

۵۔ عقیقہ

عقیقہ کا مفہوم

عقیقہ کا اطلاق نومولود کے بالوں اور اس کی طرف سے ذبح کیے جانے والے جانور دونوں پر ہوتا ہے۔ اور عقیقہ سے مقصود پیدائش کے ساتویں دن نومولود کے بال مونڈھنا اور اس کی طرف سے جانور ذبح کرنا ہے۔[2]

عقیقہ کی وجہ تسمیہ

حافظ ابن حجرؒ بیان فرماتے ہیں: عقیقہ نومولود کی طرف سے ذبح کیے جانے والے جانور کا نام ہے۔ شوکانیؒ فرماتے ہیں۔

عقیقہ وہ ذبیحہ ہے جو نومولود کی خاطر ذبح کیا جاتا ہے۔ اصل میں عن کا معنی پھاڑنا اور کاٹنا ہے اور عقیقہ کو عقیقہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ذبح کے وقت ذبیحہ کاٹا جاتا ہے۔ نیز کبھی عقیقہ کا اطلاق نومولود کے بالوں پر بھی ہوتا ہے۔[3]

عقیقہ کا حکم

سلمان بن عامر الضبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ لڑکے کے ساتھ اس کا عقیقہ لگا ہوا ہے۔ اس لیے اس کی طرف جانور ذبح کرو، اور اسکے بال دُور کرو (سر منڈوا دو ختنہ کرو)[4]

---

(1)۔ ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل، مسند احمد، اسلام، 360، رقم:4648

(2)۔ فتح الباری، شرح صحیح بخاری، زید الدین عبد الرحمٰن بن احمد، 9ج، ص726

(3)۔ فتح الباری، ج:9، ص: 726

(4)۔ بخاری، صحیح بخاری، کِتَاب الْعَقِيقَةِ، بَابُ إِمَاطَةِ الأَذَى عَنِ الصبيِّ فِي الْعَقِيقَةِ، رقم:5472

رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث مبارکہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عقیقہ کرنا لازم ہے۔نومولود کی طرف سے عقیقہ کرنا یعنی جانور ذبح کرنا اللہ کے رسول ﷺ کا حکم ہے۔نومولود کی پیدائش کے ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کرنا اور اس کے بال منڈوانا یا اس کا ختنہ کرنا یہ نبی کریم ﷺ کا حکم ہے۔جو کہ آپ ﷺ نے اپنی امت کو دیا۔یہ آپ ﷺ کی سنت ہے۔

عقیقہ کا جانور

عقیقہ چھوٹے جانور یعنی بکرا / بکری اور بھیڑ و دنبہ سے دینا چاہئے، بڑے جانور میں عقیقہ دینے سے اجتناب کرنا چاہئے الا یہ کہ مجبوری ہو۔حدیث میں عقیقہ کے لئے شاۃ کا لفظ آیا ہے جو بھیڑ اور بکری دونوں پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ابن حزم نے لکھا ہے:

"واسم الشاة يقع على الضائنة والماعز بلا خلاف " (1)

ترجمہ: اور شاۃ کا لفظ بھیڑ اور بکری دونوں پر بلا اختلاف اطلاق ہوتا ہے۔

بعض اہل اعلم بڑے جانور میں بھی عقیقہ کے قائل ہیں۔بہر حال امر واسع ہے جسے میں اس طرح بیان کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے چھوٹے جانور میں عقیقہ کرنے کی کوشش کرے، اگر یہ ممکن نہ ہو سکے تو مجبوری میں بڑے جانور میں عقیقہ دے سکتے ہیں مگر واضح رہے عقیقہ میں مکمل جانور ذبح کرنا ہے کیونکہ خون بہانے کا حکم ہے اور اس میں اشتراک جائز نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(مَعَ الغُلَامِ عقيقةٌ فأَهريقوا عنهُ دَمًا وأميطوا عنهُ الأذَىٰ)(2)

ترجمہ: "لڑکے کی پیدائش پر عقیقہ ہے، لہٰذا جانور ذبح کرکے اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے گندگی دور کرو۔"

اکثر مسلمانوں کے یہاں عید قرباں کے موقع پر ایک بڑے جانور میں قربانی کے ساتھ بچے کا عقیقہ بھی حصہ لیا جاتا ہے جو کہ سنت کی صریح مخالفت ہے۔اگر طاقت ہے تو بچہ کی طرف سے مستقل جانور کا عقیقہ دیں ایسا کرنے سے سنت پوری ہوگی اور طاقت نہیں ہو تو نہ دیں اس پر اللہ تعالی مواخذہ نہیں کرے گا۔

عقیقہ کے جانور کی عمر کے سلسلے میں بصراحت کچھ منقول نہیں ہے اس لئے بعض علماء نے کہا کہ کسی بھی عمر کا جانور عقیقہ کیا جا سکتا ہے خواہ تین ماہ ہو، پانچ چھ ماہ ہو مگر یہ قول قوی نہیں معلوم ہوتا ہے کیونکہ عموماً لوگ ایسے جانور کو ذبح کرتے ہیں جو کم از کم ذبح کرنے اور کھانے کے لائق ہو، ایسے میں ایک سالہ بکری ہی مناسب معلوم ہوتی

---

(1)۔اندلسی، علی بن احمد بن سعید، المحلی، دار لکتب العلمیہ بیروت، ج6، ص234

(2)۔سنن ترمذی، کتاب الأضاحی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب الأَذَانِ فِي أُذُنِ الْمَوْلُودِ:1515

ہے اور مذکورہ بالا ابوداؤد کی حدیث میں نسک کا لفظ آیا ہے جو ہدی (حج کا جانور) کے لئے استعمال ہوتا ہے، گویا عقیقہ بھی ہدی کے قائم مقام ہے اور اس بابت امام مالکؒ کا قول بھی جو آگے آرہا ہے اس لئے اس میں بھی ہدی کی شرائط بجا لانی چاہیئے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی دلیل ہے "عقیقہ میں وہی کفایت کرے گا جو نسک میں کفایت کرتا ہے خواہ اضحیہ (عید کی قربانی) ہو یا ھدی (حج کی قربانی)۔ آگے لکھتے ہیں کہ اس میں اس عمر کا اعتبار کیا گیا ہے جو قربانی اور عقیقہ میں کفایت کرتا ہے اور کامل وصف مشروع کیا گیا ہے۔ اس لئے بچہ کے حق میں دو بکری مشروع کی گئی جو دونوں برابر ہوں، ان میں سے کسی میں نقص نہ ہو تو یہاں سال کا اعتبار کیا گیا ہے جو ذبح کے لئے مامور بہ سال ہے۔" (1)

اس سلسلے میں جمہور کا یہی موقف ہے کہ عقیقہ میں قربانی کی شرائط ملحوظ رکھے جائیں گو کہ بعض مسائل میں عقیقہ و قربانی مختلف بھی ہیں مثلاً قربانی میں اشتراک جائز ہے جبکہ عقیقہ میں نہیں ہے۔ سیّدنا عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

(مَعَ الْغُلاَمِ عَقِيقَةٌ، فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا وَأَمِيطُوا عَنْهُ الأَذَى) (2)

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا: کہ ہم لڑکے کی طرف سے دو بکریاں، اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کا عقیقہ کریں۔"

نیز اس حدیث مبارکہ میں 'رحینۃ۔ (بچہ حقیقہ کے عوض گروی ہے) کے الفاظ نقل ہیں کہ عقیقہ صاحبِ استطاعت پر واجب ہے۔ لڑکے کی طرف سے دو جانور یعنی دو بکریاں ذبح کرنی ہیں اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور ذبح کرنا ہے رضی اللہ عنہا اور یہ نومولود کی پیدائش کے شکریہ کی ادائیگی کے لیے لازم اور واجب ہے۔

عقیقہ میں بھیڑ اور بکری کفایت کرتی ہیں۔ ان جانوروں کے علاوہ اونٹ، گائے وغیرہ کا عقیقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔ سیّدہ اُم کرزؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(عن الغلامِ شاتانِ، وعلى الجاريةِ شاةٌ لا يضركُم ذُكرانًا كنَّ، أم إناثًا) (3)

ترجمہ: عقیقہ میں لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری سے بکرویوں کا مذکر یا مؤنث (نریا مادہ) ہونا تمھارے لیے اس میں کوئی حرج نہیں۔

(أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ كَبْشًا كَبْشًا) (4)

---

(1)۔ ابن قیم، محمد بن ابو بکر بن ایوب، تحفۃ المودود باحکام المولود۔ دار علم الفوائد، ص 63

(2)۔ جامع ترمذی، کتاب الأضاحی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب مَا جَاءَ فِي الْعَقِيقَةِ، 1513 (قال الشيخ الألباني: صحيح)

(3) ۔ ایضا"

(4)۔ سنن نسائی، کتاب العقیقۃ، بَابُ: كَمْ يُعَقُّ عَنِ الْجَارِيَةِ رقم: 4224 (قال الشيخ الألباني: صحيح)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے دو دو مینڈھے عقیقہ میں ذبح فرمائے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے اُن کے عقیقہ میں دو جانور مینڈھے ذبح کیے۔ عقیقہ میں لڑکے کی طرف سے دو جانور ذبح کرنا سنت ہیں۔ اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور ذبح کرنا مسنون ہے۔ عقیقہ دراصل بچے کی طرف سے صدقہ ہے۔ جو کہ اس کو مختلف بلاؤں سے محفوظ رکھتا ہے اور عقیقہ کرنا سنت رسول ص ہے۔

عقیقہ کی حکمتیں

1۔ عقیقہ قربانی کی طرح ایک عبادت ہے۔

2 ۔ عقیقہ پر تمام دوست و احباب جمع ہوتے ہیں جس سے آپس میں محبت و الفت اور ایک دوسرے کے دُکھ درد، غمی اور خوشی کا ادراک ہوتا ہے۔

3۔ عقیقہ دراصل معاشرے کے دوسرے افراد کو اس خوشی میں شریک کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔

4۔ اس قربانی کا کچھ حصہ غرباء تک پہنچانا مقصود ہے تاکہ انسان کے بُخل اور حرص جیسے جذبات پر قابو پایا جاسکے اور دوست و احباب اور ہمسائیوں کو یہ گوشت دیا جائے۔

5۔ عقیقہ دراصل معاشرے کی فلاح میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

صدقات نافلہ کی اقسام

1. کھانے کا بندوبست کرنا
2. غریب اور نادار طلباء کی تعلیم کا بندوبست کرنا
3. محتاجوں کے لیے رہنے کی جگہ کا بندوبست کرنا
4. غریب اور ضرورت مند افراد کے لیے علاج معالجہ کا بندوبست کرنا۔
5. پینے کا صاف پانی مہیا کرنا
6. پیشہ ورانہ تعلیم کے ادارے ضرورت مند افراد کے لیے قائم کرنا۔
7. لکھنے، پڑھنے والے غریب طلباء کے لیے رہائش کا بندوبست کرنا۔
8. نادار مریضوں کا علاج کروانا۔
9. ضرورت مند افراد کے لیے ہسپتال اور ڈسپنسری قائم کرنا۔

صدقات نافلہ کی اقسام فصل سوم میں تفصیل سے ذکر ہیں۔

فصل دوم

فلاحی معاشرہ میں صدقات کی ضرورت

فلاح کا لغوی مفہوم

فلاح(ف۔لاح)[ع۔ف۔مث] (1) بھلائی، نیکی، آسوگی، نجات، سلامتی(2) عمدگی اور خوبی۔ [1]

فَلَاحُ ،عام:اسم]کامیابی، مطلب براری (2) بقا کہتے ہیں: **لاافعل ذلک فلاح الدهر**: جب تک زمانہ باقی ہے میں یہ کام نہیں کروں گا۔

فَلّاحُ ،عام:اسم]کاشت کار، زراعت پیشہ (2) کشتی کا ملاح، جہاز کا کپتان ج: فلاحون، فَلّاحُ ،عام: اسم]ج: فلاحون۔ [2]

معاشرہ کا لغوی مفہوم

معاشرہ(م۔ع۔ش) جماعتی زندگی جس میں ہر فرد کو رہنے سہنے اور اپنی ترقی ،اور فلاح و بہبود کے لیے دوسروں سے واسطہ پڑتا ہے۔[3]

معاشرہ عاشر۔یعاشر کا مصدر ہے،اس کے معنی مل جُل کر رہنے کے ہیں، فلاح کا مادہ(ف،ل،ح) ہے۔ عربی میں فلاح کے، معنی نیکی، بھلائی، آسودگی اور نجات کے ہیں۔ [4]

اصطلاحی مفہوم

معاشرہ سے مراد افراد کا وہ مجموعہ ہے، جس میں افراد باہم مل جُل کر رہتے ہیں۔ اور اس مل جُل کر رہنے کے بغیر انسانی زندگی ممکن نہیں ہے، اور یہ سلسلہ انسان کی پیدائش سے لے کر موت تک جاری وساری رہتا ہے۔ انسان ضروریات زندگی کے لیے معاشرے کا محتاج ہوتا ہے۔ معاشرے مختلف بنیادوں پر قائم ہوتے ہیں۔ مثلاً برادری، مذہب، زبان اور جغرافیائی حدود وغیرہ کی بنیاد پر معروض وجود میں آتے ہیں۔ انسان کی اجتماعی زندگی میں

---

(1)۔فیروز اللغات اُردو، ص 937

(2) ۔ابن منظور، لسان لعرب۔ص345

(3)۔فیروز اللغات اُردو، ص 1260

(4)۔ایضاً، ص 937

عوامل کا بڑا کردار ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ فلاحی معاشرہ، وہ معاشرہ ہے جو کہ نیکی کی بنیاد پر، بھلائی و آسودگی اور نجات کی بنیاد پر قائم ہو وہ معاشرہ ایک فلاحی معاشرہ کہلاتا ہے۔ [1]

فلاحی معاشرہ سے مراد ایسا معاشرہ جس میں ہر فرد کی بھلائی، آسودگی، نجات اور عمدگی کے مواقع میسر ہوں۔ معاشرے میں ہر فرد خوشحال ہو، سلامتی اور عمدگی والی زندگی بسر کر سکے۔ ایسا معاشرہ ایک فلاحی معاشرہ کہلاتا ہے۔ یعنی ہر فرد کو بنیادی ضروریاتِ زندگی آسانی سے میسر ہوں۔ فلاحی معاشرہ کہلاتا ہے۔

فلاحی معاشرہ میں صدقات کی ضرورت واہمیت قرآن مجید کی روشنی میں

صدقات کی اہمیت کا اندازہ اس سے بخوبی معلوم ہوتا ہے، کہ صدقات بلاؤں کو، پریشانیوں، غموں اور بیماریوں کو رفع کرنے کا ذریعہ ہیں۔ صدقات انسانی زندگی میں آرام وراحت کے لیے لازم وملزوم ہیں۔ قرآن مجید میں صدقات کی اہمیت جگہ جگہ بیان ہوئی ہے۔ صدقہ دینے میں انسان کے لیے نفع ہی نفع ہے صدقات گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہیں۔ عذاب الٰہی سے نجات اور جنت میں داخلے کا ذریعہ ہیں۔ صدقہ رزق میں برکت اور مال میں اضافے کا ذریعہ ہے۔ صدقہ کرنا اہل ایمان کی نشانی اور اُن کے اوصاف میں ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اہلِ ایمان کے اوصاف

﴿ مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴾ [2]

ترجمہ: اور ہمارے دیئے ہوئے (مال) میں سے خرچ کرتے ہیں۔

اس طرح دوسری جگہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ﴾ [3]

ترجمہ: اور جن کے مالوں میں مقررہ حصہ ہے۔

ان آیات میں اللہ رب العزت نے اہل ایمان کی صفات بیان کی ہیں کہ جو مال ہم نے اُن کو دیا ہے وہ اس میں سے صدقہ کرتے ہیں۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور دیتے ہیں مال میں سے سوال کرنے والوں کو جو محروم ہیں۔ اُن کا حصہ مقرر کر دیتے ہیں۔ وہ غریبوں اور مستحقین پر اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

---

(1)۔ علوی، خالد، اسلام کا معاشرتی نظام، الفیصل ناشران، لاہور، 2015ء، ص 32

(2)۔ سورۃ البقرہ: 3

(3)۔ سورۃ المعارج: 25، 24

۱۔ صدقہ کرنے والے نیک لوگ ہیں

اللہ رب العزت نے صدقہ کرنے والوں کو نیک لوگوں کی فہرست میں شامل کیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَأَنفِقُوا مِن مَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُن مِّنَ الصالِحِينَ ﴾(1)

ترجمہ:" اور جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے (ہماری راہ میں) اس سے پہلے خرچ کرو کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے تو کہنے لگے اے میرے پروردگار مجھے تو تھوڑی دیر کی مہلت کیوں نہیں دیتا؟ کہ میں صدقہ کروں اور نیک لوگوں میں سے ہو جاؤں۔"

اس آیت میں یہ واضح ہے کہ صدقہ و خیرات نیکوکار لوگ ہی کرتے ہیں۔ وہ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ جو لوگ صدقہ و خیرات کیے بغیر اس دنیا سے چلے جاتے ہیں وہ حسرت کریں گے کہ اگر ہم نے صدقہ کیا ہوتا تو ہمارا بھی نیک لوگوں میں شمار ہوتا لہٰذا وہ صدقہ کرنے کے لیے حسرت کریں گے۔

۲۔ صدقہ کرنے کی رغبت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صدقہ کرنے ترغیب دی ہے اور بخل سے منع کیا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌوَاللَّهُ عِندَهُ أَجْرٌعَظِيمٌ فَاتَّقُوااللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنفِقُوا خَيْرًا لِّأَنفُسِكُمْ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾(2)

ترجمہ:" تمہارے مال اور اولاد تو سراسر تمہاری آزمائش ہیں اور بہت بڑا اجر اللہ کے پاس ہے۔ پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو اور سنتے اور مانتے چلے جاؤ اور اللہ کی راہ میں خیرات کرتے رہو جو تمہارے لئے بہتر ہے اور جو شخص اپنے نفس کی حرص سے محفوظ رکھا جائے وہی کامیاب ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو صدقہ کرنے کی طرف رغبت دلائی ہے۔ ہ واضح کر دیا ہے کہ تمھاری اولاد اور تمھارا مال اے انسان یہ تمھارے لیے ایک آزمائش ہے۔ اگر تم ان کی محبت میں پڑ کر مال کو جمع کرتے رہے تو یہ تمھارے لیے ہلاکت کا سامان ہے۔ یہ تمھیں کوئی فائدہ نہ دیں گے بلکہ تم خسارے میں پڑ جاؤ گے۔ اس لیے اگر اس میں سے تم اللہ کی راہ میں صدقہ کرو تو یہ تمھارے لیے بہتر ہے اور تمھاری کامیابی کا بہترین ذریعہ ہے اور صدقہ کرنے

---

(1)۔ سورۃ المنافقون:10

(2)۔ سورۃ التغابن:16 ، 15

پر اللہ تعالیٰ کے ہاں عظیم اجر ہے اور جس نے بخل سے کام لیا تو وہ ہمیشہ ہمیشہ ناکام ہے۔ اس لیے اللہ کی راہ میں صدقہ وخیرات کرتے رہے۔

بخل یعنی کنجوسی کی مذمت کی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴾ (1)

ترجمہ: " اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ اسے بالکل ہی کھول دے کہ پھر ملامت کیا ہوا درماندہ بیٹھ جائے۔"

﴿وَاَنْفِقُوْافِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ وَاَحْسِنُوْااِنَّاللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾(2)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور سلوک واحسان کرو اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

اس آیت میں اللہ رب العزت نے بخل سے اور کنجوسی سے منع فرمایا ہے۔ یعنی بخل کو اور کنجوسی کو اپنی گردن کے ساتھ ہاتھ باندھے رکھنے کی مثال دی ہے، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حسرت بن جائے گی اور انسان حسرت کرے گا کہ مجھے دوبارہ موقع دیا جائے کہ میں نیکی کروں۔ مگر تب اُسے دوبارہ یہ موقع نہیں ملے گا۔

۳۔ خیر وبرکت کا باعث

انسان جہاں پیسے کو خرچ کرنا ضیاع اور تنگی کا باعث سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے خیر وبرکت کا باعث قرار دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ وَمَا أَنفَقْتُم مِّن شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَخَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾ (3)

ترجمہ: کہہ دیجئے! کہ میرا رب اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے روزی کشادہ کرتا ہے اور جس کے لئے چاہے تنگ کر دیتا ہے تم جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اللہ اس کا (پورا پورا) بدلہ دے گا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صدقہ کرنے کی فصیلت بیان فرمائی ہے کہ جو بھی اللہ کی راہ میں صدقہ و خیرات کرتا ہے اللہ کے بندوں پر خرچ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا رزق فراخ کر دیتے ہیں۔ اس کے رزق سے تنگی

---

(1)۔ سورۃ بنی اسرائیل:29

(2)۔ سورۃ البقرہ:195

(3)۔ سورۃ سباء:39

دور کر دی جاتی ہے اور جو بھی اللہ کے دیئے ہوئے مال میں انسان خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اور زیادہ کر دیتے ہیں اور کئی گنا بڑھا کر دیتے ہیں۔ اس طرح روزِ آخرت اس کا اجر سات سو گنا تک بڑھا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہترین رازق ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نفع بخش تجارت ہے

اللہ رب العزت نے صدقہ کرنے کو اپنے ساتھ نفع بخش تجارت قرار دیا ہے۔ یہ ایسی تجارت ہے جس میں نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں بلکہ نفع ہی نفع ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصلاَةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّن تَبُورَ لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ﴾ (1)

ترجمہ:" جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے پوشیدہ اور اعلانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی خسارہ میں نہ ہو گی۔ تا کہ ان کو ان کی اجرتیں پوری دے اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ دے بیشک وہ بڑا بخشنے والا قدر دان ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں پوشیدہ اور ظاہر صدقہ کرنے والوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ ایک ایسی تجارت کر رہے ہیں جس میں نفع ہی نفع ہے۔ یہ تجارت کامیاب تجارت ہے اس میں بربادی اور نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں اور اس میں برکت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے اجر میں سات گنا بڑھا کر ثواب دیتے ہیں۔ اس کا اجر ہمیشہ زیادہ ہوتا رہے گا کم نہیں ہو گا۔ اللہ کی راہ میں خرچ (یعنی صدقہ) کرنے میں نہ صرف دنیاوی بلکہ اخروی کامیابی اور خیر و برکت حاصل ہو گی۔

فلاحی معاشرہ کی تشکیل میں صدقات کی اہمیت احادیث کی روشنی میں

لفظ 'صدقہ' عموماً اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر مختلف طریقہ کارہائے خیر میں اپنا مال خرچ کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ صدقہ اپنے عزیز و اقارب کی خبر گیری میں، مسکینوں اور محتاجوں کی اعانت کرنے میں، مقروض کی مدد کرنے اور جہاد فی سبیل اللہ میں مال خرچ کرنے کو صدقہ کہا جاتا ہے۔ صدقہ کی اہمیت و فضیلت قرآن کی طرح حدیث میں بھی صراحت کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔ درج ذیل میں صدقہ کی اہمیت و فضیلت چند احادیث کی روشنی میں بیان کی جاتی ہے۔

---

(1)۔ سورۃ فاطر: 30، 29

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(على كل مسلم صدقه) ہر مسلمان پر صدقہ کرنالازم ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اگر وہ (اس کی طاقت) نہ پائے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **(فليعمل بيديه فيفع نفسه ويتصدق)** وہ اپنے ہاتھوں سے کمائے خود کو نفع پہنچائے اور صدقہ (بھی) کرے۔" انھوں نے کہا: اگر وہ اس کی استطاعت نہ رکھے یا اسے نہ کر پائے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **(فيعين ذا الحاجة الملهوف)** "ضرورت مند مجبور شخص کی مدد کرے۔" انھوں نے عرض کیا کہ: اگر وہ یہ نہ کر سکے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" خیر و بھلائی کا حکم کرے، انھوں نے کہا: اگر یہ بھی نہ کر سکے ؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(فيُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ؛ فإنَّه له صَدَقَةٌ) [1]

ترجمہ:"وہ برائی سے رک جائے کیوں کہ اس کے لیے یہ بھی صدقہ ہے"۔

حدیث مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان کے لیے صدقہ کرنالازم قرار دیا، کیوں کہ صدقہ انسان سے بلاؤں کو ٹالتاہے اور پریشانیوں کو دور کرتا ہے۔رزق میں برکت کا باعث بنتاہے۔صدقہ کرنے کے مختلف طریقے بتائے کہ اگر وہ طاقت نہیں رکھتا تو وہ خود حلال کمائے اور اپنے گھر والوں پر خرچ کرے یہ صدقہ ہے۔اس طرح کسی ضرورت مند کی مدد کرے یہ بھی صدقہ ہے۔نیکی کا حکم کرے یہ بھی صدقہ ہے۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان میں اتنی طاقت نہیں تو وہ صرف خود برائی سے رُک جائے۔یہ بھی صدقہ ہے۔اسلام نے ہر طرح سے انسان کے لیے آسانی پیدا کی ہے کہ وہ جتنی طاقت رکھتا ہو، اس کے مطابق کار خیر میں اپنا حصہ ڈالے تو اللہ تعالیٰ اسے قبول کرلیں گے۔

۱۔مؤمن کا سایہ

اہل ایمان کا عقیدہ ہے کہ دنیاوی زندگی عارضی ہے۔مرنے کے بعد نہ ختم ہونے والی زندگی کا آغاز ہو گا۔جہاں مومن مدد خداوندی کا محتاج ہو گا۔محشر جہاں سخت گرمی ہو گی۔انسان سائے کیلئے ترستا رہے گا۔وہاں مومن کو اپنے صدقے کا سایہ میسر ہو گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(اِنَّ ظِلَّ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَدَقَتُه) [2]

ترجمہ:"بلاشبہ قیامت کے دن مؤمن کا سایہ اس کا صدقہ ہو گا۔ "

---

(1)۔ بخاری، صحیح بخاری، کِتَاب الْأَدَبِ، بَابُ كُلُّ مَعْرُوفٍ صدقَةٌ 60 2

(2)۔ حنبل ،احمد بن حنبل ،مسند احمد ج4، ص233

اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ صدقہ قیامت کے دن جس دن اور کوئی سایہ نہ ہو گا نہ کسی کی سفارش قبول کی جائے گی اس روز مؤمن پر صدقہ اپنا سایہ کیے ہو گا جو اس نے دنیا میں اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہو گا۔ یہ مؤمن کے لیے نہایت خوشی کا باعث ہو گا۔ جو اس نے دنیا میں صدقہ کیا آج روزِ قیامت اس پر اسے عظیم اجر سے نوازا جائے گا۔

ایک طرف حدیث میں صدقہ کو عبادت سے تو دوسری طرف انسانی حاجت سے جوڑ کر فلاح معاشرہ کیلئے انسان کو متحرک کیا گیا ہے۔ اور یہی فلاحی عمل انسان کیلئے قیامت میں باعث سہولت و آسانی ہو گی۔

۲۔ قابلِ رشک عمل

حدیث میں خرچ کرنے والوں کو ان الفاظ میں قابل رشک قرار دیا ہے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

(اليدُ العُلْيَا خير من اليدِ السُّفْلَى، واليد العُلْيَا هي المُنْفِقَةُ، والسُّفْلَى هي السَائِلة) (1)

ترجمہ: "اوپر والا ہاتھ نیچے والے سے بہتر ہے، اوپر والا خرچ کرنے والے کا ہاتھ ہے اور نیچے کا مانگنے والے کا، صدقہ کرنے والا شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا اتنا محبوب ہے کہ آپ نے ایسے شخص کو قابلِ رشک قرار دیا ہے۔"

صدقہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کی راہ میں فقیروں، مسکینوں کی مدد کرنے والا اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کا محبوب ترین ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ یعنی صدقہ کرنے والا بہتر ہے اور آپ ﷺ نے ایسے شخص پر رشک فرمایا جو صدقہ کرتا ہے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہ نبی کریم ص نے فرمایا:

(لا حسدَ إلا على اثنتينِ رجلٌ آتاه اللهُ مالًا فهو ينفقُ منه آناءَ الليلِ وآناءَ النهارِ ورجلٌ آتاه اللهُ القرآنَ فهو يقومُ به آناءَ الليلِ وآناءَ النهارِ) (2)

ترجمہ: "دو آدمیوں پر رشک کرنا جائز ہے، ایک وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن عطا کیا، وہ اس کے ساتھ رات اور دن کی گھڑیوں میں قیام کرتا ہے، اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا ہے، وہ اسے اس کی راہ میں رات اور دن کی گھڑیوں میں خرچ کرتا ہے۔"

---

(1)۔ بخاری، صحیح بخاری، کِتاب الزّکاۃ، بَابُ لاَ صدَقَۃَ اِلاّ عَن ظَھرِ غِنی، رقم:1429

(2)۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، بَابُ: الُحَسَدِ، رقم:4209(صحیح)

صحیح مسلم کی اس حدیث میں نبی رحمت ﷺ نے دو آدمیوں کو قابل رشک قرار دیا۔ اُن پر فخر کیا ایک وہ شخص جو قرآن مجید کی تلاوت اور نماز میں قیام کرتا ہے۔ یعنی دن رات اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور دوسرا شخص وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مال و دولت دیا ہے اور وہ اپنے اُس مال میں سے دن اور رات اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ محتاجوں کی مدد کرتا ہے۔ ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرتا ہے۔ ان دونوں پر اللہ کے نبی اکرم ﷺ نے رشک کیا کہ یہ دونوں قابل فخر ہیں۔

۳۔ صدقہ کا اجر وثواب

اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے والے کے لیے قرآن و حدیث میں بہت زیادہ اجر و ثواب بیان ہوا ہے۔ صدقہ کرنے والے کو سات سو گنا تک ثواب ملتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(من أنفق نفقة في سبيل الله كُتِبَ لَهُ بِسَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ) [1]

ترجمہ: "جو شخص اللہ کی راہ میں کوئی چیز خرچ کرے اس کے لیے وہ چیز سات سو گنا تک بڑھا کر لکھی جاتی ہے۔"

حدیث مبارکہ میں صدقہ کرنے کا اجر وثواب بیان ہے۔ صدقہ کی اہمیت کا اندازہ اس کے اجر وثواب سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت کے ہاں صدقہ کرنے کا اجر و ثواب کس قدر زیادہ ہے۔ ہر چیز جو اللہ کی راہ میں خرچ کی ہوگی اس کا اجر وثواب سات سو گنا تک انسان کے نامہ اعمال میں لکھ دیا جاتا ہے۔

۴۔ حلال کمائی سے صدقہ کرنا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

(من تصدق بعدل تمرة من كسب طيب، ولا يقبل الله إلا الطيب، فإن الله يقبلها بيمينه، ثم يُرَبِّيها لصاحبها كما يُرَبِّي أحدكم فَلُوَّه حتى تكون مثل الجبل) [2]

ترجمہ: جو بھی شخص حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر بھی صدقہ کرتا ہے ،اور اللہ تعالیٰ صرف حلال کمائی کو قبول کرتا ہے ،تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے قبول کرتا ہے۔ اور صدقہ کرنے والے کے لیے اس کی اس طرح نشو ونما کرتا ہے، جس طرح تم میں سے کوئی اپنے جانور کے بچوں کو کھلا پلا کر بڑا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ صدقہ بڑھ کر پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔

---

(1)۔ سنن ترمذی، کتاب فضائل الجهاد عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ: 1625 (صحیح)

(2)۔ صحیح بخاری، کِتَاب الزَّکَاة، بَابُ الصدَقَةِ مِن كَسْبٍ طَيِّبٍ، رقم:1410

۵۔ گناہوں کا کفارہ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ، تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ) (1)

ترجمہ: "آدمی کی آزمائش اس کے خاندان، اولاد اور پڑوسیوں میں ہوتی ہے اور نماز، صدقہ اور اچھے کام اس فتنے کا کفارہ بن جاتے ہیں۔"

صدقہ گناہوں کا کفارہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق انسان کی آزمائش اس کے کنبہ، اولاد اور پڑوسیوں میں ہوتی ہے۔ اس کا امتحان لیا جاتا ہے اور یہ آزمائش نماز، اچھے کام اور اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہوا اس شخص کے لیے اس فتنے اور آزمائش کا کفارہ بن جاتا ہے۔ اس کے گناہوں کی معافی کا ذریعہ صدقہ بن جاتا ہے۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک طویل حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

(الصدقةُ تُطفئُ الخطيئةَ كما يُطفئُ الماءُ النارَ) (2)

ترجمہ: صدقہ گناہوں کو ایسے مٹا دیتا ہے، جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

صدقہ کی مثال ایسے ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتی ہے۔ اس طرح صدقہ کرنے سے گناہ مٹ جاتا ہیں۔ صدقہ گناہوں کا کفارہ ہے اللہ تعالیٰ صدقہ خیرات کرنے والے کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیتے ہیں۔

۶۔ مصائب و آلام میں نجات کا ذریعہ

انسان پر جو مصیبت یا کوئی پریشانی آتی ہے وہ پریشانی اس کے اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے۔ جیسے اعمال انسان کرتا ہے اسی طرح وہ پریشانیوں اور مصیبتوں میں گھر جاتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

﴿ وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ ﴾ (3)

ترجمہ: " تمہیں جو کچھ مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے کرتوت کا بدلہ ہے، اور وہ تو بہت سی باتوں سے درگزر فرما دیتا ہے۔"

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: کہ انسان پر مصیبت یا کوئی پریشانی اس کے اعمال کی بدولت یعنی جو اس نے اپنے ہاتھوں سے کمایا ہوتا ہے اس کا نتیجہ ہوتی ہے۔ انسان گناہوں سے بچنے کی کوشش کرے اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ و خیرات کرتا رہے تو وہ ان پریشانیوں اور مصائب سے نجات پا سکتا ہے کیوں کہ صدقہ پریشانیوں کو

---

(1)۔ صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب صدقہ خیرات سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، رقم: 1435

(2)۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، بَابُ: كَفِّ اللِّسَانِ فِي الْفِتْنَةِ، رقم: 3973 (قال الشيخ الألباني: صحيح)

(3)۔ سورۃ الشوریٰ: 30

ختم کرنے کا ذریعہ ہے۔ بڑی سے بڑی آفت اور مصیبت صدقے سے ٹل جاتی ہے۔ صدقہ کرنے والے کی حفاظت کرتا ہے۔

۷۔ رزق میں برکت اور اضافے کا باعث

صدقہ وخیرات کرنا مال اور رزق میں اضافے کا باعث اور بہت بڑا ذریعہ ہے۔ قرآن وحدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کوئی بھی مسلمان اللہ تعالیٰ کی راہ میں جتنا زیادہ مال خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے مال اور رزق میں اتنا اضافہ فرماتے ہیں بلکہ اس کا اجر سات سو گنا تک بڑھا دیتے ہیں۔ اس کے مال میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اسے مزید مال ودولت سے نوازتے ہیں۔

رسول اللہ کا فرمان ہے:

(أَنَّ رسولَ اللَّه ﷺ قَالَ: مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ) [1]

ترجمہ: صدقہ مال میں سے کچھ بھی کم نہیں کرتا۔

اس حدیث مبارکہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ صدقہ مال میں سے کچھ بھی کم نہیں کرتا بلکہ صدقہ اضافے کا باعث ہے۔ شیطان جو کہ انسان کا ازلی دشمن ہے وہ انسان کے دل میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ تمھارا مال کم ہو جائے گا اور تم فقیری ہو جاؤ گے اور شیطان اسے فضول خرچی کے کاموں پر لگا دیتا ہے اور اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے لیکن حقیقت میں صدقہ مال میں، جان میں، عزت میں اور رزق میں برکت اور اضافے کا باعث ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(يا ابْنَ آدَمَ أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ) [2]

ترجمہ: "اے آدم کے بیٹے! تو (میری راہ میں) خرچ کر، تم پر (بھی میری طرف سے) خرچ کیا جائے گا۔"

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اے انسان! تو میری راہ میں یعنی غریبوں اور محتاجوں کی مدد کر، ضرورت مندوں کی ضرورت کو میرے دیئے ہوئے مال میں سے ان پر صدقہ کر، میں تیرے اوپر خرچ کروں گا۔ مطلب تیرے مال میں برکت ڈال دوں گا۔ تیرے مال کی حفاظت اور اسے کئی گنا بڑھا دوں گا۔ سیّدنا ابوہررہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

---

(1)۔ جامع ترمذی، کتاب البر والصلۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب مَاجَاءَ فِي التَّوَاضُعِ، : 2029 (حسن)

(2)۔ بخاری، صحیح بخاری، كِتَاب النَّفَقَاتِ، بَاب فَضْلِ النَّفَقَةِ عَلَى الأَهْلِ، رقم: 5352

(ما مِنْ يومٍ يُصْبِحُ العِبادُ فيهِ إلا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ، فيقولُ أَحَدُهُمَا: اللهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا، ويقولُ الآخَرُ: اللهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا») [1]

ترجمہ:"ہر روز جس میں بندے صبح کرتے ہیں اور فرشتے اترتے ہوتے ہیں ایک فرشتہ کہتا ہے: اے اللہ صدقہ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے اور دوسرا کہتا ہے: اے اللہ! مال روکنے والے کے مال کو تلف کر دے۔"

صدقہ خیرات کرنے والے کی اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعے غیبی طریقے سے مدد کرتا ہے۔ اس کے مال میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور انسان کو اس کا علم تک نہیں ہوتا اور جو کنجوس ہو اس کے مال میں نقصان ہو جاتا ہے۔

۸۔ دخول جنت کا سبب

انسان کی اصل کامیابی اسی میں ہے کہ وہ عذاب الٰہی یعنی جہنم سے بچ جائے اور جنت میں داخل ہو جائے۔ یہی انسان کی اصل کامیابی ہے۔ اس کامیابی کے حصول کے لیے انسان ساری زندگی کھپا رہتا ہے اور ساری عمر اسی کوشش میں لگا رہتا ہے کہ وہ اخروی زندگی میں کامیابی حاصل کر لے۔ صدقہ جنت میں داخلے کا بہترین ذریعہ ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ص نے فرمایا:

(إن العَبْدُ إذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ، وتُوُلِّيَ وذَهَبَ أصْحَابُهُ حتَّى إنَّه لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ، أتَاهُ مَلَكَانِ، فأقْعَدَاهُ، فَيَقُولَانِ له: ما كُنْتَ تَقُولُ فِي هذا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ؟ فَيَقولُ: أشْهَدُ أنَّه عبدُ اللَّهِ ورَسولُهُ، فيُقَالُ: انْظُرْ إلى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ أبْدَلَكَ اللَّهُ به مَقْعَدًا مِنَ الجَنَّةِ، قَالَ النبيُّ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ: فَيَرَاهُما جَمِيعًا، وأَمَّا الكَافِرُ - أوِ المُنَافِقُ - فَيَقولُ: لا أدْرِي، كُنْتُ أقُولُ ما يقولُ النَّاسُ، فيُقَالُ: لا دَرَيْتَ ولَا تَلَيْتَ، ثُمَّ يُضْرَبُ بمِطْرَقَةٍ مِن حَدِيدٍ ضَرْبَةً بيْنَ أُذُنَيْهِ، فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَن يَلِيهِ إلَّا الثَّقَلَيْنِ) [2]

ترجمہ: جب میت کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو وہ واپس پلٹنے والے لوگوں کے جوتوں کی آواز سنتی ہے۔ اگر مرنے والا مؤمن ہو تو اس کی نماز اس کے سر کے پاس کھڑی ہو جاتی ہے، روزہ اور زکوۃ اس کے دائیں اور بائیں آجاتے ہیں جب کہ دیگر نیکی کے کام صدقہ، صلہ رحمی، لوگوں کے ساتھ کی ہوئی نیکیاں اور دیگر احسان اس کے پاؤں کے پاس ہوتے ہیں۔ عذاب کا فرشتہ سر کی طرف سے آتا ہے، تو نماز کہتی ہے: میری طرف سے کوئی راستہ نہیں، پھر وہ دائیں طرف سے آنا چاہتا ہے، تو روزہ کہتا ہے: میری طرف سے کوئی راستہ نہیں، پھر وہ بائیں جانب سے آنا چاہتا ہے تو زکوٰۃ رکاوٹ بن جاتی ہے، پاؤں کی طرف سے آنا چاہتا ہے تو دیگر نیک اعمال صدقہ، صلہ رحمی، لوگوں کے ساتھ کی ہوئی نیکیاں اور احسان کہتے ہیں: ہماری طرف سے کوئی راستہ نہیں۔

---

(1)۔ بخاری، صحیح بخاری کِتَاب الزَّکَاۃ، فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى، رقم:1442

(2)۔ بخاری، صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب عذاب قبر کا بیان، 1374

اس حدیث مبارکہ میں صدقہ کو عذاب الٰہی سے نجات کا ذریعہ اور جنت میں جانے کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ جب انسان اس دنیا سے چلا جاتا ہے تو اس کو اس کے کیے ہوئے نیک اعمال ہی کام آئیں گے اور کامیابی کا ذریعہ ہوں گے جو اس نے دنیا میں کیے ہوں گے۔ جس طرح نماز، روزہ، زکوٰۃ جیسے اعمال انسان کو عذاب سے محفوظ رکھتے ہیں۔ اس طرح صدقہ و خیرات بھی عذاب قبر سے محفوظ رکھتے ہیں اور عذاب دینے والے فرشتوں کو انسان تک پہنچنے کے لیے راستہ نہیں دیں گے بلکہ اس کو محفوظ رکھیں گے اور جنت میں داخلے کا ذریعہ صدقہ بنے گا۔

۹۔ عورتوں کو صدقہ کرنے کی تلقین

نبی کریم ﷺ عورتوں کو نصیحت کی کہ تم صدقہ کثرت سے کیا کرو یہ جہنم سے نجات کا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ یا عید الفطر کے دن عید گاہ تشریف لے گئے وہاں آپ ﷺ عورتوں کے پاس سے گزرے اور فرمایا:

(يا مَعْشَرَ النساء تَصَدَّقْنَ فإني أُرِيتُكُنَّ أكثر أهْل النار) (1)

ترجمہ: "اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کیا کرو کیوں کہ میں نے جہنم میں زیادہ عورتوں کو ہی کو دیکھا ہے۔"

نبی رحمت ﷺ کا فرمان ہے:

"عورتیں جہنم میں زیادہ ہوں گی۔ ان کو یہ نعمت فرمائی کہ اگر تم جہنم سے بچنا چاہتی ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کثرت سے کیا کرو۔ یہ نجات کا ذریعہ اور جنت میں داخلے کا ذریعہ ہے۔"

۱۰۔ مرنے کے بعد صدقے کا ثواب

دنیا کی زندگی دارالامتحان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ مہلت دی ہے کہ وہ دنیا اور اپنی زندگی کو غنیمت جانے اور اپنی اس زندگی میں صدقہ و خیرات کرے تاکہ وہ اخروی زندگی میں کامیابی سے ہمکنار ہو سکے۔ بہت سارے صدقات ایسے ہیں مثلاً مسجد بنانا، کسی کے بچے کو حافظ قرآن بنانا، کنواں بنانا وغیرہ جو کہ انسان کے مر جانے کے بعد اس کے لیے صدقہ جاریہ ہوتے ہیں۔ ان کے اس عمل کے بدلے ان کو مرنے کے بعد بھی ثواب ملتا رہتا ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(إِذَا مَاتَ الإنْسَانُ انْقَطَعَ عنه عَمَلُهُ إِلَّا مِن ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِن صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو له) (2)

---

(1)۔ بخاری، صحیح بخاری، کِتَابُ الْحَیْضِ، بَابُ تَرْکِ الْحَائِضِ الصَّوْمَ، رقم: 304

(2)۔ سنن ابی داود، کِتَابُ الْوَصَایَا، باب مَا جَاءَ فِي الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ، رقم: 2880 (قال الشيخ الألباني: صحيح)

ترجمہ:"جب انسان فوت ہو جاتا ہے، تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے، سوائے تین چیزوں کے (1) صدقہ جاریہ (2)وہ علم جس سے نفع حاصل کیا جاتا رہے (3) نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔"

جب انسان اس دنیا سے چلا جاتا ہے تو اس کا عمل یعنی اعمال نامہ بند کر دیا جاتا ہے لیکن کچھ صدقات ایسے ہیں جو کہ اس شخص کے لیے صدقہ جاری بن جاتے ہیں۔ علم جو اس نے دوسروں کو دیا ہو۔ نیک اولاد جو اس کے لیے دعا مغفرت کرے۔ اور اسی طرح کوئی شے بطور وقف کرنا جو دوسرے لوگوں کو مستقبل میں نفع دے۔ یہ صدقہ جاری ہے۔

مذکورہ آیات و احادیث کے مطالعہ سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ایک طرف ان صدقات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت قرار دیا گیا ہے۔ تو دوسری طرف اان کو فلاح معاشرہ سے جوڑ دیا ہے۔ اور یہی فلاحی اعمال آخرت میں انسان کے لیے آسانی و سہولت کا پیش خیمہ ثابت ہونگے۔

فصل سوم

صدقات نافلہ کی حکمتیں

صدقات نافلہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔صدقات سے انسانی نفس کا تذکیہ ہوتا ہے۔صدقہ بخل سے بچاتا ہے اور انسان کو رزائل اخلاق سے محفوظ رکھتا ہے۔جب کہ انسان کی طبیعت مال حاصل کرنے کے لیے زیادہ حریص ہے۔ صدقہ حرص، طمع اور لالچ جیسی برائیوں سے دور رکھتا ہے۔ لہٰذا اللہ رب العزت سے انسان اصلاح کے لیے صدقات کو مشروع قرار دیا ہے۔صدقات نافلہ کی حکمتیں درج ذیل ہیں۔

ا۔نیکی کا حصول

صدقہ اس لیے مشروع ہے، اور صدقہ کی یہ حکمت ہے کہ یہ انسان کو نیکی کی طرف رغبت دلاتا ہے اور بدی سے نفرت پیدا کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَن تَنَالُوا الْبِرَّحَتَّىٰ تُنفِقُواممَّا تُحِبُّونَ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ﴾(1)

ترجمہ:"جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کروگے ہر گز بھلائی نہ پاؤگے ، اور تم جو خرچ کرو اسے اللہ بخوبی جانتا ہے۔"

اس آیت مبارکہ میں نیکی کا حصول اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ خیرات سے انسان کے دل میں نیکی کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے ضرورت مندوں کی مدد کرنے میں اسے خوشی محسوس ہوتی ہے۔یہ صدقہ کی حکمت ہے۔

۲۔گناہوں سے نجات کا باعث

صدقہ گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے صدقہ تمام بلاؤں کو ٹال دیتا ہے۔ انسان کی پریشانیوں کو دور کرنے کا مؤثر ذریعہ ہے۔اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ انسان کے گناہ مٹادیتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنْ تُبْدُوا الصدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِیَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّئَاتِكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴾(2)

---

(1)۔ سورۃ آلِ عمران:92

(2)۔سورۃ البقرہ:271

ترجمہ: "اگر تم صدقے خیرات کو ظاہر کرو تو وہ بھی اچھا ہے اور اگر تم اسے پوشیدہ پوشیدہ مسکینوں کو دے دو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا اور اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال کی خبر رکھنے والا ہے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ یہ فرمارہا ہے کہ صدقہ چاہے تم ظاہری طریقے سے کرو یا چھُپا کر ضرورت مندوں کی مدد کرو اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمھارے اعمال سے باخبر ہے۔ آیت میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں صدقہ و خیرات کرنے سے انسان کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انسان کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔ صدقہ گناہوں کی معافی اور نجات کا ذریعہ ہے۔

۳۔مال میں برکت کا سبب

شیطان انسان کا ہمیشہ سے دشمن تھا اور رہا ہے۔ وہ انسان کے دل میں یہ بات ڈالتا ہے کہ صدقہ کرنے سے تمھارا مال کم ہو جائے گا یا تم غریب ہو جاؤ گے اور فصول خرچی کے کاموں پر خرچ کرنے سے وہ انسان کی دل جوئی کرتا ہے لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ صدقہ مال و دولت میں اضافے کا باعث ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿"قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ وَمَا أَنفَقْتُم مِّن شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴾ (1)

ترجمہ:" کہہ دیجئے! کہ میرا رب اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے روزی کشادہ کرتا ہے اور جس کے لئے چاہے تنگ کر دیتا ہے تم جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اللہ اس کا (پورا پورا) بدلہ دے گا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق، مالک اور رازق ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ جس کے لیے چاہتا ہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے لیکن اس آیت میں یہ واضح ہے کہ تم جو کچھ اللہ کی راہ میں صدقہ کرو گے۔ اللہ تعالیٰ اس کا تمھیں پورا پورا اجر دے گا اور تمھارے مال میں برکت پیدا کرے گا۔ وہ بہترین رازق ہے۔

۴۔اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اللہ کے محبوب

اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کا خالق ہے۔ دنیا میں کچھ انسان ایسے ہیں جو کہ دن رات اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے حاجت مندوں، مسکینوں پر خرچ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسے لوگوں کا شمار صالحین میں کیا جاتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

(1)۔ سورۃ سباء:39

﴿ الصابِرِينَ وَالصادِقِينَ وَالْقَانِتِينَ وَالْمُنفِقِينَ وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ﴾ (1)

ترجمہ: "جو صبر کرنے والے اور سچ بولنے والے اور فرمانبرداری کرنے والے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اور پچھلی رات کو بخشش مانگنے والے ہیں۔"

﴿ وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا ﴾ (2)

ترجمہ:" اور جو خرچ کرتے وقت بھی نہ تو اسراف کرتے ہیں نہ بخیلی بلکہ ان دونوں کے درمیان معتدل طریقے پر خرچ کرتے ہیں۔"

ان دونوں آیات میں نیک لوگوں کی صفات بیان ہیں۔ ایک یہ کہ وہ سچ بولتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ خرچ کرتے وقت اسراف نہیں کرتے۔ یہ نیک لوگوں کی نشانیاں ہیں۔

۵۔حسد،لالچ اور طمع سے نجات کا باعث

صدقہ و خیرات انسان کو بخل، حسد سے نجات دلاتا ہے کیوں کہ انسان لالچ اور تمع کا حریص ہے۔ اس لیے وہ اپنا مال جمع کر رکھتا ہے لیکن صدقہ انسان کے دل سے بخل جیسی بیماری کو دور کر دیتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًاإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّجَزُوعًا وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا إِلَّا الْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ﴾ (3)

ترجمہ:" بیشک انسان بڑے کچے دل والا بنایا گیا ہے۔ جب اسے مصیبت پہنچتی ہے تو ہڑ بڑا اٹھتا ہے۔ اور جب راحت ملتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے۔ مگر وہ نمازی۔ جو اپنی نمازوں پر ہیشگی کرنے والے ہیں۔ اور جن کے مالوں میں مقررہ حصہ ہے۔ مانگنے والوں کا بھی اور سوال سے بچنے والوں کا بھی۔"

سورۃ المعارج کی ان آیات میں انسان سے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ انسان کو جب آسانی ملتی ہے تو وہ بخل سے کام لیتا ہے لیکن وہ لوگ جو نمازوں میں ہیشگی کرتے ہیں وہ بخل سے بچ جاتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو صدقہ و خیرات کرتے ہیں اور اپنے مالوں میں حصہ مقرر کرتے ہیں وہ بخل سے بچ جاتے ہیں۔ اُن کے دل سے بخل جیسی بیماری جنم نہیں لیتی۔

---

(1)۔ سورۃ آل عمران:17

(2)۔ سورۃ الفرقان:67

(3)۔ سورۃ المعارج:25 ، 19

٦۔ دولت کی منتقلی

صدقات اقتصادی ترقی کا باعث بنتے ہیں۔ سود، دولت کو گردش میں نہیں رہنے دیتا بلکہ سرمایہ کار کے پاس دولت جمع ہوتی رہتی ہے اور امیر طبقہ امیر سے امیر تر ہوتا جاتا ہے اور غریب، غربت کی چکی میں پس کر رہ جاتا ہے۔

اس کے برعکس صدقہ و خیرات امیر کے ہاتھ سے نکل کر غریب اور متوسط طبقے کے ہاتھ میں آجاتا ہے جس کی بدولت غریب کا پہیہ رواں دواں رہتا ہے اور ساتھ دولت بھی گردش میں رہتی ہے۔ اور اس طرح اجتماعی معاشرہ اسودحالی کی طرف گامزن رہتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۚ وَمَآ اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۖ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴾ (1)

ترجمہ: "جو مال اللہ نے اپنے رسول کو دیہات والوں سے مفت دلایا سو وہ اللہ اور رسول اور قرابت والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے، تاکہ وہ تمہارے دولت مندوں میں نہ پھرتا رہے، اور جو کچھ تمہیں رسول دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو، اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ "

صدقات سے مال میں برکت ہوتی ہے۔ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ صدقہ وخیرات کرنے والے کے مال میں اضافہ فرماتے ہیں اور دولت گردش میں رہتی ہے۔ سود دولت کو ایک ہاتھ میں جمع کیے رکھتا ہے جب کہ صدقہ دولت کو گردش میں رکھتا ہے۔

۷۔ مستحق رشتہ داروں کی معاونت

صدقہ خیرات مسکینوں، فقیروں کے علاوہ رشتہ داروں کی اعانت کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ ان پر خرچ کرنا صدقہ ہے اور ان کا حق بھی ہے کہ اگر رشتہ داروں میں غریب ہیں تو ان کی اعانت کی جائے۔ مال تو اللہ کا دیا ہوا ہے لیکن وہ بندوں کے ہاتھوں بندوں پر خرچ کرنا چاہتا ہے۔ تاکہ معاشرہ کے افراد ایک دوسرے سے پیار و محبت میں جڑے رہیں۔ خیر و بھلائی کے جذبات اور احساسات پروان چڑتے رہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(1)۔ سورۃ الحشر:07

﴿ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلْ مَا أَنفَقْتُم مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ﴾ (1)

ترجمہ:"آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ آپ کہہ دیجئے جو مال تم خرچ کرو وہ ماں باپ کے لئے ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے اور تم جو کچھ بھلائی کرو گے اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے۔"

اس آیت میں والدین پر خرچ کرنا صدقہ قرار دیا ہے۔ ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا، اس طرح رشتہ داروں پر خرچ کرنا صدقہ ہے، مسکینوں اور مسافروں کی مدد کرنا، اُن کی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ اُن کے کام آنا نیکی ہے اور اُن پر اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرنا صدقہ ہے اور صدقہ کی یہ حکمت ہے کہ اس کی وجہ سے رشتہ داروں کی مدد ہو جاتی ہے۔ اُن کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔

۸۔ قرض داروں کی مدد

صدقات سے اُن لوگوں کی مدد ہو جاتی ہے جو قرض دار ہیں۔ جو قرض کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں۔ قرض دار کا قرض ادا کرنا افضل ترین صدقہ ہے۔ اس طرح اُن کو قرض کی ادائیگی کی مزید مہلت دینا بھی صدقہ ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ وَأَن تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾ (2)

ترجمہ:"اور اگر کوئی تنگی والا ہو تو اسے آسانی تک مہلت دینی چاہیے اور صدقہ کرو تو تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے اگر تم میں علم ہو۔"

اس آیت میں صدقہ کی یہ حکمت بیان فرمائی گئی ہے کہ اگر کوئی قرض دار تنگدست ہو تو اس کو مہلت دے دو۔ جب تک اس پر آسانی نہ آئے اگر معاف کرو تو یہ زیادہ بہتر ہے یعنی قرض دار کو مہلت دینا افضل ترین صدقہ ہے۔ اس کی تنگی کو دور کرنا، اس کی مدد کرنا یہ صدقہ ہے اور اس کا اللہ تعالیٰ اجر عظیم دیں گے۔

۹۔ جہنم سے نجات کا ذریعہ

صدقہ و خیرات انسان کو گمراہی اور ہلاکت کے راستے پر چلنے سے محفوظ رکھتا ہے۔ ہلاکت سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔ شیطان انسان کو طرح طرح سے ورغلا کر اسے جہنم کے راستے پر چلاتا ہے اور ہلاکت کی طرف لے کر جاتا ہے لیکن صدقہ ایسی چیز ہے جو انسان کو ہلاکت سے محفوظ رکھتا ہے۔

---

(1)۔ سورۃ البقرہ:215

(2)۔ سورۃ البقرہ:280

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَأَنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِوَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ (1)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور سلوک و احسان کرو اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔"

صدقات کی یہ حکمت ہے کہ وہ انسان کو شیطان کے راستے سے دور اور نیکی کی طرف چلاتے ہیں۔ نیکی کی اور احسان کی رغبت انسان کے دل میں پیدا کرتے ہیں۔ انسان اللہ کی طرف زیادہ جھک جاتا ہے۔ اس کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ اس آیت میں یہ بتادیا گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں صدقہ کرو۔ خود کو اپنے ہی ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو۔ ہلاکت سے بچاؤ کا ذریعہ صدقہ و خیرات کرنا ہے۔

۱۰۔ دین کی سربلندی کا ذریعہ

اسلام کی سربلندی اور دین کی حفاظت کے لیے ہر وقت اپنے آپ کو تیار رکھنا، تربیت حاصل کرنا اور بھرپور قوت کے ساتھ اپنی دفاعی پوزیشن کو مضبوط رکھنا ہر مسلمان کے لیے لازم ہے اور لڑائی کے لیے سازوسامان کی خرید و فروخت کرنا اور دشمن میں یہ خوف طاری رکھنا ضروری ہے۔ جہاد کی تیاری اور سامان کے لیے صدقات بہترین ذریعہ ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ﴾ (2)

ترجمہ:"تم ان کے مقابلے کے لئے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کرو اور گھوڑوں کے تیار رکھنے کی کہ اس سے تم اللہ کے دشمنوں کو خوف زدہ رکھ سکو اور ان کے سوا اوروں کو بھی، جنہیں تم نہیں جانتے اللہ انھیں خوب جان رہا ہے جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں صرف کروگے وہ تمہیں پوراپورا دیا جائے گا اور تمہارا حق نہ مارا جائے گا۔"

اس آیت میں مسلمانوں کو جہاد کی تیاری کی ترغیب دی جارہی ہے کہ اپنے سازوسامان جو لڑائی میں کام آتے ہیں، تیار کر رکھو۔ اس سے دشمن کے دلوں میں تمھارا خوف جمع رہے گا۔ اپنی دفاعی پوزیشن مضبوط رکھو تاکہ تم غلبہ حاصل کرسکو۔ جہاد کی تیاری میں صدقات کا بڑا کردار ہے اور اللہ کی راہ میں جو مال خرچ کیا جائے گا، اس کا پورا بدلہ ملے گا۔ جہاد کی تیاری صدقات کی حکمت ہے۔

---

(1)۔ سورۃ البقرہ: 195

(2)۔ سورۃ الانفال:60

١١۔ قربِ الٰہی کا حصول

انسان جو بھی اللہ کی راہ میں خیرات کرتا ہے اُس کا مقصد صرف یہی ہوتا ہے کہ وہ اخروی زندگی میں کامیاب ہو جائے۔ اس دنیا میں اللہ کا قرب حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچ جائے۔ صدقہ و خیرات کرنا اللہ کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿"لَّا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ (1)

ترجمہ: "ان کے اکثر خفیہ مشوروں میں کوئی خیر نہیں ہاں بھلائی اس کے مشورے میں ہے جو خیرات کا یا نیک بات کا یا لوگوں میں صلح کرانے کا حکم کرے اور جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے ارادہ سے یہ کام کرے اسے ہم یقیناً بہت بڑا ثواب دیں گے۔"

اس آیت میں اللہ رب العزت بھلائی کے کام کرنے کا مقصد بیان فرما رہے ہیں کہ جو بھی نیکی کا کام کرنے کا ارادہ اللہ کی رضا مقصود ہو تو وہ کام اللہ کے ہاں قابل قبول ہے اور اس کا اللہ کے ہاں اجر عظیم ہے۔ اس طرح صدقہ خیرات کرنے کا مقصد اگر اللہ تعالیٰ کی رضا ہو تو پھر انسان کو یہ مقصد مل کر رہتا ہے۔ اسے اللہ کی رضا مل جاتی ہے۔

١٢۔ آخرت میں اجر و ثواب

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ دنیا کی تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے بنائی ہیں تاکہ انسان ان سے فائدہ حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرے۔ اس طرح انسان کو جو مال و دولت اللہ تعالیٰ دیتا ہے وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے اس کے مال میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور آخرت میں اس کا اجر و ثواب اس کے اعمال نامہ میں لکھ دیا جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ الْمُصَّدِّقِينَ وَالْمُصَّدِّقَاتِ وَأَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ﴾ (2)

ترجمہ: بیشک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور جو اللہ کو خلوص کے ساتھ قرض دے رہے ہیں ۔ان کے لئے یہ بڑھایا جائے گا اور ان کے لئے پسندیدہ اجر و ثواب ہے۔

---

(1)۔ سورۃ النساء:114

(2)۔ سورۃ الحدید:18

اس آیت میں اُن مرد و عورتوں کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے۔ جو اللہ کی رضا اور قیامت میں اجر وثواب کی نیت سے اپنامال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اُن کے لیے آخرت میں اجر عظیم ہے۔ آخرت میں وہ اپنے اس قرض کا جو دنیا میں میرے بندوں پر خرچ کیا اس کا میں بڑھاچڑھا کر اجر دوں گا۔

۱۳۔ جنت کا حصول

اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ خیرات کرنا انسان کے لئے نوید جنت ہے۔ اور اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جنت کی صورت میں ملنے والا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَسَارِعُوٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَۙ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ (1)

ترجمہ: "اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اُس جنّت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ جو لوگ آسانی میں اور سختی کے موقع پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگُزر کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان نیک کاروں سے محبت کرتا ہے۔"

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والوں، غصہ پینے والوں اور لوگوں سے درگزر کرنے والوں کو یہ خوشخبری دی گئی ہے جنت کی۔ جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔

قرآن وحدیث میں صدقات کی فضیلت اس کی اہمیت اور صدقات کے اجر وثواب کو جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ کس طرح اللہ تعالیٰ اور آپ کے پیارے حبیب ﷺ نے صدقات کو انسانی فلاح اور معاشرہ کی بہتری کے لئے اس کو عبادت کا درجہ دیا ہے۔ تاکہ انسان فلاح معاشرہ کے کاموں کو عبادت سمجھ کر سرانجام دیں اور یوں مستقل بنیادوں پر کام چلتا رہے۔ تاکہ فلاح معاشرہ میں استحکام پیدا ہو۔

اس باب کو تین کو فصول میں منقسم کیا گیا ہے۔ پہلی فصل میں صدقات کے مفہوم اور اس کی اقسام کو جامع انداز میں تحقیق کے ذریعے مرتب کیا گیا ہے۔ دوسری فصل میں فلاحی معاشرے میں صدقات کی ضرورت کو قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ تیسری فصل میں صدقات نافلہ سے حاصل ہونے والی حکمتوں کو بیان کی گیا ہے۔

---

(1)۔ سورۃ عمران:133،134

باب دوم

فلاحی معاشرہ کے قیام میں صدقات نافلہ کے مصارف

فصل اول: تعلیم وتربیت کا فروغ

فصل دوم: غربت وافلاس کا خاتمہ

فصل سوم: فلاح عامہ اور معاشی ترقی

فصل اول

تعلیم وتربیت کا فروغ

فلاحی معاشرہ کے قیام میں صدقات نافلہ کردار ادا کرتے ہیں۔کسی بھی معاشرے کی ترقی کے لیے صدقات کی اہمیت کو اجاگر کرنا لازم ہے۔اس باب میں تعلیم وتربیت کا فروغ ، غربت وافلاس کا خاتمہ ،فلاح عامہ اور معاشی ترقی کے پہلو کو اپنی تحقیق کا حصہ بنایاہے۔جو کہ درج ذیل ہے:

تعلیم کا لغوی مفہوم

عربی زبان میں عَلِمَ یَعْلَمُ کسی چیز کو کماحقُّہ جاننا، پہچاننا، حقیقت کا ادراک کرنا،یقین حاصل کرنا، محسوس کرنا اور محکم طور پر معلوم کرنا۔اس طرح ادراکِ حقیقت کرنے والے کو عَالِمٌ کہتے ہیں جس کی جمع عالِمُوْنَ آتی ہے۔اس مادہ کے بنیادی معنی کسی چیز پر ایسے نشان کے ہیں جس سے وہ شے دیگر اشیاء سے متمیز ہو سکے۔اَلْعَلَمُ وَالْعَلَامَۃ۔ایسی نشانی جس سے کوئی شے پہچانی جاسکے۔ریگستانوں یادوسرے راستوں میں راہ کی پہچان کے لئے جو چیزیں کھڑی کردی جاتی تھیں انہیں بھی عَلَامَۃ یاعَلَمٌ کہتے تھے۔بڑے اور لمبے پہاڑ کو بھی عَلَمٌ کہتے ہیں۔اس کی جمع اَعْلَامٌ ہے اور جھنڈے کو بھی اسی لئے عَلَمٌ کہتے ہیں کہ اس سے ایک جماعت دوسری کو پہچانتی ہے۔اسی سے عَالَمٌ ہے جس کے معنی ہیں مَایُعْلَمُ بِہٖ۔یعنی وہ شے جس کے ذریعے کسی چیز کا علم حاصل کیا جائے۔(1)

تعلیم (تع۔لیم) [ع۔ا۔مث] سکھانا، بتانا۔ تلقین کرنا۔ ہدایت ۔ ترتیب ، تعلیم پانا۔ تعلیم حاصل کرنا (محاورہ)علم سیکھنا،تربیت پانا،ہدایت پانا، تلقین کرنا۔(2)

لغت کے اعتبار سے تعلیم کا مادہ "علم (ع ل م)ہے۔اس کے معنی ہیں کسی چیز کا ادراک حاصل کرنا۔باخبر ہونا۔ تعلیم کے معنی باربار اور کثرت کے ساتھ خبر دینے کے ہیں۔

اصطلاحی مفہوم

تعلیم سے مراد نئی نسلوں تک معاشرتی اقدار، ثقافت اور ادب کی منتقلی ہے۔شرع میں تعلیم سے مراد حق تعالیٰ کی ذات وصفات کو جاننا کہ اللہ تعالیٰ انسان سے کیسی زندگی چاہتاہے کو تعلیم کہتے ہیں۔(3)

---

(1)۔ قاسمی وحید الزمان،القاموس الوحید،ادارہ اسلامیات لاہور،۲۰۰۱ء،ص:۱۱۵۸

(2)۔فیروز اللغات،ص:۹۱۲

(3)۔ایضا"،ص: 365

(4) ۔المفردات،مترجم،محمد عبدہ،راغب اصفہانی،فیروزسنزلاہور،ص،362

تعلیم سے مراد ایسا نظام وضع کرنا ہے جس کے ذریعے آنے والی نسلوں کی تربیت اس طور پر کرنا کہ وہ ملک کی تمام ضروریات کو خواہ وہ معاشی ہوں یا سیاسی، علمی ہوں یا دفاعی پوری کر سکیں تعلیم کہلاتی ہے۔[1]

قرآن مجید نے علم کی اہمیت بیان کی ہے۔ تعلیم کی اہمیت وحی کی ابتدائی آیات سے واضح ہوتی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ﴾[2]

ترجمہ: پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ جس نے قلم کے ذریعے (علم) سکھایا۔ جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔

یہ وحی کی وہ ابتدائی آیات ہیں جو کہ نبی رحمت پر نازل ہوئیں۔ جن میں نبی کریم ﷺ کو تعلیم کی دعوت دی گئی ہے۔ جس سے علم کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ خواندگی اور آگاہی ایک نعمت ہے۔ جس سے منعم اور نعمتوں کا احساس علی وجہ البصیر ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے علم والے اور بغیر علم والے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴾[3]

ترجمہ: "بتاؤ تو علم والے اور بے علم کیا برابر ہیں"؟

اس آیت میں علم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے: کہ علم والے اور بغیر علم والے برابر نہیں ہو سکتے۔ علم والا سوجھ بوجھ رکھتا ہے، وہ اچھے اور برے میں تمیز کر سکتا ہے، حلال اور حرام کی پہچان ہوتی ہے۔ اس کے برعکس بغیر علم کے انسان جاہل ہوتا ہے اس کی سوچ محدود ہوتی ہے۔ اس لیے علم والے اور بغیر علم والے برابر نہیں ہو سکتے۔ اصحاب علم بہت بلند رتبے کے مالک ہوا کرتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾[4]

---

(1)۔ اردو انسائیکلوپیڈیا، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، ص 451

(2)۔ سورۃ العلق: 5، 1

(3)۔ سورۃ الزمر: 9

(4)۔ سورۃ مجادلہ: 11

ترجمہ: اور جو علم دیئے گئے ہیں درجے بلند کردے گا اور اللہ تعالیٰ (ہر اس کام سے) جو تم کررہے ہو (خوب) خبردار ہے۔

عملی طور پر اصحاب علم کے رتبے کا اندازہ معاشرے میں لگایا جا سکتا ہے، کہ ان کا ہر جگہ عزت و احترام کیا جاتا ہے۔ سماج میں ان کا بڑا کردار ہوتا ہے۔

علم کی اقسام

علم کی دو قسمیں ہیں۔ علم لدنی جسے علم وہبی بھی کہتے ہیں اور علم کسبی۔ علم لدنی یا وہبی ایسے علم کو کہتے ہیں جو بذریعہ وحی والہام منجانب اللہ عطا ہو اور اس میں انسان کی کوشش کو ذرہ برابر بھی دخل نہ ہو۔

﴿فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنٰه مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا﴾[1]

ترجمہ: "پس وہاں انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک عظیم بندے کو پایا جسے ہم نے اپنی طرف سے بڑی رحمت عطا کی تھی اور اُسے خود اپنی جناب سے علم بخشا تھا۔"

دوسرا علم وہ ہے جس کی استعداد تمام انسانوں میں رکھ دی گئی ہے۔ اسے دورِ جدید کی اصطلاح میں سائنسی علوم کہا جاتا ہے۔ ایسے علوم کا ذکر کرتے ہوئے.

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اَلَمْ تَرَاَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِه ثَمَرَاتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِیْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِیْبُ سُوْدٌ ۝ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُه كَذٰلِكَ اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓءُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ﴾[2]

ترجمہ: "کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ آسمان سے پانی اتارتا ہے۔ پھر ہم طرح طرح کے پھل اس سے پیدا کرتے ہیں جن کے رنگ الگ الگ ہیں اور پہاڑوں میں بعض سفید ٹکڑے ہیں اور بعض سرخ ہیں ان کے رنگ جدا جدا ہیں اور کالے سیاہ رنگوں والے بھی ہیں۔ اور اسی طرح لوگوں میں نیز زمین پر چلنے پھرنے والے جانداروں میں اور چوپایوں میں سے ایسے ہیں کہ ہر ایک کے رنگ جدا جدا ہیں۔"

احادیث میں علم کی اہمیت

علم کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے تعلیم کو ایک فریضہ قرار دیا ہے:

---

(1)۔ سورۃ الکھف:66

(2)۔ سورۃ الفاطر:27،28

(طَلَبُ العِلْمِ فَرِيضة عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ)[1]

ترجمہ: تعلیم (علم) حاصل کرنا، ہر مسلمان پر فرض ہے۔

احادیث کے مطابق تعلیم کا حاصل کرنا فرض ہے جس میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں۔یعنی مسلمانوں کے لیے لازم ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پہچان اور نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں پر آسانی سے کاربند ہوسکیں۔ حلال وحرام میں تمیز کرسکیں اچھے اور بُرے کی تمیز مسلمانوں میں آجائے۔

آپ ﷺ کے ایک صحابی نے ایک دوسرے صحابی کی شکایت کی کہ یہ کسب و مزدوری نہیں کرتا بس آپ کی مجلس میں بیٹھ کر صرف تعلیم پا رہا ہے۔

آپ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا:

(فقال ﷺ : لعَلَّك تُرزَقُ بِهِ)[2]

ترجمہ:"شاید تمہیں اس کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہو۔"

اس سے معلوم ہوا کہ تعلیم کا موقع دینا اور اس پر خرچ کرنا فروانی رزق کا ذریعہ بنتا ہے۔ ظاہری طور پر یہ بات معلوم اور منطقی ہے کہ بعض اوقات خاندان کا بچہ کسی سکالرشپ یا وظیفہ پر پڑھ رہا ہوتا ہے۔اور تمام خاندان اور آنے والے نسلوں کی تعلیم و کفالت کا ذریعہ بنتا ہے جس کی کئی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ ان صدقات اور سکالرشپ کے ذریعے بڑے بڑے اہل علم اور ہنر مند پیدا ہوئے ہیں۔ جنہوں نے بڑے بڑے اداروں کو کاندھا دے رکھا ہے۔ بطور خصوصی دینی مدارس اور دینی تعلیم کا سکہ رواں دواں ہے۔ انہی صدقات کے ذریعے بڑے بڑے علماء، فقہاء اور اصحاب بصیرت ہر جگہ نظر آتے ہیں۔ اسی طرح بڑے بڑے رفاہی ادارے انہی صدقات سے چلتے نظر آتے ہیں ۔جو انسانی فلاح وبہبود کے لیے کام کررہے ہیں۔

الغرض: یہ صدقات نافلہ معاشرے کے اندر تعلیم و فلاح وبہبود کے توازن میں ایک اہم کردار ادا کررہے ہیں۔

تعلیم وتربیت اور صدقات

قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل کرنے اور دین کی نشر واشاعت کرنے والے علماء کرام بڑے اجر وثواب کے مستحق ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اُن کے درجات بہت بلند ہیں، وہاں اُن علماء اور طلباء کی مالی مدد کرنے والے سخی حضرات سے کسی کم اُجر کے حق دار نہیں بلکہ اُن کے لیے اللہ تعالیٰ نے بڑا رتبہ تیار کررکھا ہے۔ ہمارے ہاں دینی

(1)۔ ابو بکر احمد بن عمر بن عبد الخالق، مسند البزار، العلوم والحکیم مدینہ، رقم:6746

(2)۔ سنن ترمذی، کتاب الزھد عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب مِنہُ رقم2346(امام ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن غریب ہے)

مدارس میں پڑھنے والے طلباء کی اکثریت غریب یا متوسط گھرانوں سے ہے۔ اس لیے یہ طلباء صدقات وخیرات کے مستحق ہوتے ہیں۔ ان کے کھانے پینے، علاج ومعالجے، بجلی، گیس وغیرہ کا بندوبست کرنے کے لیے یہ ادارہ صدقات لینے کے مستحق ہوتے ہیں۔ جو صدقے کا بہترین مصرف ہے۔ طلباء کے ساتھ اس معاملے میں تعاون کرنا صدقہ جاریہ ہے کیوں کہ طلباء دینی علم حاصل کرنے کے بعد دین کی تبلیغ کا کام کرتے ہیں۔ اس طرح ان کی تبلیغ سے بہت سارے لوگوں کی اصلاح ہوتی ہے۔ وہ سیدھے راستے پر چل پڑتے ہیں۔ اس کا ثواب جتنا داعی کو ملے گا اتنا ہی ثواب اس کے ساتھ مالی تعاون کرنے والے کو بھی ملے گا۔ اور اس طرح علم بھی زندہ رہتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(فَوَاللَّهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلًا واحِدًا، خَيْرٌ لكَ مِن أنْ يَكونَ لكَ حُمْرُ النَّعَمِ) (1)

ترجمہ: "اللہ کی قسم اگر تمھارے ذریعے سے ایک شخص کو بھی ہدایت مل جائے، تو یہ تمھارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔"

اس حدیث مبارکہ کی رو سے دین کی اشاعت بہترین کام ہے جو علم کے بغیر ممکن نہیں۔ لہذا علم پر خرچ کرنا وہ بہترین صدقہ ہے جس کے اثرات صدیوں تک رہتے ہیں۔ عرب میں سرخ اونٹوں کو بڑا قیمتی تصور کیا جاتا تھا۔ اس لیے آپ ﷺ نے دنیا کی قیمتی چیز کی مثال دے کر فرمایا کہ تمھارے صدقے وخیرات کی وجہ سے کسی ایک فرد کو بھی ہدایت مل گئی تو دنیا کی اس قیمتی ترین چیز کے مل جانے سے بھی بہتر ہے۔

اس طرح نبی کریم ﷺ نے صدقہ کرنے والے کی تربیت کرتے ہوئے فرمایا: کہ صدقہ گن گن کر مت دیجیے ورنہ اللہ تعالیٰ بھی گن گن کر دے گا۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(تصَدَّقي، ولا تُوعي فيُوعَى علَيكِ) (2)

ترجمہ: "دو اور گنو نہیں، ورنہ تمھیں بھی گن گن کر دیا جائے گا۔"

" سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث مروی ہے۔ انھوں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے کئی مساکین کو شمار کیا۔ یا کئی صدقات کو گنا تو رسول اللہ ﷺ نے گن گن کر صدقہ کرنے سے منع فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بغیر گنے اور بے حساب رزق دیتا ہے۔ تو پھر بندوں کو بھی چاہیے کہ وہ گن گن کر صدقہ وخیرات نہ کریں بلکہ جہاں

---

(1)۔ صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسير، بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الإِسْلاَمِ وَالنُّبُوَّةِ، وَأَنْ لاَ يَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ : 2942

(2)۔ سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب فی الشح: 1700

ضرورت پڑے وہاں بغیر حساب وکتاب کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔ اللہ سے امید رکھو کہ وہ اس طرح کئی گنا بڑھاچڑھاکر واپس کرے گا۔"

فصل دوم

غربت وافلاس کا خاتمہ

غربت و افلاس کا مفہوم

غربت و افلاس یہ دو مختلف الفاظ کا مرکب ہے لیکن اِن دونوں الفاظ کے معانی قدرے مشترک ہیں۔ غربت و افلاس "اِن دونوں الفاظ کا استعمال بھی زیادہ تر مشترکہ ہوتا ہے۔

لغوی مفہوم

غربت اس کے حروف اصلی "غ، ر، ب، ہیں۔ غریب یہ غرباء کی جمع ہے۔ عربی میں اس کے لیے "فقر، حاجۃ، فاقہ، عسر، عور، افلاق، " کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

عربی اردو لغت "القاموس الوحید" کے مطابق غَرَبَ سے مراد مغرب میں آنا، پردیسی ہونا، روانہ ہونا، سفر میں جانا، انوکھا اور عجیب کام کرنا کے ہیں۔ (1)

اُردو زبان کی مشہور و معروف لُغت "فیروز اللغات" کے مطابق غربت کے درج ذیل معانی و مفہوم بیان کیے گئے ہیں۔ ۱۔ مسافرت، بے وطنی ۲۔ مُفلسی

کوئی ایسا شخص جو کہ مفلسی اور ناداری، مبتلا ہو اور اُس کے پاس نہ رہنے کو گھر ہو، نہ کھانے کو کچھ میسر ہو اور نہ ہی وہ اپنا تن ڈھانپنے کا متحمل ہو۔ وہ غربت زدہ کہلاتا ہے۔ غربت دراصل مسافرت، بے وطنی اور مفلسی کا ایسا مجموعہ ہے جس میں مبتلا شخص بے کس، مجبور اور بے بسی کے عالم میں زندگی گزار رہا ہو۔ (2)

اصطلاحی مفہوم

انسان کا بنیادی ضروریات کی شدید محرومیت اور قلت کی وجہ سے ایسی حالت میں آجانا، جس میں اُس کے پاس خوراک، صاف پانی، حفظانِ صحت کی سہولیات، رہائش اور تعلیم کا فقدان ہو غربت کہلاتی ہے۔

غربت افلاس کے خاتمہ میں وسعت صدقات کا جائزہ

اسلام کی یہ شروع سے کوشش رہی ہے کہ وہ غریبوں کے حقوق کو آئینی حیثیت عطا کرے اور اسلام نے عطا کیے ہیں۔ مسلمانوں کے اندر ایک دوسرے کے لیے خیر خواہی اور سخاوت کا ایک ایسا جذبہ پیدا کیا جائے جس سے معاشرے میں غریب طبقہ کی محرومیوں کو دور کیا جائے۔

---

(1)۔ قاسمی وحید الزمان، القاموس الوحید، ادارہ اسلامیات لاہور، ۲۰۰۱ء، ص: ۱۱۵۸

(2)۔ فیروز اللغات، ص: ۹۱۲

اسلام چونکہ ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اسلام کی تعلیمات مکمل اور ابدی ہیں۔ اسلام میں قانون اور اخلاقی تعلیمات موجود ہیں،، اس ہر کوئی جانتا ہے کہ برادری اور سماج میں اشتراک و تعاون کا جذبہ محض قانون بنادینے سے پیدا نہیں ہوتا بلکہ اس کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ اس کی اخلاقی اور انسانی ذمہ داری یاد دلائی جائے تاکہ انسان کے اندر خیر خواہی اور ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو اور اس سے دُنیا غربت، تنگدستی اور ناداری جیسی مصیبت سے پاک ہوسکے اور ہر ایک انسان کو اس کی ضروریاتِ زندگی کی بنیادی سہولیات میسر آسکیں۔ اسلام نے دُوسروں پر صدقہ وخیرات کرنے کی قرآن مجید میں جگہ جگہ ترغیب دی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ (1)

ترجمہ: جو لوگ اپنے مالوں کو رات دن چُھپے کُھلے خرچ کرتے ہیں ان کے لئے ان کے رب تعالیٰ کے پاس اجر ہے اور نہ انہیں خوف ہے اور نہ غمگین۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کردہ مال سے اگر نیت میں اللہ کی رضا مقصود ہے تو اللہ تعالیٰ یہ عمل قبول فرمائے گا اور روز محشر میں اس کا پورا پورا بدلہ ملے گا اور اس دن وہ شخص جو دنیا میں اللہ کی راہ میں خرچ کرتا رہا ہو اُس دن خوش و خرم ہوگا۔ اور جس نے کوتاہی کی ہے وہ حسرت کرتا پھرے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَنفِقُوا مِن مَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُن مِّنَ الصالِحِينَ﴾ (2)

ترجمہ:" اور جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے (ہماری راہ میں) اس سے پہلے خرچ کرو کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے تو کہنے لگے اے میرے پروردگار مجھے تو تھوڑی دیر کی مہلت کیوں نہیں دیتا؟ کہ میں صدقہ کروں اور نیک لوگوں میں سے ہو جاؤں۔"

جو مال و دولت انسان کو اللہ کی طرف سے عطا ہوئی ہے اُس میں سے فقراء کا بھی حصہ ہے جو ان پر خرچ کیا جائے تاکہ وہ بھی معاشرے میں خوش باش اور سکون کی زندگی بسر کرسکیں۔ ایسا نہ ہو کہ دُنیا میں مال و دولت کو جمع کر رکھا جائے اور پھر اچانک موت آجائے پھر کل قیامت کے روز تمھیں پچھتاوا ہو اور افسوس کرو کہ ہمیں دوبارہ

---

(1)۔ سورۃ البقرہ:274

(2)۔ سورۃ المنافقون:١٠

تھوڑی سی مہلت دے دی جائے تاکہ ہم صدقہ و خیرات کر کے نیک اور صالح لوگوں کی صف میں شامل ہو جائیں لیکن تب مہلت نہیں دی جائے گی۔ تب صرف اور صرف پچھتاوا ہو گا جو کہ کام نہیں آئے گا۔ اس لیے جب تک زندگی ہے اس میں اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کر لینا چاہیے تاکہ بعد میں حسرت نہ رہے۔ خوراک انسانی زندگی کی ضرورت ہے جیسے پورا کرنے کو اللہ تعالیٰ نے حصول جنت سے جوڑ دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًاوَأَسِيرًا إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا﴾ (1)

ترجمہ:" اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں مسکین یتیم اور قیدیوں کو۔ ہم تو تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے کھلاتے ہیں نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں نہ شکر گزاری۔"

اللہ تعالیٰ نے اہلِ جنت کے اوصاف میں سے ایک صفت اُن کی یہ بیان فرمائی ہے وہ بھوکوں، قیدیوں کو اور یتیم کو کھانا کھلاتے ہیں۔ ان کے اس عمل پر اللہ تعالیٰ نے انھیں آخرت میں جنت کی نعمت سے نوازا۔ آپ ﷺ نے اپنی احادیث میں ان فلاحی کاموں کے نتیجے میں حصول جنت کی بشارت دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

(يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُواالسَّلَامَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ،وَصِلُوا الْأَرْحَامَوَصلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ) (2)

ترجمہ:لوگو! سلام کو عام کرو، کھانا کھلاؤ، رشتوں کو جوڑو،اور رات میں جب لوگ سو رہے ہوں ،تو نماز ادا کرو، (ایسا کرنے سے) تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو گے۔

سیّدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ ہجرت کر کے آئے تو میں نے آپ ﷺ کا یہ فرمان سنا۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا ثواب کا کام ہے اور یہ عمل جنت میں جانے کا ذریعہ ہے۔ اس حدیث مبارکہ کے مفہوم سے یہ واضح ہوتا ہے کہ انسان کی بنیادی ضرورت خوراک ہے۔ اگر انسان کو کھانا میّسر نہیں ہے تو پھر وہ کچھ کام نہیں کر سکے گا، جس سے اُس کا معیارِ زندگی گر جائے گا، اور وہ غربت کی دلدل میں پھنس جائے گا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے بھی بھوکوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب دی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے کھانا کھلانے کا حکم دیا اور اس عمل کو جنت حاصل کرنے کا بہتر ذریعہ قرار دیا۔

---

(1)۔ سورۃ الدھر:8، 9

(2)۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الطعمۃ، باب کھانا کھلانے کا بیان:3251 (قال الشيخ الألباني: صحيح)

قرض دار کو مہلت دینا

قرض حسنہ اگرچہ براہ راست صدقہ نہیں ہے۔تاہم ایک غریب کے لیے اس کی برکتیں صدقہ سے کم نہیں ہے۔یہی وجہ ہے کہ قرض دار مستحق کو مہلت دینے سے صدقے کا اجر وثواب ملتا ہے۔جس طرح صدقے کا اجر وثواب ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (1)

ترجمہ:"اور اگر کوئی تنگی والا ہو تو اسے آسانی تک مہلت دینی چاہیے اور صدقہ کرو تو تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے ،اگر تم میں علم ہو۔"

تنگدست قرض دار کو مہلت دینا صدقہ ہے۔اِس پر اُس شخص کو ثواب ملتا رہے گا۔جب تک وہ مہلت دے گا اور دوسرا یہ کہ وہ شخص خوش حال بھی ہو جائے گا اور اگر معاف کر دے تو یہ عمل زیادہ بہتر ہے۔

کسی ضرورت مند کو قرض دینا باعث اجر ہے اور پھر اگر اس کے پاس ادائیگی کی صورت نہ بن رہی ہو تو اس کو ادائیگی کے لیے مہلت دینا یہ خدمتِ خلق ہے۔مقروض کے ساتھ سختی سے پیش آنے کے بجائے اس کو احسن طریقے سے کچھ مہلت دے دینا بھلائی کا کام ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(مَن أنظرَ مُعسِرًا كان له كُلَّ يَومٍ صَدَقةٌ، ومَن أنظَرَه بعدَ حِلِّه كان له مِثلُه في كُلِّ يَومٍ صَدَقةٌ) (2)

ترجمہ:"حضرت یزید اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی تنگ دست مقروض کو (قرض کی ادائیگی) میں مہلت دیتا ہے اُسے روزانہ صدقے کا ثواب ملتا ہے اور جو آدمی مقررہ وقت کے بعد مزید مہلت دیتا ہے۔اسے بھی ہر روز صدقے کا ثواب ملتا ہے۔"

قرض دینا بڑی فضیلت والا کام ہے اور پھر خاص کر تنگ دست مقروض کی قرض کی دائیگی پر مہلت دینا ہر روز صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔جتنے دن مہلت دی جائے گی اتنے دن صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔اس سے اُس انسان کے لیے دنیا اور آخرت میں آسانی پیدا کی جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کے لیے آسانی پیدا فرما دیتا ہے۔یہ خدمت خلق کی بدولت اسے اجر وثواب اور آسانی ملتی ہے۔

---

(1)۔ سورۃ البقرہ:280

(2)۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الصدقات، باب انظار المعسر:2418(قال الشیخ الألباني: صحیح)

احادیث مبارکہ میں قرضِ حسنہ کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ واقعہ معراج میں آپ ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا:

ترجمہ:"معراج کے موقع پر میں جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقے کا ثواب دس گنا اضافے کے ساتھ دیا جاتا ہے جب کہ قرض کا اٹھارہ گنا دیا جاتا ہے۔ تو میں نے جبرائیل سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ قرض کا ثواب صدقہ سے زیادہ ٹھہرایا ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ سائل کبھی اس حال میں مانگتا ہے اس کے ساتھ کچھ ہوتا جب کہ قرض انتہائی ضرورت کے تحت لیا جاتا ہے۔"(1)

بیوہ کے ساتھ حسنِ سلوک

وہ خواتین جن کے خاوند فوت ہو جائیں وہ بیوہ کہلاتی ہیں۔ ایسی خواتین معاشرے میں اپنے حقوق حاصل نہیں کر پاتیں اور وہ غربت کی دلدل میں پس جاتی ہیں۔ معاشرے کے دوسرے افراد اِن کو نظر انداز کرتے ہیں۔ ان کے حقوق کو پامال کرتے ہیں۔ ان کو معاشرہ کے افراد تنگ نظری سے دیکھتے ہیں۔ جو ان کے لیے باعث پریشانی بن جاتا ہے۔ اِن کی ضروریات کا خیال نہیں رکھا جاتا اور نہ ہی یہ اِن کے بچوں کی کفالت کی جاتی ہے جس سے وہ معاشرے میں دوسروں کے سامنے مجبوراً ہاتھ پھیلاتی نظر آتی ہیں۔ اس طرح وہ اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتی ہیں۔ اسلام نے بیوہ کے ساتھ حسنِ سلوک کا درس دیا ہے۔ اُس کے حقوق مقرر کیے ہیں اور غربت کے عدت کے دوران وہ شوہر کے گھر میں قیام کرتی ہے اور دوسرے افراد اس کی عزت، جان اور مال کی حفاظت کریں۔ اُس کی ضرورت کا خیال رکھیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِم مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾(2)

ترجمہ:" جو لوگ تم میں سے فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں وہ وصیت کر جائیں کہ ان کی بیویاں سال بھر تک فائدہ اُٹھائیں انہیں کوئی نہ نکالے ہاں اگر وہ خود نکل جائیں ۔"

غربت کے خاتمہ کے لیے حکومت وقت کو چاہیے کہ وہ اپنا کردار ادا کرے اور یہ بھی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ غریب افراد کی ہر طرح سے مدد کریں۔ تا کہ وہ خود کفیل ہو سکیں اور اپنی زندگی کو خوشحال بنا سکیں۔ غربت کے خاتمے کے لیے مختلف طریقے اختیار کیے جاسکتے ہیں۔ معاشرے کے لوگ کمزور طبقے کو خود کفیل بنانے کے لیے اُن کی مدد صدقات کے ذریعے کریں۔

---

(1) ۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الصدقات، بَابُ الْقَرْضِ:2431

(2)۔ سورۃ البقرہ:240

غربت کے خاتمے میں قرضِ حسنہ کا کردار

قرض حسنہ سے مراد کسی شخص کو بلاسُود قرض اس طرح دینا کہ وہ شخص اپنی ضروریات پُورا کرنے کے بعد رقم / سرمایہ کو واپس کر دے [1]

احادیث مبارکہ میں قرضِ حسنہ کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ واقعہ معراج میں آپ ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا:

(رأيتُ ليلةَ أُسْرِيَ بي على بابِ الجنةِ مكتوبًا : الصدقةُ بعَشْرِ أمثالِها ، والقَرْضُ بثمانيةَ عَشَرَ ، فقلتُ يا جبريلُ : ما بالُ القَرْضِ أَفْضَلُ من الصدقةِ ؟ قال : لِأَنَّ السائلَ يَسْأَلُ وعِنْدَهُ ، والمُسْتَقْرِضُ لا يَسْتَقْرِضُ إلا من حاجةٍ) [2]

ترجمہ: "معراج کے موقع پر میں جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقے کا ثواب دس گنا اضافے کے ساتھ دیا جاتا ہے، جب کہ قرض کا اٹھارہ گنا دیا جاتا ہے۔ تو میں نے جبرائیل سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ قرض کا ثواب صدقہ سے زیادہ ٹھہرایا ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ سائل کبھی اس حال میں مانگتا ہے کہ اس کے ساتھ کچھ ہوتا جب کہ قرض انتہائی ضرورت کے تحت لیا جاتا ہے۔"

حدیث کے مفہوم سے یہ واضح ہے کہ قرض لینے والا شخص انتہائی مجبوری کی حالت میں قرض لیتا ہے اور اُس کو یہ فکر ہوتی ہے کہ مجھے اس رقم کو واپس لوٹانا بھی ہو گا جب کہ صدقہ لینے والا اس فکر سے بے نیاز ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: "قرض دینے پر صدقہ کا ثواب ہے۔" [3]

حدیث مبارکہ میں ہے کہ قرض دینے پر صدقے کا ثواب ملے گا ایک تو ضرورت مند کی ضرورت پوری ہو جائے گی اور دوسرا دینے والے کو اپنا سرمایہ واپس ملنے کے ساتھ ساتھ اجر و ثواب بھی ملے گا۔

قرض حسنہ کا بنیادی مقصد غربت کا خاتمہ ہے۔ معاشرے کے غریب اور بے آسرا افراد کو خود کفیل بنانا مقصد ہے جس سے وہ بھی معاشرے میں اپنی زندگی کا سفر بغیر کسی تنگی اور محتاجی کے جاری رکھ سکیں۔ محسنِ انسانیت جناب رسول اللہ ﷺ نے اس تصور کا درس دیا اور اس کو عملی نمونہ ساری اُمت کے لیے پیش کیا۔ "ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگا تو آپ ﷺ نے پوچھا تمھارے گھر میں کچھ سامان ہے؟ اُس نے کہا ایک کمبل ہے ، جس کا ایک حصہ ہم بچھاتے ہیں ا اور ایک حصہ اوڑھتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس سے ہم پیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے

---

(1)۔ طبری، محمد بن جریر، جامع البیان فی تاویل القرآن، موسۃ الرسالہ، طبع ۲۰۰۰ء، ص:۵/ ۲۸۲

(2)۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الصدقات، بَابُ الْقَرْضِ: 2431

(3)۔ سلیمان بن احمد بن ایوب، الطبرانی، ابو القاسم، المعجم لاوسط، دار الحرمین، القاہرہ، ص:۱/ ۲۹۷

اُس شخص کو یہ تمام اشیاء لانے کا حکم دیا۔ وہ لے آیا اور آپ ﷺ کے سامنے پیش کر دیں۔ آپ ﷺ نے ان کو نیلامی کرتے ہوئے فرمایا: اسے کون خریدے گا؟ ایک شخص نے کہا میں ایک درہم پر خرید تا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کون ہے جو ایک درہم سے زیادہ دے؟ اس پر ایک آواز آئی کہ یارسول اللہ ﷺ میں انھیں دو درہم دے کر خرید تا ہوں۔ اس پر آپ ﷺ نے وہ اشیاء دو درہم میں فروخت کر ڈالیں اور یہ چھوٹی سی رقم اس انصاری کو دے کر فرمایا: ایک درہم سے خوراک خرید کر اپنے گھر والوں کو کھلاؤ اور دوسرے سے کلہاڑا خرید کر میرے پاس لاؤ۔ وہ کلہاڑا لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اُس میں دستہ ڈال کر فرمایا: جاؤ لکڑی کاٹ کر بازار میں بیچا کرو، پندرہ دن تک میں تمھیں نہ دیکھ پاؤ۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ پندرہ دن بعد جب وہ واپس آیا، تو اُس کے پاس پندرہ درہم جمع تھے کچھ کے اُس نے کپڑے خریدے اور کچھ سے کھانے کا سامان خریدا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمھارے لیے کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بہت بہتر ہے۔"(1)

مواخاتِ مدینہ بھی اس طرح ایک خود کفالتی پروگرام تھا جس میں اجڑے ہوئے بے یارومددگار افراد کو جائیداد کی قربانی دے کر اُن کو مستحکم کیا گیا اور تمام انسانوں کے لیے مثال قائم کر دی اور رہتی دنیا کے لیے نمونہ چھوڑ دیا۔ چند دنوں میں مہاجرین کے قدم جم گئے خود کفیل ہو گئے۔ وہ مہاجر جن کو انصار نے سہارا دیا تھا وہ دوسروں کو سہارا دینے والے بن گئے۔ (2)

آج دنیا میں بینک اور مختلف ادارے قرضے دیتے ہیں، لیکن آج کے ان قرضہ جات میں اور نبوی دور کے قرضہ جات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ نبوی دور کے قرضہ جات نے فلاحی تصور کو بنیادیں فراہم کیں۔ اس کے برعکس آج کے قرضہ جات نے انسانوں کو سودی لت میں مبتلا کر کہ ان کا خون کیا، اور ان کی صلاحیتوں کا استحصال کیا۔

مسکینوں، یتیموں اور ضرورت مندوں کو کھانا کھلانا

انسان کی بنیادی ضرورت میں خوراک پہلی ضرورت ہے۔ جس کے بغیر زندگی کا تصور ممکن نہیں۔ پانی اور خوراک مانسان کو کچھ دن نہ ملیں تو وہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے کھانا کھلانے کی قرآن مجید میں بڑی تاکید فرمائی ہے اور یہ فلاح عامہ کا کام ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

(1)۔ ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب: بَیْعِ الْمُزَایَدَۃِ، رقم:2198

(2)۔ اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایہ، دار الفکر بیروت، ۱۹۸۶ء، ج3، ص228

﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّه مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا﴾ (1)

ترجمہ:" اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں مسکین یتیم اور قیدیوں کو۔ ہم تو تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے کھلاتے ہیں نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں نہ شکر گزاری۔"

غریبوں، محتاجوں اور ضرورت مندوں کو کھانا کھلانا اس طرح مسافروں کو کھانا کھلانا رفاہی کام میں شامل ہے اور کسی بھوکے کو کھانا کھلانے پر بڑا اجر وثواب ہے۔ جہنم میں جہنمی لوگ کہیں گے کہ ہم بھوکوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ﴾ (2)

ترجمہ:" وہ جواب دیں گے کہ ہم نمازی نہ تھے۔نہ مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے۔"

اس سے یہ معلوم ہوا کہ بھوکوں کو کھانا نہ کھلانا اتنا بڑا جرم ہے کہ جہنمی اس بات کا اعتراف کریں گے کہ ہم مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے جو کہ فلاح عامہ کا کام ہے۔

ضرورت مندوں کے لئے لباس کا بندوبست

کھانے کے بعد انسان کی دوسری بڑی ضرورت لباس ہے۔ ہر دور میں انسان کی خوراک کے بعد دوسری بڑی اہم ضرورت رہی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے قصے میں مختلف پیرائے میں لباس کا تذکرہ ملتا ہے۔ لباس انسان کی اخلاقی، معاشی اور معاشرتی ضرورت ہے۔ لباس انسانی جسم کے لیے نہایت ضروری ہے۔ اس کے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا۔ لباس کا بندوبست کرنا ضرورت مندوں کے اللہ کی رضا کی خاطر یہ کام خدمت خلق کہلاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا﴾ (3)

ترجمہ:" بے عقل لوگوں کو اپنا مال نہ دے دو جس مال کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری گزران کے قائم رکھنے کا ذریعہ بنایا ہے، ہاں انہیں اس مال سے کھلاؤ پلاؤ پہناؤ اوڑھاؤ اور انہیں معقولیت سے نرم بات کہو۔"

---

(1)۔ سورۃ الدھر:9، 8

(2)۔ سورۃ المدثر:44، 43

(3)۔ سورۃ النساء:5

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے مال کو انسانی زندگی کے تسلسل کا ذریعہ بنایا ہے، بلکہ یہ انسانی زندگی کی بنیادی ضرورت ہے۔ وہ مال نادان یعنی نا سمجھ لوگوں کے حوالے نہیں کرنا چاہتے۔ بلکہ اُن کے کھانے کے سامان اور لباس کا بندوبست کرنا ضروری ہے۔ تاکہ اسے ضائع ہونے سے بچایا جائے۔۔ اس طرح قسم توڑنے کے کفارہ میں دس مسکینوں کو لباس پہنانا شامل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَايُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُه اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيَاتِه لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ (1)

ترجمہ:" اللہ تعالیٰ تمہاری قسموں میں لغو قسم پر تم سے مواخذہ نہیں فرماتا لیکن مواخذہ اس پر فرماتا ہے کہ تم جن قسموں کو مضبوط کر دو اس کا کفارہ دس محتاجوں کو کھانا دینا ہے اوسط درجے کا جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑا دینا یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا ہے اور جس کو مقدور نہ ہو تو تین دن کے روزے ہیں یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب کہ تم قسم کھا لو اور اپنی قسموں کا خیال رکھو! اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے اپنے احکام بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر کرو۔"

قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے۔ یا انھیں کپڑا پہنایا جائے۔ لباس پہنانا اجر و ثواب ہے۔ کسی عریاں کو یعنی ننگے بدن کو لباس پہنا کر اس کا جسم ڈھانپنا، بڑی نیکی اور اجر کا ثواب ہے اور یہ کام خدمت خلق ہے۔ ہر انسان بنیادی ضروریاتِ زندگی کی اشد ضرورت ہے۔ خوراک کے بعد دوسری اہم ضرورت بدن کو ڈھانپنا ہے۔ اور اس کے لیے لباس کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ہمارے معاشرے میں لاکھوں افراد موجود ہیں جن کو لباس جیسی نعمت میسر نہیں ہے۔ اس لیے لباس کا بندوبست کرنا، ضرورت مند کے بدن کو ڈھانپنا، اس کی اس حاجت کو پورا کرنا باعث اجر و ثواب ہے ۔ اس بنیادی ضرورت انسانی کو اسلام نے دیگر توجہیات کے ساتھ نفلی صدقات جیسے اعمال سے پورا کرنے کو کار ثواب اور عبادت میں شامل کیا ہے۔

غلاموں کی خیر خواہی

غلام ایسے افراد جو دوسرے انسان کے ماتحت ہوتے ہیں، یا خرید کر انھیں اپنا نوکر بنا لیتے ہیں۔ عرب میں غلام رکھنے کا رواج عام تھا۔ عصرِ حاضر میں غلام کا رواج ختم ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے غلاموں کو آزادی دلانے کے لیے کئی طریقے بتائے ہیں۔ ان میں قسم توڑنے کے کفارے میں، غلام آزاد کرنا ہے۔ اس طرح گناہ کو مٹانے کے کفارے میں غلام آزاد کرنے کو شامل کیا ہے۔

---

(1)۔ سورۃ المائدہ:89

ارشادباری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَن يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً وَمَن قَتَلَ مُؤْمِنًاخَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ﴾ (1)

ترجمہ: "کسی مومن کو دوسرے مومن کا قتل کر دینا زیبا نہیں مگر غلطی سے ہو جائے (تو اور بات ہے)، جو شخص کسی مسلمان کو بلا قصد مار ڈالے اس پر ایک مسلمان غلام کی گردن آزاد کرنا اور مقتول کے عزیزوں کو خون بہا پہنچانا ہے۔"

ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ لوگ بطور صدقہ معاف کر دیں اور اگر مقتول تمہاری دشمن قوم کا ہو اور ہو وہ مسلمان تو صرف ایک مومن غلام کی گردن آزاد کرنی لازمی ہے۔

غلام معاشرے کے وہ بے سہارا افراد ہوتے ہیں جن کی زندگی کی ڈور اُس کے مالک کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ غلام اپنی مرضی کے مطابق زندگی نہیں گزار سکتا بلکہ وہ اپنے آقا کی مرضی کے مطابق گزارتا ہے۔ اس طرح اس کی بنیادی ضرورت زندگی بھی میسر نہیں ہوتی اس لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ ترغیب دی کہ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کریں اور اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کریں۔ اس کفارے کی ایک صورت غلام آزاد کرنا ہے۔ غلام آزد کرنا دنیا و آخرت میں نجات کا ذریعہ ہے اور یہ کام فلاح عامہ اور خدمت خلق ہے۔

غلام اور لونڈیوں کی شادی کرانا

غلاموں اور لونڈیوں کو آزاد کرنا، اُن کی شادی کروانا باعثِ اجر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَانْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِه وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾ (2)

ترجمہ:" تم میں سے جو مرد عورت بے نکاح کے ہوں ان کا نکاح کر دو اور اپنے نیک بخت غلام اور لونڈیوں کا بھی اگر وہ مفلس بھی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے غنی بنادے گا اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے۔ "

غلاموں کو آزاد کرنا اور اس طرح غلاموں کی شادی کرانا اور لونڈیوں کی شادی کرنا، اُن کی فطری ضروریات کو پورا کرنا اجر و ثواب کا کام ہے۔ اس سے اُن کی اخلاقی، روحانی اور معاشرتی اصلاح ہوتی ہے۔ اس سے معاشرے کے اندر احساس ذمہ داری پیدا ہوتی ہے اور پھر جن کی شادی کرادی جائے گی اُن کے اندر احساس ذمہ داری پیدا ہوتی ہے۔ وہ معاشرے کے ذمہ دار افراد میں شامل ہو جاتے ہیں اور ایک اچھے شہری کی طرح زندگی گزاریں گے۔ اس

(1)۔ سورۃ النساء:92

(2)۔ سورۃ النور:32

آیت کریمہ میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے یہی ترغیب دی ہے کہ ان کی شادی کرادو۔ یہ کام فلاحِ عامہ کا کام اور اجر و ثواب کا کام ہے۔

مصیبت زدوں کی مدد کرنا

اللہ تعالیٰ نے صدقات کے ذریعے مظلوموں کی مدد کی ترغیب دی ہے۔ کمزوروں، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو ظالموں کے ظلم سے نجات دلانے، انھیں آزادی دلانے، اُن کے غلاموں کے کفارے ظالم لوگوں کے قبضہ سے چھڑانے، اُن کے حقوق اور اُن کی تکالیف دور کرنے کے لیے جہاد کا حکم اور صدقات کے ذریعے مدد کرنے کی مسلمانوں کو ترغیب دی گئی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ نَصِيرًا﴾ (1)

ترجمہ: "بھلا کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور ان ناتواں مردوں عورتوں اور ننھے ننھے بچوں کے چھٹکارے کے لئے جہاد نہ کرو؟ جو یُوں دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ان ظالموں کی بستی سے ہمیں نجات دے اور ہمارے لئے خاص اپنے پاس سے حمایتی مُقّرر کر دے اور ہمارے لئے خاص اپنے پاس سے مددگار بنا۔"

قرآن مجید کی تعلیمات کی روشنی میں صدقات کے ذریعے فلاح عامہ کے کام میں حصہ لینے کی ترغیب دی گئی ہے کہ مظلوموں کی مدد کی جائے۔ اُن کی مدد کے لیے اللہ کے راستے میں نکلا جائے۔ اُن کی ہر طرح سے خدمت کی جائے تاکہ وہ لوگ جو ظالموں کے ظلم تلے دب کر زندگی بسر کر رہے ہیں اُن کو ان کے حقوق دلائے جائیں تاکہ وہ آزادانہ زندگی بسر کر سکیں اور یہ کام خدمت خلق اور دنیا و آخرت میں نجات کا ذریعہ ہے۔

فقراء، یتیموں، اور بیواؤں پر صدقہ کرنا

یتیم، مسکین اور بیوہ عورتیں معاشرے کا بے سہارا لوگ ہوتے ہیں، جن کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار نہیں ہوتا۔ اس طبقے کو فراموش کرنا صحیح نہیں ہے۔ اسلام میں ایسے افراد جو بے کس ہیں۔ بے یار و مددگار ہیں۔ اُن کے حقوق پر بڑا زور دیا ہے۔ ان پر اپنے مال میں سے صدقہ کرنا اس کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

---

(1)۔ سورۃ النساء:75

﴿لَّيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَوَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ﴾ (1)

ترجمہ:"ساری اچھائی مشرق اور مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتًا اچھاوہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر قیامت کے دن پر فرشتوں پر کتاب اللہ اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں یتیموں مسکینوں مسافروں اور سوال کرنے والوں کو دے غلاموں کو آزاد کرے نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرے۔"

بے سہارا اور بے کس افراد پر خرچ کرنا نیکی کا کام ہے اور اس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ معاشرے میں یتیم، مسکین اور بیوہ عورتیں مجبور اور بے سہارا ہوتی ہیں۔ ان کو بے سہارا نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے ان پر خرچ کرنا فلاح عامہ کا کام ہے۔ اپنا مال اللہ کی رضا کے لیے ایسے افراد پر خرچ کرنا باعثِ نجات ہے۔

حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

(وإنَّ هذا المَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَنِعْمَ صَاحِبُ المُسْلِمِ ما أعْطَى منه المِسْكِينَ واليَتِيمَ وابْنَ السَّبِيلِ) (2)

ترجمہ:"بے شک یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے۔ پس وہ کیسا اچھا مسلمان مالک ہے جو اس مال سے مسکین، یتیم اور مسافر کو دیتا ہے۔"

حضورِ اکرم ﷺ نے ایسے مال کو جو یتیم، مسکین اور مسافر پر خرچ کیا جائے اس کی مثال سرسبز اور میٹھا سے دی ہے یعنی وہ جان نفع بخش مال ہے جو ضرورت مندوں پر خرچ کیا جائے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(أنا وكافِلُ اليَتِيمِ فِي الجَنَّةِ هَكَذا وقالَ بإصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ والوُسْطَى) (3)

ترجمہ:"میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے، آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی اور درمیان والی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔"

(1)۔ سورۃ البقرہ:177

(2)۔ بخاری، صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب الصدقۃ علی الیتامی، رقم: 1465

(3)۔ بخاری، صحیح بخاری، کتاب الادب، باب فضل من یعول یتیما، رقم:6005

یتیم کی کفالت کرنے والے کے لیے کتنے اعزاز کی بات ہے کہ وہ قیامت کے دن اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ کے ساتھ کھڑا ہو گا۔ یہ اعزاز اسے یتیم پر مال خرچ کرنے کے عوض آخرت میں ملے گا۔ کتنے اعزاز کی بات ہے۔ اس شخص کے لیے جو دنیا میں یتیم کی کفالت کرے گا۔

پڑوسی پر صدقہ کرنا

اسلام نے ہمسائے کے حقوق کی بڑی تاکید کی ہے۔ پڑوسی پر صدقہ کرنا افضل ہے اور یہ فلاح عامہ میں آتا ہے۔ پڑوسی کے حقوق کا ذکر اللہ تعالیٰ نے والدین، رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ کیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ (1)

ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ سلوک واحسان کرو اور رشتہ داروں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے اور قرابت دار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے اور پہلو کے ساتھی سے اور راہ کے مسافر سے اور ان سے جن کے مالک تمہارے ہاتھ ہیں ۔"

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

(وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا مُخْتَالًا فَخُورًا) (2)

ترجمہ: " اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ ارشاد «مختالا فخورا» تک۔ "

پڑوسی غریب، مسکین یا محتاج ہوں تو اُن کا خیال رکھنا ہمسایوں کے حقوق میں شامل ہے۔ کھانے پینے کے معاملے میں اُن کی مدد کرنا۔ اُن کے ساتھ ہمدردی کرنا اجر وثواب ہے۔ ہمسایوں پر صدقات وخیرات میں نظر انداز نہیں کرنا بلکہ اُن کا پہلا حق ہے کہ اُن پر خرچ کیا جائے۔ پہلی ترجیح پڑوسی کے لیے ہونا لازم ہے۔

سفید پوش لوگوں کی مدد

سفید پوش ضرورت مند لوگ معاشرے میں موجود ہوتے ہیں لیکن وہ اپنی ضرورت کا سوال دوسروں کے سامنے نہیں کرتے۔ ایسے افراد کی مدد کرنا باعث اجر ہے اور اُن کی مدد صدقات کے ذریعہ کی جائے یہ خدمتِ خلق ہے۔

---

(1)۔ سورۃ النساء:36

(2)۔ صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب الوصاۃ بالجار، رقم: 6014

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحصرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُم بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا ۗ وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ﴾ [1]

ترجمہ "خیرات ان حاجت مندوں کے لیے ہے جو اللہ کی راہ میں رکے ہوئے ہیں ملک میں چل پھر نہیں سکتے، ناواقف ان کے سوال نہ کرنے سے انہیں مال دار سمجھتا ہے، تو ان کے چہرے سے پہچان سکتا ہے، لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے، اور جو کام کی چیز تم خرچ کروگے بے شک وہ اللہ کو معلوم ہے ۔"

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایسے افراد کی مدد کرنے، اُن پر خرچ کرنے کے بارے میں بیان فرمایا ہے جو معاشرے میں ضرورت مند ہونے کے باوجود لوگوں سے سوال نہیں کرپاتے۔ اُن کی خودداری انھیں سوال کرنے نہیں دیتی اور نہ وہ بیرونی حالت سے پہچانے جاتے ہیں۔ ایسے افراد پر خرچ کرنا افضل صدقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے افراد پر اپنے مال میں سے اُن پر اللہ کی رضا کے لیے خرچ کرنے کی ترغیب دی ہے۔ اُن پر خرچ کرنا فلاحِ عامہ ہے۔

(1)۔ سورۃ البقرہ: 273

فصل سوم

فلاح عامہ اور معاشی ترقی

اسلام معاشرتی فلاح وبہبود اور رفاہِ عامہ کا عالمگیر دستور ہے۔اسلام آخری اور مکمل دین ہے۔ اس لئے اس نے ہر قسم کے انسانوں کی فطرت کے مطابق ہدایات دی ہیں بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کے لئے روحانی اور اخلاقی اقدار کے ساتھ ساتھ قانونی اور انتظامی ضابطوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اس ضرورت کے پیش نظر اسلام میں اخلاقی و قانونی ضابطوں کے درمیان حسین امتزاج کیا گیا ہے۔

معاشرتی فلاح و بہبود کے بنیادی اصول سورۃ البقرہ میں بیان ہوئے ہیں۔ انہی اصولوں کو عہد رسالت خلافتِ راشدہؓ میں قانونی حیثیت دے کر حکومت اسلامیہ کی باضابطہ حکمتِ عملی قرار دیا گیا۔

فلاح کا مفہوم

فلاح کے لغوی معنی۔ بھلائی، آسودگی، نجات، نیکی، سلامتی عمدگی، اور خوبی وغیرہ کے ہیں۔ [1]

کسی بھی فرد کی ذاتی ضرورت کے وقت اُس کا کام کر دینا۔ اسی طرح معاشرے کی اجتماعی ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش کرنا، خواہ مال کے ذریعے ہو، محبت کے ذریعے ہو۔ یا معلوماتی طرز پر، ان سب کوششوں کو جو ضرورت مند وں اور محتاجوں کے لیے کی جانے والی مدد کو فلاح عامہ یا رفاحی کام یا خدمت خلق کیا جاتا ہے۔ انسان کی ضرورتیں معاشرے کے دوسرے افراد کے ساتھ وابستہ ہیں۔ کسی نہ کسی طرح ایک فرد کو دوسرے فرد کی ضرورت پڑتی ہے اور اس طرح عام الناس کی ضرورتوں کو پورا کرنا، اُن کی بھلائی اور نیکی کے کاموں میں مدد کرنا فلاح عامہ کہلاتا ہے۔ [2]

فلاح عامہ کی وسعت

ہر وہ کام جو کسی دوسرے کی ضرورت پورا کرنے کے لیے اور عوام کی سہولت کے لیے اللہ کی رضا حاصل کرنے کی نیت سے کیا جائے وہ فلاح عامہ میں شامل ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔

1) جسمانی تکلیف پہنچنے پر کسی کی جانی ومالی مدد کرنا۔

2) کسی کے پاس استعمال کی ہوئی اشیاء نہ ہوں وہ لے کر دینا۔

3) لباس کا بندوبست کرنا

---

(1)۔ فیروز اللغات ارد، ص: 937

(2)۔ اُم عبد منیب، اسلام اور رفاہی کام، عشربہ علم وحکمت لاہور، ص: 5

4) کھانے کا بندوبست کرنا

5) غریب اور نادار طلباء کی تعلیم کا بندوبست کرنا

6) محتاجوں کے لیے رہنے کی جگہ کا بندوبست کرنا

7) غریب اور ضرورت مند افراد کے لیے علاج معالجہ کا بندوبست کرنا۔

8) پینے کا صاف پانی مہیا کرنا

9) پیشہ ورانہ تعلیم کے ادارے ضرورت مند افراد کے لیے قائم کرنا۔
لکھنے، پڑھنے والے غریب طلباء کے لیے رہائش کا بندوبست کرنا۔

10) نادار مریضوں کا علاج کروانا۔

11) ضرورت مند افراد کے لیے ہسپتال اور ڈسپنسری قائم کرنا۔

12) راستے بنوانا۔

13) کنواں کھدوانا

14) بے سہارا افراد کی کفالت کرنا۔

15) بیوہ خواتین کی کفالت کرنا

16) معزور افراد کی کفالت کا انتظام کرنا۔

17) کسی کا مالی یا جانی نقصان ہونے پر اس کی مدد کرنا

18) یتیم کی کفالت کرنا۔

19) مسافروں کی مدد کرنا

20) بے گھر افراد کو گھر کی سہولت فراہم کرنا۔

21) اس طرح پانی کی نکاسی کا انتظام کرنا۔

22) ناواقف لوگوں کو ان کی منزل پر پہنچانا

23) کُتب خانوں کا قیام

24) جھوٹے مقدمات میں پھنس جانے والے افراد کی رہائی کا انتظام کرنا۔

25) لاوارث فوت شدگان کی تجہیز و تکفین کرنا۔

26) قبرستان بنوانا

27) رشتہ کرنے میں مدد کرنا

28) غریب اور یتیم بچوں اور بچیوں کی شادی کا انتظام کرنا۔

29) بے سہارا اور غریب افراد کو روزگار مہیا کرنا۔

30) مساجد اور دینی مدارس کا قیام

31) دین کی تبلیغ و اشاعت میں مشغول افراد کی مدد کرنا۔

32) غلاموں کی آزادی کا بندوبست کرنا۔

33) قرآن مجید کی تعلیم عام کرنا اور اس کے تراجم کی اشاعت کرنا۔ سب اس میں شامل امور ہیں۔ (1)

درج ذیل بیان کیے گئے امور فلاح عامہ کے کام ہیں جو کہ صدقات کی بدولت سرانجام دیئے جاسکتے ہیں۔ اسلام نے اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی یہ شرط رکھ دی ہے کہ وہ حلال ذریعہ سے حاصل کیا ہو، جائز طریقوں سے کمایا ہو، لہٰذا اس حلال مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے پر اجر و ثواب ملے گا۔

رفاحی کام اور صدقہ

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

(اتَّقُوا النَّار ولو بِشِقِّ تمرة) (2)

ترجمہ: "جہنم کی آگ سے بچو، اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا دے کر ہی سہی" (تم ضرور صدقہ کر کے دوزخ کی آگ سے بچنے کی کوشش کرو۔"

صدقہ مسلمان کے لیے دوزخ کی آگ سے بچنے کا ایک اہم وسیلہ اور ذریعہ ہے،۔ اس لیے صدقہ کی تاکید کرتے ہوئے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھجور کا ایک ٹکڑا دے کر ہی سہی مگر تم ضرور صدقہ کرو۔ جتنی بھی تم استطاعت رکھتے ہو۔

ایک اور حدیث جو حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(کل سُلامَی من الناس علیه صدقة کل یوم تطلع فیه الشمس: تعدل بین اثنین صدقة) (3)

ترجمہ: انسانی بدن کے (تین سو ساٹھ جوڑوں میں سے) ہر جوڑ پر اس دن کا صدقہ واجب ہے۔

---

(1)۔ اسلام اور فلاحی کام، ص: 30، 29

(2)۔ بخاری، صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ، رقم: 1417

(3)۔ ایضاً، کتاب الزکاۃ، باب الصلح، رقم: 2707

جس میں سورج طلوع ہوتا ہے ،لہٰذا اگر کوئی صدقہ نہ بھی کر سکتا ہو لیکن اگر وہ لوگوں کے درمیان انصاف سے فیصلہ کرے تو یہ بھی ایک صدقہ ہے۔

انسانی بدن کے تین سو ساٹھ جوڑ ہیں۔رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق ہر روز ہر جوڑ کے بدلے صدقہ و خیرات کرنا واجب ہے۔ تاہم اگر اس کی استطاعت نہیں تو لوگوں کے درمیان صلح کروانا اور انصاف کرنا بھی صدقہ ہے،اور یہ صلح جوئی فلاح عامہ میں شامل ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے تربیت کے حوالے سے فرمایا:

(الخازِنَ المُسْلِمَ الأمِينَ الذي يُنْفِذُ، ورُبَّما قالَ: يُعْطِي، ما أُمِرَ به، فيُعْطِيهِ كامِلًا مُوَفَّرًا،طَيِّبَةً به نَفْسُهُ، فَيَدْفَعُهُ إلى الذي أُمِرَ له به، أحَدُ المُتَصَدِّقَيْنِ) [1]

ترجمہ:"مسلمان امانت دار خزانچی جو مالک کے حکم کے مطابق خوش دلی سے پورا پورا دے اور جس سے متعلق کہا گیا ہے اُسے ہی دے تو دو صدقہ کرنے والوں میں سے ایک ہے۔"

اس حدیث میں تعلیم و تربیت کے حوالے سے یہ بات مذکور ہے اور خزانچی کی تربیت صدقے کے حوالے سے کی جارہی ہے کہ اگر خزانچی امانت داری مالک کی طرف سے اُس کی اجازت کے ساتھ صدقہ کرے گا تو اسے بھی صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا۔ یہ نبی کریم ﷺ کی تربیت تھی کہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے والا خزانچی بھی صدقہ کرنے کے ثواب میں شامل ہو گا اگر وہ مالک کی اجازت اور خوشی سے پورا پورا اور اسے دے جس کا مالک نے حکم دیا ہے تو ان شرائط کو پورا کرنے والا خزانچی صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب پائے گا۔

جہاد فی سبیل اللہ میں مال خرچ کرنا

اسلام میں جہاد فی سبیل اللہ کی اہمیت اور اس کا مقام و مرتبہ کسی مسلمان سے مخفی نہیں ہے۔اللہ کی راہ میں جان اور مال خرچ کرنا افضل ترین صدقہ ہے اور فلاح معاشرے سے اس کا گہرا تعلق ہے۔اس کا اجر و ثواب کسی اور عمل کے برابر نہیں ہے اور نہ کوئی اور عمل جہاد فی سبیل اللہ کے اجر کے برابر ہو سکتا ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

(جاءَ رجلٌ إلى النبيِّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم فقالَ: يا رسولَ اللهِ علِّمْني عملًا يعدِلُ الجهادَ قالَ لا أجِدُهُ قالَ هل تستطيعُ إذا خرجَ المجاهدُ أن تدخُلَ مسجدًا فتقومَ لا تَفْتُرُ وتصومَ لا تُفْطِرُ قال لا أستطيعُ قال قال أبو هُرَيرَةَ إن فَرَسَ المجاهدِ يستَنُّ في طُوَلِهِ فيكْتَب له حسناتٌ) [2]

---

(1)۔ بخاری، صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب أَجرِ الْخَادِمِ إِذَا تَصَدَّقَ بِأَمْرِ صَاحِبِهِ غَيْرَ مُفْسِدٍ، رقم:1438

(2)۔ بخاری ، صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب فضل الجهاد والسیر، رقم:2785

ترجمہ: "نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی حاضر ہوا، اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل بتادیجیے جو جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے ایسا کوئی عمل معلوم نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا! کیا تم اس کی طاقت رکھتے ہو کہ مجاہد اللہ کے راستے میں نکلے، تو تم اپنی مسجد میں داخل ہو جاؤ پھر بغیر کسی توقف کے مسلسل قیام کرتے رہو اور بغیر افطار کے مسلسل روزے رکھتے رہو؟ اُس نے کہا کون ہے جو اس کی طاقت رکھتا ہو؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بے شک جب مجاہد کا گھوڑا لمبی دوڑ دوڑتا ہے، تو اس کے لیے نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔"

زائد اشیاء بچ جانے پر دوسروں کی مدد

زائد اشیاء بچ جانے کا مطلب کھانا اگر ضرورت سے زائد ہے تو وہ ضرورت مند کو دے دینا صدقہ ہے۔ اس طرح کسی بھی طرح کا مال جو کہ اپنی ضرورت پورا ہونے پر زائد لگے تو اسے خراب ہونے کے بجائے اسے ضرورت مند کو دے دیا جائے جس کو اس کی ضرورت ہو۔

حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

(بينَمَا نَحْنُ فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إذ جاءَ رَجُلٌ عَلَى رَاحِلَةٍ لَهُ، فَجَعَلَ يَصْرِفُ بَصرَهُ يَمِينًا وَشِمَالًا، فَقَال رسولُ اللّه ﷺ: مَنْ كَانَ مَعَهُ فَضْلُ ظَهرٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلى مَنْ لا ظَهْرَ لَهُ، وَمَن كانَ لَهُ فَضْلٌ مِن زَادٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلَى مَن لا زَادَ لَهُ، فَذَكَرَ مِن أَصْنَافِ المَالِ مَا ذَكَرَ حَتَّى رَأَيْنَا أَنَّهُ لا حَقَّ لأحدٍ مِنَّا فِي فَضْلٍ) (1)

ترجمہ: ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، اتنے میں ایک شخص اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر آیا اور دائیں بائیں اسے پھیرنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس کے پاس کوئی فاضل (ضرورت سے زائد) سواری ہو تو چاہیئے کہ اسے وہ ایسے شخص کو دیدے جس کے پاس سواری نہ ہو، جس کے پاس فاضل توشہ ہو تو چاہیئے کہ اسے وہ ایسے شخص کو دیدے جس کے پاس توشہ نہ ہو، یہاں تک کہ ہمیں گمان ہوا کہ ہم میں سے فاضل چیز کا کسی کو کوئی حق نہیں۔"

ضرورت سے زائد اشیاء مثلاً کھانا بچ جائے تو اسے پھینکنے کے بجائے ضرورت مند کو دے دینا اللہ کی رضا کے لیے یہ صدقہ ہے۔ اس طرح لباس اگر زائد ہے یا تھوڑا استعمال کیا اور پھر نہیں کرنا تو اسے خراب ہونے کے بجائے ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنا بہتر ہے۔ اس طرح کوئی بھی شے جو کہ استعمال کے بعد کچھ بچ جاتی ہے تو اسے ضائع کرنے کے بجائے حاجت مند پر خرچ کرنا بہتر ہے۔ اس سے معاشرے میں دوسرے افراد کی اصلاح بھی ہوتی

(1)۔ سنن ابو داؤد، کِتَاب الزَّكَاةِ، باب فِي حُقُوقِ الْمَالِ، رقم: 1663 (قال الشيخ الألباني: صحيح)

ہے اور خود اس کا اجر ملتا ہے اور پھر ضرورت مند کی ضرورت بھی پوری ہو جاتی ہے۔ یہ خدمتِ خلق ہے اور نیت اللہ کی رضا رکھ کر مدد کی جائے۔

فلاحِ عامہ کے لیے درخت لگانا

درخت لگانا صدقہ جاریہ ہے کیوں کہ اس سے عوام الناس اور جانوروں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ انسان اس کے پھل اور اس کے سائے سے مستفید ہوتے ہیں۔اور درخت آکسیجن مہیا کرتا ہے جو کہ انسانوں کی ضرورت ہے۔ جانور اس کے سائے سے فائدہ اُٹھاتے ہیں اور اس کے پتے کھاتے ہیں۔ جو کہ خدمتِ خلق میں آتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

ترجمہ:" حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اُم مبشر انصاری رضی اللہ عنہا کے کھجور کے باغ میں گئے۔ اور اُن سے کہا یہ کھجور کا پودا کس نے لگایا؟ مسلمان یا کافر نے؟ فرمایا مسلمان نے، نبی ﷺ نے فرمایا مسلمان جو پودا لگاتا ہے یا کھیتی باڑی کرتا ہے، تو اُسے کوئی انسان یا جانور یا کوئی چیز کھاتی ہے تو وہ اُس کے لیے صدقہ ہے۔ "[(1)]

درخت لگانا صدقہ ہے اور یہ صدقہ جاریہ میں آتا ہے۔ جبکہ وہ درخت انسانوں اور جانوروں کو فائدہ دیتا رہے گا تب تک اُس شخص کو ثواب ملتا رہے گا جس نے اُسے لگایا ہے۔ درخت سے ہزاروں انسان اور جانور مستفید ہوتے ہیں۔ اس کا پھل، اس کا سایہ اور اس سے جانور اور چرند پرند سب کو فائدہ پہنچتا ہے۔ یہ فلاح عامہ کا کام ہے اور صدقہ جاریہ جب تک باقی ہے اس کا ثواب اُس شخص کو ملتا رہے گا۔

عصر حاضر میں کئی صورتیں بن سکتی ہیں۔ جس طرح درختوں سے انسانوں کے علاوہ جانوروں کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ اسی طرح عوامی مقامات پر سایہ دار شٹل بنائے جاسکتے ہیں۔ عوام الناس کے لیے پانی کا انتظام کرنا صدقہ جاریہ ہے۔

راستے سے تکلیف دہ شئے ہٹانا صدقہ

راستے سے تکلیف دہ اشیاء کو ہٹانا صدقہ ہے۔ راستہ میں ایسی کوئی بھی چیز پڑی ہو جس کا یہ اندیشہ ہو کہ اس سے کسی انسان کو گزرتے ہوئے تکلیف ہو سکتی ہے۔ اُسے ٹھوکر لگ سکتی ہے یا اسکی وجہ سے وہ زخمی ہو سکتا ہے تو فوراً اُس شے کو وہاں سے ہٹا دینا یہ باعث اجر کا اور خدمت خلق کا کام ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

ترجمہ "راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا صدقہ ہے۔"[(2)]

---

(1)۔ محمد بن حبان، صحیح ابن حبان، مؤسسۃ الرسالہ بیروت، 1993ء، رقم:3368

(2)۔ صحیح ابن حبان:3377

راستہ عوام الناس کے لئے چلنے اور اس پر چل کر کسب معاش پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔یہ ہر انسان کی ضرورت ہے۔گھر سے دوسری جگہ آنے جانے کے لئے راستہ کا استعمال عام ہوتا ہے۔اگر راستے میں کوئی پتھر پڑا ہے جس سے ٹھوکر لگ کر گرنے کا اندیشہ ہے تو اُسے وہاں سے ہٹانا صدقہ ہے۔اس طرح کوئی بھی چیز جو کہ نقصان پہنچانے کا باعث بن رہی ہو تو اُس کو وہاں سے ہٹا دینا باعث اجر ہے۔

راستے کی صفائی کرنا

مندرجہ بالا عنوان کے تحت راستے کی صفائی کرنا، گندگی پڑی ہو تو وہ عوام کے تکلیف کا باعث ہے، راستے کی صفائی کرنا، یا اجرت دے کر صفائی کروانا دونوں طرح سے اجر و ثواب ہے۔اور یہ فلاح عامہ کا کام ہے۔

نئے راستے بنوانا

راستہ انسان کے لیے نعمت ہے۔کسی بھی جگہ آنے اور جانے کے لیے راستہ انسان کی بنیادی ضرورتوں میں سے ہے۔ اگر راستے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائے تو ان کی مرمت کرائی جائے۔نئے راستوں کا قیام عمل میں لایا جائے تاکہ عوام الناس کو اس سے خاطر خواہ فائدہ ہو۔

راستہ دیکھانا صدقہ ہے

اندھے کو یا کسی ایسے شخص کو راستہ دیکھانا اُسے راستے کے بارے میں صحیح معلومات دینا صدقہ ہے۔معاشرے میں بے شمار افراد ایسے ہیں جن کو آنکھوں جیسی عظیم نعمت سے اللہ تعالیٰ نے محروم رکھا ہے۔ایسے افراد کو راستہ پار کرانا، راستہ دیکھانا اور اُن کو صحیح معلومات دینا صدقہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ "اندھے کو راستہ دیکھانا صدقہ ہے۔[1]

مذکورہ بالا حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ صدقہ کی مختلف صورتیں ہیں۔صدقہ صرف مال خرچ کرنے تک محدود نہیں، بلکہ مذکورہ بالا بیان کردہ صورتیں صدقہ نافلہ میں شامل ہیں۔

بہرے کو اُونچی آواز سے سُنانا صدقہ ہے

ہمارے معاشرے میں ایسے لاکھوں افراد موجود ہیں جو سُننے کی حِس سے محروم ہیں۔وہ یا تو کم سنتے ہیں یا سِرے سے سُن ہی نہیں سکتے۔ایسے افراد کو اُونچی آواز میں بات سمجھانا کہ اُن کو سمجھ آجائے۔یہ بھی صدقہ ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

---

(1)۔ صحیح ابن حبان:3377

ترجمہ: بہرے کو اُونچی آواز سے سُنانا صدقہ ہے۔ [1]

بنی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق اندھے کو راستہ دیکھانا اور بہرے کو اُونچی آواز میں سمجھانا کہ وہ بات سمجھ سکے صدقہ ہے۔ معذور افراد جو ہمارے معاشرے کا قیمتی سرمایہ ہیں،ان کی کسی بھی صورت میں مدد کرنا اجر وثواب اور فلاح عامہ کا کام ہے۔

پانی پلانا صدقہ ہے

پانی انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔پانی کے بغیر انسان زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ اگر انسان کو پیاس محسوس ہو اور اُسے پانی نہ ملے تو وہ کچھ دیر یا چند گھنٹے گزار سکتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَيٍّ﴾[2]

ترجمہ: "اور ہر زندہ چیز کو ہم نے پانی سے پیدا کیا۔"

پانی وہ بنیادی اور اجتماعی سماجی ضرورت ہے۔جس کے بغیر کسی بڑی آبادی کا تصور ممکن نہیں۔اس لئے اس کی فراہمی کو آپ ﷺ نے صدقہ جاریہ قرار دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(وإنَّ إفراغَك من دَلْوِكَ فی دَلْوِ أخيك لك صدقةٌ) [3]

ترجمہ :"اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں تمہارا پانی ڈالنا تمہارے لئے صدقہ ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے پانی کے ذریعے دوسرے کی مدد کرنا صدقہ ہے۔اپنے ڈول سے پانی نکال کر دوسرے کے برتن میں پانی ڈالنا یا اُسے پانی پلانا باعث اجر وثواب ہے۔اور اس طرح پانی پلانے کا بڑا اجر ملتا ہے۔انسان ہو یا کوئی جانور پانی پلانے پر اُسے ثواب ملے گا۔پانی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔اس کے بغیر انسانی زندگی کا تصور ممکن نہیں ہے۔یہ انسان کی ضرورت ہے۔اور اس طرح جانداروں کی بھی ضرورت ہے۔پانی کا بندوبست کرنا معاشرے کے لئے اچھا اور بنیادی اقدام ہے۔اور فلاح عامہ کا نقطہ آغاز ہے۔

عصر حاضر میں پانی کی قلت کا سامنا ہے۔ اگر پانی میسر بھی ہے تو صاف حالت میں نہیں ملتا،اس کے لیے صاحب ثروت افراد اس میں اپنا کردار ادا کریں۔صاف پانی کی فراہمی کے لیے فلٹر پلانٹ کا انتظام کیا جائے،اسی

---

(1)۔ ایضا":3377

(2)۔سورۃ الانبیاء:30

(3)۔ جامع ترمذی،کتاب البر الصلۃ،باب بھلائی کرنے کا بیان: 1956 (قال الشیخ الألباني: صحیح)

طرح جن علاقوں میں پانی کی قلت ہے وہاں بورنگ کا انتظام اور کنوئیں بنوائے جائیں، اسطرح کے فلاحی کام کرنا صدقہ جاریہ کی عمدہ مثال ہیں۔

مسکینوں کی خبر گیری

حضور اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ غریبوں اور مسکینوں کے لیے سراپا رحمت اور لطف و عطاہے۔ مساکین کو تکلیف میں دیکھ کر آپ ﷺ ان کے رنج و غم کا مداوا فرماتے- آپ ﷺ نے مساکین کی تکالیف کے ازالے کو معاشرتی فرض قرار دیا۔

صحابہ کرام کو معاشرتی بھلائی کے کاموں کی ترجیح فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایاہے:

ترجمہ:"بیوہ اور مسکین کے لیے کوشش کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے- قعنبی کو شک ہے کہ شاید امام مالکؒ نے یہ بھی فرمایا کہ اس شب بیدار کی طرح ہے جو کبھی سستی محسوس نہیں کرتا اور اس روزہ دار کی طرح جو کبھی روزہ نہیں چھوڑتا"۔[(1)]

کھانا کھلانے میں ترغیب و تعاون

حضور اکرم ﷺ نے اپنی امت کو غرباء و مساکین اور رشتہ داروں اور مستحقین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دی ہے۔

ترجمہ:"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے کسی شخص نے سوال کیا۔ بہترین اسلام کون ساہے- آپ ﷺ نے فرمایا، "تو کھانا کھلائے یا سلام کرے اس شخص کو جسے تو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔"[(2)]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:"جو شخص اپنے کسی بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور پانی پلائے گا اللہ تعالیٰ اسے (دوزخ کی) آگ سے سات خندق جتنے فاصلے کی دُوری پر کردے گا اور دو خندق کے درمیان پانچ سو(500) سال کا فاصلہ ہے۔"[(3)]

صنعت و حرفت سکھانا

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو زندگی کے ہر شعبہ میں کامل رہنمائی کرتا ہے- آقا پاک ﷺ نے کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے کو انتہائی ناپسند فرمایاہے "حقیر سے حقیر پیشہ اپنانا کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے

---

(1)۔ صحیح بخاری کتاب المرضی، بَابُ مَایُقَالُ لِلْمَرِیضِ وَمَا یُجِیبُ:5661

(2)۔ صحیح بخاری، کِتَابُ بَدْءِ الْوَحْيِ، باب: کیفیت وحی:2

(3)۔ حاکم المستدرک علی الصحیحین، ج:2، حدیث:7172

ترجمہ:"اسلام نے درس دیا ہے کہ مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اسکی مزدوری دی جائے- اگر معاشرے میں کوئی ایسا شخص ہے جو کسی قسم کا ہنر سیکھ کر روزگار حاصل کرنا چاہتا ہے یا کوئی شخص کوئی ہنر جانتا ہے لیکن اس میں پختہ نہیں ہے اور پوری طرح کام نہیں کر سکتا تو ایسے شخص کو ہنر سکھانا یا ہنر میں قابل بنانا اس کی رہنمائی کرنا اور کام سلیقے سے کرنے کے لائق بنانا نیکی کا کام اور صدقہ جاریہ ہے۔"

جیسا کہ حضرت ابو ذر غِفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ حدیث رہنمائی کرتی ہے:

ترجمہ:"حضرت ابو ذر غِفاری رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ سب سے برتر اور افضل عمل کون سا ہے ؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا- میں نے دریافت کیا کہ کس قسم کا غلام آزاد کرنا زیادہ فضیلت کا کام ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ جس کی قیمت زیادہ ہو میں نے عرض کیا کہ اگر میں استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے ایسا نہ کر سکو؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس شخص کی مدد کرو جو (غربت کی وجہ سے) ضائع ہو رہا ہو جو شخص اپنا کام نہ کر سکے میں نے عرض کی اگر یہ بھی نہ کر سکوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں کو اپنے شر سے بچاؤ یہ بھی ایک صدقہ ہے جو تو اپنے وجود پر کر رہا ہے۔" (1)

بیوہ کی امداد

آپ ﷺ نے بیواؤں کی بھلائی اور خیر خواہی کی تعلیم دی ہے- قبل از ظہورِ اسلام جب عورت بیوہ ہو جاتی تو مرنے والے کے رشتے دار اسے مالِ وراثت تصور کرتے ہوئے قابض ہو جاتے اور پھر اسکی بقیہ زندگی کسی کنیز سے بہتر نہ ہوتی- مرحوم کے عزیز و اقارب اسے نہ صرف وراثت سے محروم کر دیتے بلکہ اسکا جینا بھی محال کر دیتے- ہوس بھری نگاہوں کے نشتر ہمیشہ اس (بیوہ) کے تعاقب میں رہتے -اسلام نے بیوہ کو احسن طریقے سے زندگی گزارے کے حقوق سے ہمکنار کیا اور معاشرے میں اسکی عزت و تکریم کا اہتمام کیا- اہل عرب بیواؤں سے نکاح کو پسند نہ کرتے جس سے وہ معاشی اور سماجی عدم تحفظ کا شکار رہتیں- آپ ﷺ نے خود بیوہ خواتین سے نکاح فرما کر اس رسمِ بد کا خاتمہ کیا- آپ ﷺ نے بیوہ عورتوں کو معاشرے میں باعزت مقام عطا فرمایا اور ان کے حقوق کی ادائیگی کی فضیلت کو یوں بیان فرمایا:

ترجمہ:"بیوہ اور مسکین کے لیے امدادی کوشش کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے یا اس شخص کی مانند جو دن کو ہمیشہ روزہ رکھے اور راتوں کو قیام کرے"(2)

---

(1)۔ صحیح بخاری، کتاب العتیق، باب ابی الرقاب افضل : 5660

(2)۔ صحیح بخاری، ج:5، :5660

حاجت مند کا نکاح کرانا

ایک مسلم خاندان کی ابتداء نکاح سے ہوتی ہے اس لیے اسلام میں نکاح ایک سماجی معاہدہ ہے جسے اسلام نے تقدس عطا کر کے عبادت کا درجہ دیا ہے- نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ بتاتی ہے کہ آپ ﷺ نے کتنے ہی مردوں اور عورتوں کنواریوں اور بیواؤں کے نکاح کرواتے- آپ ﷺ نے اپنے ارشادات سے نکاح کی ترغیب دی اور اس کے مختلف پہلو بیان فرمائے اور اس کی اہمیت واضح کی جیسا کہ ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ:

ترجمہ:" تین لوگوں کی مدد کرنا اللہ پر ان لوگوں کا حق ہے، (1) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا، (2) غلامی اور قرض وغیرہ سے آزادی حاصل کرنے کی کوشش کرنے والا (3) اور اپنی عفت محفوظ رکھنے کے لئے نکاح کرنے والا۔"[(1)]

یتیموں کی امداد

حضور اکرم ﷺ نے معاشرے کے دیگر محروم المعیشت طبقات کی طرح یتیموں کے حقوق کا بھی تعین فرمایا تاکہ وہ بھی کسی معاشرتی یا معاشی تعطل کا شکار ہوئے بغیر زندگی کے ہر میدان میں آگے بڑھ سکیں- آپ ﷺ نے یتیم کی کفالت کرنے والے کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح نزدیک ہوں گے اور آپ ﷺ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملاتے ہوئے یہ بات فرمائی"۔[(2)]

دین و ملت کی خدمت کرنے والوں کے خاندان سے حُسنِ سلوک

اسلامی معاشرے کے وہ افراد جو اُمتِ مسلمہ کے اجتماعی فریضہ اشاعت و ترویجِ اسلام اور اسلامی حکومت کے دفاع میں مصروف رہتے ہیں- ایسے افراد کے اہلِ خانہ کی حفاظت و نگہبانی، اگر حاجت مند ہوں تو ان کی امداد کرنا اجر و ثواب کا باعث ہے- حضور اکرم ﷺ شہدا، مجاہدین اسلام کے اہل خانہ سے خصوصی شفقت فرماتے- حدیث مبارکہ شاہد ہے:

"جس شخص نے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو تیار کیا (ثواب میں شریک ہوا) اور جس شخص نے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے گھر والوں سے کوئی بھلائی کی تو اس نے جہاد کیا (یعنی جہاد کے ثواب میں شریک ہوا)"۔[(3)]

---

(1)۔ سنن ترمذی، کتاب الجهاد، باب ما جاء في الطيرة والفال:1655

(2)۔ صحیح بخاری، کتاب المرضی، باب وضع اليد على المريض:5659

(3)۔ صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب فضل من جهز غازيا أو خلفه بخير:2843

رفاعی کاموں سے متعلق رسول اکرم ﷺ کے معاشی اقدامات

مال کا خرچ کرنا

سرداران مکہ کی سخاوت و فیاضی اگرچہ ضرب المثل تھی لیکن یتامیٰ اور مساکین اور وسائل سے محروم افراد کی مدد کرتے وقت ان کے ہاتھ رُک جاتے تھے اس لیے حضور رسالت مآب ﷺ نے جب مدینہ طیبہ میں ایک اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی تو سب سے پہلے معاشرے میں معاشی استحکام کے لیے اہل ثروت کو انفاق فی المال کی تلقین فرمائی کیونکہ اسلام کے نقطہ نظر پر مبنی انفاق فی المال درحقیقت اپنے سرمایہ و دولت کو یتامیٰ اور مساکین اور معاشرے کے پست طبقات پر اس طرح خرچ کرنا ہے کہ ان کا معاشی تعطل ختم ہو جائے اور ان کی تخلیقی جدوجہد بحال ہو جائے اور وہ معاشرہ میں مطلوبہ کردار بہ تحسین و خوبی سرانجام دے سکیں۔اس لیے حضور اکرم ﷺ نے اطعام المساکین، الحض علی الطعام، انفاق فی سبیل اللہ، زکوٰۃ اور ایتائے زکوۃ کے پُرزور الفاظ کے ذریعے ان میں انفاق کا جذبہ پیدا کیا۔انفاق فی المال کی ترغیب دلاتے ہوئے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خرچ کر تجھ پر (بھی) خرچ کیا جائے گا اور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا ہے اور دن رات کی فیاضی سے اس میں کمی واقع نہیں ہوتی۔کیا تم نہیں دیکھتے اس نے آسمان اور زمین کے پیدا کرنے میں کتنی فیاضی کی ہے لیکن اس کے دائیں ہاتھ میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔"[1]

سود کی حرمت

سود کو عربی زبان میں ربو، ربا کہتے ہیں۔لغوی اعتبار سے اس کا معنی کسی چیز کا زیادہ ہونا اور بڑھنا مراد ہے۔ اصطلاحاً ربا سے مراد مال میں وہ زیادتی ہے جو سرمایہ دار اپنے مقروض کو قرض کی ادائیگی کی مہلت دے کر حاصل کرتا ہے۔اگر بہ نظر غائر مطالعہ کیا جائے تو جدید کیا ہر دَور کے تمام پیچیدہ اور لاینحل مسائل کی بنیاد اور سب سے بڑی وجہ سودی معیشت اور اس پر مبنی سرمایہ داری ہے، جس پر اپنے اعمال اور اپنے ارشادات سے پیغمبرِ اسلام ﷺ نے کاری ضرب لگائی۔حضور اکرم ﷺ کی متعدد احادیث مبارکہ میں سود کی حرمت کا ذکر ملتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"سود کے ستّر (70) سے زائد درجے ہیں اور شرک بھی اسی طرح ہے (گناہ میں اس کے برابر)"۔[2]

---

(1)۔ صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ: 993

(2)۔ منذری، الترغیب والترھیب، ج:3، حدیث نمبر: 2846

حرام ذرائعِ معیشت کا انسداد

حضور اکرم ﷺ نے جہاں جائز اور حلال ذرائع معیشت کی نشاندہی کی وہیں دوسری طرف ناجائز اور حرام ذرائع معیشت کو واضح طور پر بیان کیا ہے جیسے حضور نبی کریم ﷺ نے رشوت کی شدید الفاظ میں مذمت فرمائی ہے کہ:

ترجمہ "رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔" (1)

رشوت کے ساتھ ساتھ حضور اکرم ﷺ نے ان تمام برائیوں کو جو معیشت پر منفی اثرات مرتب کرتی ہیں جیسے قحبہ گری و عصمت فروشی سے کمایا ہوا مال، چوری، لوٹ مار، دھوکہ اور ظلم و غصب سے حاصل کیے ہوئے مال کو بھی حرام قرار دیا۔

اسراف و تبذیر کے احکام

فرد کے لیے صرفِ مال کے ضمن میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم فرمایا ہے کہ اتنا خرچ کرے جتنا مناسب اور ضروری ہو، نہ ہی بخل و کنجوسی سے کام لینے کو کہا گیا ہے اور نہ ہی اسراف و تبذیر کو شعار بنانے کو جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوا اِخْوَانَ الشَّيَاطِيْنِ﴾ (2)

ترجمہ "بے شک فضول خرچی والے شیاطین کے بھائی ہیں"۔

حضور اکرم ﷺ نے کئی مواقع پر اسراف و تبذیر کی سخت الفاظ میں مذمت فرمائی ہے - حضور اکرم ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

ترجمہ:"کھاؤ اور پیئو اور دوسروں پر صدقہ کرو کپڑے بنا کر پہنو بشرطیکہ اسراف اور نیت میں فخر نہ ہو۔"(3)

بحیثیتِ مسلمان سیرت طیبہ کے مطالعے سے ہمیں رفاعی کاموں کی ترجیح و ترغیب کی کامل رہنمائی ملتی ہے بلکہ حضور پاک ﷺ کی سیرت طیبہ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اور اپنے نبی مکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ کی پیروی کرتے ہوئے معاشرتی اور سماجی رفاعہ عامہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے-الغرض حضور رسالت مآب ﷺ کے امتی ہونے کی حیثیت سے ہم پہ فرض عائد ہوتا ہے کہ کسی مخصوص گروہ، رنگ و نسل اور زبان سے بلا

---

(1)۔ بیہقی، شعیب الایمان، ج:4،:5520

(2)۔ بنی اسرائیل:27

(3)۔ابو یعلیٰ، المسند، ج:2،: 1328

امتیاز بلا غرض و غایت سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں انسانی ہمدردی، سماجی بہبود اور خدمتِ خلق کے لئے کام کیا جائے۔

خیر القرون میں فلاح عامہ کی روشن مثالیں

ظہور اسلام سے قبل اہلِ عرب بہت سی تہذیبی، اخلاقی اور معاشرتی بُرائیوں کا شکار تھے۔ شرک میں گھرے معاشرے نے ان کے قلب و اذہان کو اپنی قوی گرفت میں لے رکھا تھا۔ دینِ ابراہیمی کا اصل چہرا مسخ ہو چکا تھا۔ ایسے بدترین ماحول اور مایوس کن حالات میں حضور رسالت مآب ﷺ نے وہ عظیم الشان اور ہمہ گیر انقلاب برپا کیا جو شبِ تاریک میں روشنی کا اندلیب ثابت ہوا جس نے بھولے بھٹکوں کی درست سمت رہنمائی کی۔ حضور رسالت مآب ﷺ نے اس انقلاب کی بنیاد رنگ و نسل اور طبقاتی نظام سے بلا امتیاز انسانی ہمدردی، سماجی بہبود اور خدمتِ خلق جیسے پاکیزہ اُصولوں پر استوار کی۔ آپ ﷺ نے فرد کے جان، مال، عزت و آبرو کو نہ صرف تحفظ عطا کیا بلکہ امن و آشتی سے تمدنی زندگی گزارنے کے رہنما اصول بھی وضع فرمائے۔ آپ ﷺ نے ایسا جامع اور کامل ترین نظام عطا کیا جس میں ہر شخص کے حقوق و فرائض کو متعین فرمایا۔ جسکا عملی نمونہ اسوہ رسول ﷺ میں بخوبی دیکھا جاسکتا ہے۔

جب ہم رفاعی کاموں کا جامع تصوّر اور وسیع دائرہ سامنے رکھ کر نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی اور رفاعی کاموں کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ آپ ﷺ کی رحمتِ عمیمہ اور وسیعہ سے نہ صرف انسان مستفید اور بہرہ ور ہوئے بلکہ تمام حیوانات، نباتات اور جمادات تک نے رحمت کا حصہ پایا۔ حضور رسالت مآب ﷺ نے رفاہِ عامّہ کے کاموں کی منظم اور مربوط بنیاد رکھی اس کے مقاصد واضح کیے اس کے لیے قانون سازی کی اور اس کا عملاً نفاذ فرمایا۔ آج اُمتِ مسلمہ ہی نہیں بلکہ انسانیت میں خدمتِ خلق اور رفاہِ عامّہ کا جتنا کام ہو رہا ہے آپ ﷺ کی جامع تعلیمات کا پیش خیمہ ہے۔ یہ بات ناقابلِ تردید ہے کہ دُنیا میں سب سے پہلی فلاحی ریاست کا تصور بھی رسالت مآب ﷺ کی ذاتِ گرامی سے شروع ہوتا ہے، آقا پاک ﷺ کی حیاتِ طیبہ و طاہرہ سے فلاحِ معاشرہ اور خدمتِ خلق کے تصورات اور ان پر عملی اقدامات ہمہ گیر ہیں۔ دورِ حاضر میں جنکا مطالعہ اور عملی نفاذ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ شارع اسلام ﷺ نے خدمتِ خلق کو کس قدر اہم اور مقدس قرار دیا اس کا اندازہ حدیث مبارکہ سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

(خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَّنْفَعُ النَّاس)[1]

ترجمہ: "تم میں بہترین وہ ہے جس سے دوسرے انسان کو فائدہ پہنچے۔"

---

(1)۔ کنز العمال، ج:8، :42154

نبی کریم ﷺ نے فلاحی کاموں میں خود حصہ لیا، اور اس کی ترغیب صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کو اور اُمت مسلمہ کے لئے نمونہ کے طور پر پیش کی۔ آپ ﷺ ہر روز فلاح عامہ کی خدمت میں مصروف عمل رہتے تھے۔ آپ کے پاس جو کچھ بھی صدقات کی صورت میں آتا آپ ﷺ ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیتے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(لَوْكانَ لِي مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا ما يَسُرُّنِي أنْ لا يَمُرَّ عَلَيَّ ثَلاثٌ، وعِندِي منه شيءٌ إلَّا شيءٌ أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ)(1)

ترجمہ: اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہوتا تو میں پسند کرتا، کہ تین دن گزرنے سے پہلے ہی میرے پاس اِس میں سے ایک دینار بھی بچے۔ اگر لینے والے مل جائیں، سوائے اُس کے جسے میں اپنے قرض اُتارنے کے لئے رکھ لوں۔

عہد رسالت میں فلاحی کاموں کی بے شمار مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں اور صرف یہی نہیں نبی رحمت ﷺ عوام الناس کی خدمت میں مصروف رہتے تھے۔ اگرچہ خود بھوکے رہ لیتے، گھر میں تین تین دن تک آگ نہیں جلتی تھی وجہ یہ تھی کہ آپص کے پاس جو مال صدقات کی صورت میں آتا وہ آپ ﷺ تقسیم کر دیتے۔ اپنے لئے اُس میں سے کچھ نہ رکھتے۔ اور اس سخاوت کا اُمت کو بھی درس دیا کرتے تھے۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے مانگا۔ تو آپ ﷺ نے انہیں دے دیا۔ انہوں نے پھر مانگا تو آپ ﷺ نے دے دیا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کے پاس جو کچھ تھا وہ ختم ہو گیا۔

اس کے بعد فرمایا:

(ومَن يستعفِفْ يُعِفَّهُ اللهُ عزَّ وجَلَّ، ومَن يَصبِرْ يُصبِّرْه اللهُ، وما أُعْطِيَ أحدٌ عطاءً هو خيرٌ وأوسَعُ مِنَ الصَّبرِ.)(2)

ترجمہ:" جو شخص بے نیازی برتتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز بنا دیتا ہے اور جو شخص اپنے اوپر زور ڈال کر بھی صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے صبر واستقلال دے دیتا ہے۔ اور کسی کو بھی صبر سے زیادہ بہتر اور اس سے زیادہ بے پایاں خیر نہیں ملی"

---

(1)۔ بخاری، صحیح بخاری، کتاب التمنی، باب تمنی الخیر، رقم:7228

(2)۔ بخاری، صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب استعفاف عن المسئلۃ، رقم:1469

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاح عامہ میں حصہ لینے کی جو ترتیب بتائی ہے اس کی تعلیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو یوں دی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(دينارٌ أنفقْتَهُ في سبيلِ اللهِ ، ودينارٌ أنفقتَهُ في رقَبَةٍ ، و دينارٌ تصدقْتَ بِهِ على مسكينٍ ، ودينارٌ أنفقتَهُ على أهلِكَ ، أعظمُهما أجرًا الذي أنفقْتَهُ على أهلِكَ) [1]

ترجمہ :"ایک اشرفی تم نے اللہ کی راہ میں خرچ کی اور ایک اپنے غلام پر خرچ کی اور ایک مسکین کو دی اور ایک اپنے گھر والوں پر خرچ کی تو ثواب کی رُو سے بڑی وہی اشرفی ہے جو اپنے گھر والوں پر خرچ کی۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو کچھ ہوتا وہ فلاح عامی میں صرف کر دیتے تھے۔

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور صحابہ بھی تھے۔ وادی حنین سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ کر مانگنے لگے۔ بالآخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجبور ہو کر ایک ببول کے درخت کے پاس جانا پڑا۔ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر چھین لی گئی۔ آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا:

ترجمہ: میری چادر مجھے دے دو۔ اگر میرے پاس درخت کے کانٹوں جتنے بھی اونٹ اور بکریاں ہوتیں۔ تو میں تم میں تقسیم کر دیتا۔ مجھے تم بخیل نہیں پاؤ گے۔ نہ جھوٹا اور نہ بزدل ہی پاؤ گے۔ [2]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ضرورت مند کی ضرورت کا خیال رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی بھی طرح کا مال صدقہ و خیرات کی صورت میں جمع ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُسے فوراً تقسیم کرنے کا حکم دیتے کبھی اگر کوئی مال تقسیم کرنے سے رہ جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی بے چینی ہوتی تھی۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فلاحی کام

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ اس موقع پر میرے پاس مال بھی تھا۔ چناں چہ میں نے دل میں سوچا اگر میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سبقت لینا چاہوں تو آج لے سکتا ہوں چناں چہ میں آدھا مال لے آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم نے اپنے گھر والوں کے کیا باقی چھوڑا ہے ؟" میں کہا۔ اسی قدر پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال لے آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے پوچھا:

(1)۔ صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب اہل وعیال پر خرچ کرنا، رقم: 2311

(2)۔ بخاری، صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر: 2821

ترجمہ: "تم اپنے گھر والوں کے لیے کیا باقی چھوڑ رہے ہے؟ انھوں نے کہا: میں اُن کے لیے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کو چھوڑا ہے۔ تب مجھے کہنا پڑا میں کسی چیز میں کبھی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔" (1)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمیشہ سخاوت میں صف اول میں رہتے۔ کسی کو کبھی آگے نہ بڑھنے دیا۔ ہمیشہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں پہل کرتے اور جتنا مال ہو تا وہ سب فلاحی کاموں میں خرچ کر دیتے۔ ضرورت مند افراد اور مسکین کی ہمیشہ مدد کرتے۔ اُن کی ضرورتوں کو پورا کرتے۔ یہاں تک کہ اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ ایک موقع پر گھر میں جو کچھ تھا وہ سب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کر دیا اور گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کا رسول ﷺ چھوڑا۔

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور فلاحِ عامہ

سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خیر میں ایک زمین ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: مجھے ایک زمین ملی ہے، اور اس سے عمدہ مال مجھے کبھی نہیں ملا۔ آپ ﷺ مجھے اس بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو چاہے تو اصل جائیداد اپنے قبضے میں رکھ اور اس کے منافع کو صدقہ کر دے۔ چناں چہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس شرط کے ساتھ صدقہ کیا کہ اصل زمین نہ بیچی جائے نہ ہبہ کی جائے۔ نہ کسی کو وراثت میں دی جائے۔ البتہ فقراء، رشتہ داروں، غلام آزاد کرانے، اللہ کے راستے میں مہمانوں اور مسافروں کے لیے وقف رہے گی۔ (2)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے اور ضرورت مندوں، محتاجوں کی ہر طرح سے اُن کی جو بھی مدد کی ضرورت ہوتی آپ رضی اللہ عنہ اُن کی مدد کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ راتوں کو اُٹھ کر گشت کرتے، عوام الناس کا حال معلوم کرتے اور اگر کسی کو کچھ ضرورت ہوتی تو آپ رضی اللہ عنہ اُن کی ضرورت کو فوراً پورا کرتے تھے۔ خود سامان اُٹھا کر اپنے کندھوں پر لوگوں کے گھروں میں پہنچاتے۔ آپ رضی اللہ عنہ سخاوت میں اور فلاح عامہ کے کاموں میں سب سے بڑھ کر تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام اسلم بیان کرتے ہیں، کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے اپنے والد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد حالات پوچھے جو میں نے انہیں بتا دیئے تو وہ کہنے لگے۔

---

(1)۔ سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب سارا مال صدقہ کرنے کی اجازت کا بیان: 1678 (حسن)

(2)۔ صحیح بخاری، کتاب الوصایا، باب الوقف کیف یکتب، رقم: 2772

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے بعد میں نے کسی شخص کو دین کے لیے اتنی محنت کرنے والا اور سخاوت کرنے والا نہیں دیکھا۔ یہ خصائل عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر ختم ہو گئے۔ [1]

اس واقعہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سخاوت اور فلاح عامہ کا پتہ چلتا ہے۔ کوئی بھی آپ کے برابر نہیں تھا۔ بلکہ آپ عوام کی فلاح کے کاموں کے لیے ہر وقت تیار رہتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو کسی کی ضرورت کا علم ہوتا تو آپ رضی اللہ فوراً مدد کے لیے نکل پڑتے تھے اور مدد کرتے تھے۔ جیسا کہ ایک نادر عورت کو اپنی کمر پر آٹے کا تھیلا اٹھا کر دیا۔ اسی طرح ایک اور واقعہ میں ایک غریب مسافر کی بیوی کی ولادت میں مدد کی۔

سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور خدمتِ خلق

سیّدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ (جیش الصرۃ) جہاد کی تیاری کر رہے تھے، تو عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی آستین میں ایک ہزار دینار لے کر آئے اور انہیں آپ ﷺ کی جھولی میں ڈال دیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ جھولی میں اُلٹ پلٹ کر رہے تھے اور فرمارہے تھے

ترجمہ: آج کے بعد عثمان جو بھی عمل کریں انھیں نقصان نہیں ہو گا۔ [2]

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ لوگوں کی ضرورت کو پورا کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ کوئی بھی ایسا موقع ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہ اس موقع کو خالی نہ جانے دیتے تھے بلکہ اپنا حصہ ضرور ڈالتے اور کھلے دل سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے تھے۔ حدیث میں جہاد کی تیاری کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہ اپنی آستین میں ایک ہزار دینار اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی غرض سے لے کر آئے حضور اکرم ﷺ کی گود میں ڈال دیئے۔ اس طرح کے واقعات سے آپ رضی اللہ عنہ کی سیرت بھری پڑی ہے۔ مختلف احادیث نے آپ رضی اللہ عنہ کی فلاحی خدمات اور سکاوت سے متعلق واقعات ثابت ہیں۔

نبی کریم ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو وہاں رومہ نامی کنویں کے علاوہ کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہاں میٹھا پانی ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: جو شخص بیئر رومہ کو خرید لے اور اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈول کے ساتھ کرے (یعنی خود بھی استعمال کرے اور دوسرے مسلمان بھی اس سے استعمال کریں تو) اس کے بدلے میں جنت میں ایک بڑی خیر ملے گی۔ [3]

---

(1)۔ صحیح بخاری، کتاب فضائل صحابہ، رقم: 3687

(2)۔ سنن ترمذی، کتاب فضائل ومناقب، باب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مناقب کا بیان، رقم: 3701 (قال الشیخ الألباني: حسن، المشكاة (6064)

(3)۔ سنن ترمذی، کتاب فضائل ومناقب، باب عثمان بن عفان کے مناقب کا بیان، رقم: 3703 (قال الشیخ الألباني: حسن)

جب یہ بات حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سُنی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے مال سے کنواں خرید لیا اور اسے مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا تاکہ تمام مسلمان اس کا پانی استعمال کریں۔ اس طرح مسلمانوں کی تعداد جب زیادہ ہو گئی اور مسجد نبوی میں جگہ کم پڑ گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خواہش ظاہر کی کہ کوئی شخص مسجد کے ساتھ والی جگہ خرید کر وقف کر دے۔

ترجمہ: جو شخص آلِ فلاح کی جگہ خرید کر اُسے مسجد کی توسیع کے لیے وقف کر دے گا تو اُس کے لیے جنت میں اس سے بہتر ہو گا۔[1]

اس موقع پر بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سبق لے گئے اور اپنے مال سے وہ جگہ خرید کر مسجد نبوی کے لیے وقف کر دی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فلاحی کام

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کنیت علی بن ابی طالب ہے یعنی آپ حضرت ابو طالب کے بیٹے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں۔ آپؓ کی والدہ کا نام فاطمہ بنتِ اسد تھا۔ آپ کی پیدائش مکۃ المکرمہ میں ہوئی جبکہ بچوں میں سب سے پہلے آپ نے ہی اسلام قبول کیا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ کے دین کی تبلیغ کا فریضہ سنبھالا اور کوہِ صفا پر چڑھ کر نبوت کا اعلان فرمایا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ مجھے آشوبِ چشم ہے اور بے شک میں عمر میں چھوٹا اور میری ٹانگیں کمزور ہیں، پھر بھی میں آپ کا دست و بازو بن کر دکھاؤں گا۔[2]

حضرت علیؓ کا وجود رعایا کے لئے سایۂ رحمت تھا، بیت المال کے دروازے غرباء اور مساکین کے لئے کھلے ہوئے تھے اور اس میں جو رقم جمع ہوتی تھی نہایت فیاضی کے ساتھ مستحقین میں تقسیم کر دی جاتی تھی، ذمیوں کے ساتھ بھی نہایت شفقت آمیز برتاؤ تھا، ایران میں مخفی سازشوں کے باعث بارہا بغاوتیں ہوئیں۔ لیکن حضرت علیؓ نے ہمیشہ نہایت ترحم سے کام لیا، یہاں تک کہ ایرانی اس لطف و شفقت سے متاثر ہو کر کہتے تھے، خدا کی قسم! اس عربی نے نوشیرواں کی یاد تازہ کر دی۔

حضرت علیؓ خود ایک بڑے تجربہ کار جنگ آزما تھے اور جنگی امور میں آپ کو پوری بصیرت حاصل تھی، اس لئے اس سلسلہ میں آپ نے بہت سے انتظامات کئے؛ چنانچہ شام کی سرحد پر نہایت کثرت کے ساتھ فوجی چوکیاں قائم کیں، ۴۰ھ میں جب امیر معاویہؓ نے عراق پر عام یورش کی تو پہلے انہی سرحدی فوجوں نے ان کو آگے بڑھنے سے روکا، اسی طرح ایران میں مسلسل شورش اور بغاوت کے باعث بیت المال، عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لئے

(1)۔ سنن نسائی، کتاب لاحباس، باب وقف المساجد، رقم: 3638 (قال الشیخ الألبانی: صحیح دون قصة ثبیر)

(2)۔ فضائل الصحابہ، ج2، ص803

نہایت مستحکم قلعے بنوائے، اصطخر کا قلعہ حصن زیاد اسی سلسلہ میں بنا تھا جنگی تعمیر کے سلسلہ میں دریائے فرات کا پل بھی جو معرکہ صفین میں فوجی ضروریات کے خیال سے تعمیر کیا تھا لائق ذکر ہے۔ (1)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور فلاح عامہ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک عورت اپنی بچیوں کے لیے کچھ مانگنے آئیں۔ میرے پاس ایک کھجور کے سوا اس وقت اور کچھ نہ تھا۔ میں نے وہی اسے دے دی۔ وہ ایک کھجور اس نے اپنی دو بچیوں میں تقسیم کر دیں اور خود نہیں کھائی۔ پھر وہ اُٹھ کر چلی گئی۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ ص کو یہ واقعہ بتایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: جس شخص کو اُن بچیوں کی وجہ سے آزمائش میں ڈالا گیا تو بچیاں اس کے لیے جہنم سے بچاؤ کے لیے آڑ بن جائیں گی۔ (2)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دل کی فیاض تھیں۔ دروازے پر جو بھی سوالی آتا اُسے خالی ہاتھ نہ جانے دیتیں۔ گھر میں جو کچھ بھی موجود ہوتا اسے دے دیتیں۔ اپنے لیے کچھ بھی نہ رکھتی تھیں۔ اس حدیث میں بھی یہ بیان ہے کہ ایک کھجور گھر میں تھی۔ ایک عورت نے سوال کیا تو اُسے دے دی۔ آپ رضی اللہ عنہا عوام کی ہر لمحہ خدمت خلق کے لیے کوشاں رہتیں۔ ضرورت مندوں کی مدد کرتیں اور اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتیں جو کچھ بھی اُن کے پاس ہوتا۔ یا تحفے میں ملا ہوتا۔ وہ صدقے کرنے میں دیر نہ کرتیں۔

اُم المساکین (حضرت زینب رضی اللہ عنہا)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مسکینوں کی ماں کہا جاتا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا محتاجوں پر بڑی رحم دل اور نرم واقع ہوئی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا مسکینوں کو بہت زیادہ کھانا کھلایا کرتی تھیں۔

(عن عائشةَ قالَتْ قال رسولُ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم لأزواجِه: أسرَعُكُنَّ لُحوقًا بي أطوَلُكُنَّ يدًا. قالَتْ عائشةُ: فكُنَّا إذا اجتمَعْنا في بيتِ إحدانا بعدَ وَفاةِ رسولِ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم نَمُدُّ أيدِيَنا في الجِدارِ نتطاوَلُ ، فلم نزَلْ نَفعَلُ ذلك حتى تُوُفِّيَتْ زَينَبُ بنتُ جَحشٍ – وكانتِ امرأةً قصيرةً ولَمْ تكُنْ أطوَلَنا – فعرَفْنا حينئذٍ أنَّ النبيَّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم إنَّما أراد بطولِ اليَدِ الصدَقَةَ) (3)

---

(1)۔ یوسف، امام ابو، کتاب الخراج: 98

(2)۔ صحیح بخاری، کِتَاب الزَّكَاة، بَاب اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، رقم: 1418

(3)۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل صحابہ، اب مِنْ فَضَائِلِ زَيْنَبَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، رقم: 6316

ترجمہ :ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنی بیوں سے) فرمایا:تم میں سب پہلے وہ مجھ سے ملے گی جس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں۔" توسب بیبیاں اپنے اپنے ہاتھ ناپتیں تاکہ معلوم ہوکس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں ،سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہم سب میں زینب رضی اللہ عنہا کے ہاتھ زیادہ لمبے تھے وہ اپنے ہاتھ سے محنت کرتیں اور صدقہ دیتیں۔اس وجہ سے آپ رضی اللہ عنہا کو ام المساکین کالقب دیا گیا۔

قبیلہ بنو نجار اور فلاح عامہ

سیّدنا انس بن مالک بیان کرتے ہیں، کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنانے کا حکم دیا۔(بنو نجار نے اپنا باغ مسجد کی تعمیر کے لیے وقف کر دیا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:اے بنو نجار اپنے باغ کی قیمت مجھ سے لے لو۔انھوں نے کہا۔

ترجمہ:"نہیں،اللہ کی قسم!ہم تو اس کی قیمت صرف اللہ سے مانگتے ہیں۔"[1]

یہ قبیلہ بنو نجار کے لوگوں کی سخاوت اور اُن کا جذبہ تھا کہ انھوں نے اپنا باغ مسجد کی تعمیر کے لیے وقف کر دیا اور اس جذبے کے تحت کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیمت دینا چاہی لیکن انھوں نے لینے سے انکار کر دیا اور یہ کہا کہ ہم نے اللہ کی رضا کے لیے فلاح عامہ یعنی اس جگہ مسجد تعمیر ہو گی اور مسلمان نماز ادا کریں گے۔تو اس سے عام مسلمانوں کو فائدہ ہو گا۔یہ خدمت خلق کا کام ہے۔اس کی قیمت ہم صرف اللہ سے مانگتے ہیں۔اللہ تعالیٰ اس کے بدلے ہمیں اجر دے گا۔اس کی قیمت ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں بلکہ اللہ سے لیں گے۔

خلاصہ

اس باب کے تحت میں نے فلاحی معاشرہ کے استحکام میں صدقات نافلہ کے کردار کو موضوع بحث بنایا ہے۔اس باب کو تین فصول میں منقسم کیا ہے۔پہلی فصل میں تعلیم و تربیت کا فروغ صدقات نافلہ سے ممکن ہے ۔اس پر تحقیق کی گئی ہے۔دوسری فصل میں صدقات کے ذریعے غربت و افلاس کا خاتمہ کیسے ممکن اس کو تحقیق سے ثابت کیا گیا ہے۔اور تیسری فصل میں فلاح عامہ اور معاشی ترقی ، میں صدقات نافلہ کا اہم کردار ہے اسکو اپنی تحقیق میں شامل کیا گیا ہے۔

---

(2)۔ صحیح بخاری، کتاب الوصایا، باب مسجد کیلئے زمین کا وقف کرنا، رقم:2774

باب سوم

معاشرتی استحکام پر صدقات نافلہ کے اثرات

فصل اول: دین کی ترویج واشاعت

فصل دوم: خانگی زندگی کا استحکام

فصل سوم: جرائم کی روک تھام

فصل اول

دین کی ترویج واشاعت

صدقات واجبہ کی تعلیم وتربیت پر بڑا زور دیا ہے۔ خطباء، علماء اور مذہبی سکالر اس کی اہمیت کو اجاگر کرنے میں زور دیتے ہیں۔ لیکن صدقات نافلہ کی تعلیم وتربیت کا فقدان ہے۔ اور اس کی اہمیت کو کم بیان کیا جاتا ہے۔ میں نے اپنی اس تحقیق میں صدقات نافلہ کے معاشرتی اثرات کو مختلف پہلوں کو کیا گیا ہے۔ جن کو مختلف عنوانات کے تحت بیان کیا گیا ہے۔ جو کہ درج ذیل ہیں:

دین کی ترویج واشاعت

صدقات دین واسلام میں دوسروں کی مدد کرنے کا بہترین ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا ہے۔ اس کا کوئی نعم البدل نہیں ہے۔ صدقہ کرنے سے انسان کے مال میں برکت کے ساتھ ساتھ معاشرے کے دوسرے افراد جو کہ غریب ہیں، اُن کی مدد ہو جاتی ہے اور اُن کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔ اس سے معاشرے میں استحکام پیدا ہوتا ہے۔ ہمدردی کا جذبہ امیر و غریب میں نفرت ختم ہو جاتی ہے۔ اس طرح صدقات دینے سے اُن افراد کی اصلاح ہو جاتی ہے جو اپنا مال خرچ کرنے سے ہاتھ روکے رکھتے ہیں اور پھر اس کے ساتھ ساتھ دین کی اشاعت اور پھیلاؤ کا ذریعہ بنتا ہے۔ جب معاشرے میں غریب غیر مسلم پر خرچ کیا جائے گا تو اُن کی اصلاح ہو گی اور اُن کا دل دین کی طرف مائل ہو جائے گا جو کہ اسلام لانے کا باعث بنے گا۔ اس طرح صدقات دین کی نشر و اشاعت اور ترویج کا بہترین ذریعہ ہیں۔ جہاد کے لیے خرچ کرنا اشاعتِ اسلام کا باعث ہے۔

اسلامی ریاست میں ایک اہم ادارہ امر بالمعرف و نہی عن المنکر کا ادارہ ہونا چاہیے۔ جس کے ذریعے دین کی اشاعت کا کام خوش اسلوب سے کیا جاسکتا ہے۔ اس ادارہ میں مختلف مرات سے فنڈ جمع کیے جائیں، جو کہ مختلف ریاستی امور پر خرچ کر کہ دین کی حفاظت کا اہم فریضہ سرانجام دیا جائے۔

﴿وَلْتَكُنْ مِنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِوَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِوَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾(1)

ترجمہ: "تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو بھلائی کی طرف بُلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور بُرے کاموں سے روکے، اور یہی لوگ فلاح اور نجات پانے والے ہیں ۔"

دین کی حفاظت کا آخری مرحلہ جہاد ہے۔

---

(1)۔ سورۃ ال عمران:104

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ (1)

ترجمہ:"اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم میں علم ہو۔"

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے سے متعلق حکم دیا ہے کہ اپنے مال اللہ کی راہ میں صدقہ وخیرات کرو اور اپنی جانوں کے ذریعے بھی اللہ کی راہ میں لڑو۔ جہاد اسلام کا وہ عظیم ستون ہے جس کے ذریعے اسلام دنیا کے کونے کونے میں پھیلا۔ مسلمانوں کے جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعے دین کی نشر و اشاعت کی اسلام کا پیغام ان لوگوں تک پہنچایا جو کہ سیدھے راستے سے بھٹکے ہوئے تھے۔ اُن کو سیدھی راہ دکھائی۔ چوں کہ جہاد کے لیے مال کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے صدقہ کرنے کی ترغیب مسلمانوں کو دی تاکہ وہ دین کی ترویج اور نشر و اشاعت ہو سکے۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

(قِيلَ: يا رَسولَ اللَّهِ أيُّ النَّاسِ أفْضَلُ؟ فَقالَ رَسولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ: مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ في سَبيلِ اللَّهِ بنَفْسِهِ ومَالِهِ، قالوا: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: مُؤْمِنٌ في شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَتَّقِي اللَّهَ، ويَدَعُ النَّاسَ مِن شَرِّهِ) (2)

ترجمہ:"کون شخص سب سے افضل ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن جو اللہ کے راستے میں اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد کرے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے پُوچھ پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " وہ مؤمن جو پہاڑ کی کسی گھاٹ میں رہنا اختیار کرے، اللہ کا خوف رکھتا ہو اور لوگوں سے دُور رہ کر اپنے شر سے انھیں محفوظ رکھتا ہو۔"

مذکورہ حدیث میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی راہ میں اپنی جان پیش کرنا اور اپنے مال کے ساتھ جہاد میں حصہ لینے والے کو افضل مؤمن قرار دیا ہے۔ کیوں کہ جب ایک مسلمان اپنا مال جہاد فی سبیل اللہ کے لیے صدقہ کرتا ہے تو اس سے اسلام کی اشاعت اور سربلندی قائم رہتی ہے۔ جس کے ذریعے مجاہد اُن لوگوں کو جو کہ اللہ کی نافرمانی کر رہے ہوتے ہیں۔ اُن کو دعوتِ دین پیش کرتے ہیں۔ اس طرح صدقہ دین کے پھیلنے کا ذریعہ بنتا ہے اور یہ بہترین نجات ہے۔

---

(1)۔ سورۃ الصف:11

(2)۔ صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسير، باب أفضل الناس مؤمن يجاهد بنفسه وماله في سبيل الله، رقم:2786

فلاحی معاشرہ میں مسجد کا کردار

فلاحی معاشرہ میں مسجد دین کی نشر و اشاعت کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ مسجد کے ذریعے معاشرہ میں دین کا کام آسانی سے سرانجام دیا جاتا ہے۔ یہ مسلمانوں کی مرکزی عبادت گاہ ہے۔ فلاحی معاشرہ میں مسجد کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے مسجد نبوی کو اسلامی فلاحی ریاست کا مرکز، غزوات و سرایا کی تنظیم سازی کا مرکز، دارالفقہ، ریاستی مجلس شوریٰ، اس طرح مہمان خانہ، اور تعلیم گاہ کا بہترین مرکز مسجد نبوی ﷺ تھی۔ اس طرح عرب قبائل کے دیگر معاملات بھی مسجد میں حل کیے جاتے تھے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مسجد کی تعمیر کو دین کی اشاعت اور ایمان کی نشانی قرار دیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ (1)

ترجمہ": اللہ کی مسجدوں کی رونق و آبادی تو ان کے حصے میں ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں۔"

آیتِ مبارکہ میں مسجد کو آباد کرنا ایمان کی نشانی قرار دی۔ یعنی جب مسجدیں آباد ہوں گی تو وہاں قرآن و حدیث کی تعلیم ہو گی۔ وہاں اللہ کا ذکر ہو گا۔ وہاں لوگ آکر تعلیم حاصل کریں گے۔ اس طرح مسجد کو آباد کرنے سے فلاحی معاشرے میں دین کی نشر و اشاعت ہو گی۔ دین کی تعلیم پر فرد تک عام ہو جائے گی۔ جس سے دین کا کام آگے بڑھے گا اور دین کی تعلیم عام ہو جائے گی۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے:

(من بنَى مسجدًا للهِ كمَفحَصِ قَطاةٍ أو أصغرَ بنَى اللهُ له بيتًا في الجنَّةِ) (2)

ترجمہ: جس نے اللہ کی رضا کی خاطر مسجد بنائی، تو اللہ تعالیٰ ایسا ہی ایک گھر اُس کے لیے جنت میں بنائے گا۔

مسجد کی تعمیر کرنا صدقہ جاریہ ہے۔ جب تک اُس میں نمازی نماز ادا کرتے رہیں گے ثواب ملتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک طرف مسجد کی تعمیر کو صدقہ جاریہ سے جوڑ دیا ہے تو دوسری طرف مسجد کی تعمیر کو دین کی نشر و اشاعت کا بہترین ذریعہ قرار دیا ہے۔ اس کی تعمیر پر جنت میں اس طرح کا گھر اللہ تعالیٰ خود اس بندے کے لیے تعمیر کرتے ہیں جو مسجد کی تعمیر کرتا ہے۔ جو کوئی بھی مسجد کی تعمیر میں حصہ ڈالے گا اسے اس کا اجر و ثواب پورے کا پورا ملے گا۔

---

(1)۔ سورۃ التوبہ: 18

(2)۔ صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، باب من بنی مسجدا، رقم: 450

مسجد نبوی کا کردار

سعودی عرب کے شہر مدینہ میں واقع مسجدِ نبوی دنیا میں مسلمانوں کا دوسرا مقدس ترین مقام ہے۔ اور اسے پیغمبرِ اسلام کی زندگی میں ان کے ہیڈکوارٹر کی حیثیت حاصل تھی۔ اسلامی روایات کے مطابق اسی مسجد میں وہ مقام بھی واقع ہے جسے 'ریاض الجنہ' یا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ کہا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اسی مسجد کے سنگریزوں پر بیٹھ کر معاشرہ کے تمام مسائل کو قرآن کریم کی روشنی میں حل فرمایا۔ آپ ﷺ کی تمام اصلاحی، جہادی اور تعمیری سرگرمیاں یہی سے انجام پاتیں تھیں۔ سینکڑوں مہاجرین کی اس چھوٹی سی بستی میں منتقل ہونے کے نتیجہ میں آبادی کے مسائل تھے ،اور ان نووارد افراد کو معاشرے میں ضم کرنے کے مسائل تھے۔ اس مسئلہ کو مسجد نبوی کے صحن میں بیٹھ کر مواخات کی شکل میں حل کیا گیا۔ نئی مملکت کے تمام سیاسی مسائل کے حل اور قانون سازی کیلیے اس مسجد نے پارلیمنٹ کا کردار ادا کیا۔ عدالتی فیصلوں کے لئے اسی مسجد نے سپریم کورٹ کا کردار ادا کیا۔ ہر قسم کی تعلیمی کاروائیاں اسی مسجد سے سرانجام پانے لگیں۔ تمام رفاہی کاموں کا مرکز یہی مسجد قرار پائی۔ دفاعی اقدامات اور جنگی حکمت عملی کے لئے بھی یہی مسجد بطور مرکز استعمال ہونے لگی۔ رسول اللہ ﷺ نے جب کسی علاقے میں جہاد کیلیے لشکر روانہ کرنا ہوتا، تو اسی مسجد سے اس کی تشکیل کی جاتی اور ایک موقع پر مجاہدین نے جہاد کی تربیت کا مرحلہ بھی اس مسجد کے صحن میں مکمل کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حبشہ کے کچھ لوگ آئے ہوئے تھے اور عید کے روز مسجد نبوی کے صحن میں وہ نیزہ بازی کی مشق کر رہے تھے جسے میں نے رسول اللہ ﷺ کی اوٹ میں کھڑے ہو کر دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مسجد و مدرسہ کو مسلم معاشرہ کا محور بنا دیا تھا، اور مسجد و مدرسہ کا کردار زندگی کے ہر شعبہ پر محیط تھا، جس کے نتیجے میں دیکھتے ہی دیکھتے صدیوں کے الجھے ہوئے تمام مسائل حل ہوگئے ۔ اور مدینہ منورہ کا معاشرہ دنیا کے لئے ایک عظیم الشان مثال بن گیا۔

رسول اکرم ﷺ نے مسجد نبوی کو صرف عبادت کی جگہ قرار نہیں دیا بلکہ اس سے لوگوں کی سماجی، سیاسی، علمی اور زندگی کے دیگر امور سے متعلق مسائل کے حل کے لئے بھی استفادہ کرتے تھے۔ اسی لئے یہ مسجد مسلمانوں کے لئے انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔

علم کی ترویج اور صدقات

اللہ تعالیٰ نے اہلِ علم کی بڑی شان اور مقام بیان کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (1)

ترجمہ: بتاؤ تو علم والے اور بے علم کیا برابر ہیں؟

اللہ رب العزت اہلِ علم کی شان بیان فرمارہے ہیں۔ جو علم حاصل کرتے ہیں، اور غیر علم والے اُن کا مقام اور مرتبہ کبھی برابر نہیں ہو سکتا۔ اہلِ علم حضرات کے لیے ذریعہ دین کی اشاعت ہوتی ہے۔ علم حاصل کرنے کی بہترین جگہ مساجد اور مدارس ہیں جہاں پر طلباء کو فری تعلیم و تربیت دی جاتی ہے۔ مساجد اور مدارس صدقات و خیرات کے ذریعے طلباء کو بغیر فیس تعلیم دیتے ہیں۔ وہاں سے تعلیم حاصل کر کے مختلف علاقوں میں جا کر دین کی تعلیم دیتے ہیں۔ اس طرح دین کی اشاعت اور ترویج ہوتی ہے فلاحی معاشرہ میں صدقات کے ذریعے دین کی نشر و اشاعت بہترین وسیلہ ہے۔

عمل میں اضافہ

یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ علم کے ذریعے ہی خیر اور بھلائی عام کی جاسکتی ہے۔ اور دین اسلام کی اشاعت کا تعلق تو علم کے ساتھ وابستہ ہے۔ علم کے بغیر اشاعت دین ممکن نہیں۔ اور پھر اصلاح اور فلاح معاشرے کا جو تعلق علم کے ساتھ ہے، اس سے انکار ممکن ہی نہیں، یہی وجہ ہے کہ علم انسان کے درجات کو بلند کرتا ہے۔ جو لوگ علم حاصل کرتے ہیں، دین کی تعلیم دیتے ہیں، معاشرے کے اندر وہ علومِ دینیہ کی ترویج کرتے ہیں۔ لوگ بھی اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بھی ان کا بلند مقام ہوتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾ (2)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور جو علم دیئے گئے ہیں درجے بلند کر دے گا اور اللہ تعالیٰ (ہر اس کام سے) جو تم کر رہے ہو (خوب) خبردار ہے"

قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کرنے اور پھر اس کی تبلیغ کرنے والوں کے اللہ تعالیٰ درجات بلند کرے گا۔ وہ لوگ بڑے اجر و ثواب کے مستحق ہیں۔ تو دوسری طرف اُن علماء اور طلباء کی مالی مدد کرنے والے بھی کسی کم اجر کے قدار نہیں۔ دینی مدارس میں پڑھنے والے طلباء اکثر غریب اور متوسط گھرانوں سے ہوتے ہیں اس طرح صدقات کے ذریعے اُن کی مدد کر کے دین کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کا کام احسن طریقے سے انجام دیا جاسکتا ہے۔ ان دینی اداروں کے ساتھ صدقات کے ذریعے تعاون کرنا بہترین صدقہ ہے اور یہ صدقہ جاریہ ہے۔ جب طلباء وہاں

(1)۔ سورۃ الزمر: 9

(2)۔ سورۃ المجادلہ: 11

سے تعلیم حاصل کرکے اپنے اپنے علاقوں میں جاکر تبلیغ کا کام کرتے ہیں تو اس سے لوگوں کے عقیدے اور عمل کی اصلاح ہوتی ہے تو اس کا ثواب جہاں داعی کو ملے گا۔ اتنا ہی ثواب اس کے ساتھ مالی تعاون کرنے والے کو ملے گا۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

(فوالله لأن يهدي الله بك رجلا. إلى من سلك طريقا يلتمس فيه علما) (1)

ترجمہ: اللہ کی قسم! اگر تمھارے ذریعے ایک شخص کو بھی ہدایت مل جائے، تو یہ تمھارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

عرب میں سُرخ اونٹوں کو بڑا قیمتی سمجھا جاتا تھا۔ اس لیے آپ ﷺ نے سُرخ اونٹ کی مثال دی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کی تبلیغ اور نشرواشاعت میں مالی تعاون بڑا مفید اور اجر وثواب کا کام ہے۔ دینی کتب تقسیم کرنا، اس طرح علماء کے خطبات کی سی ڈیز تقسیم کرنا وغیرہ۔ یہ سب کام جس سے دین کی اشاعت ہو اجر و ثواب حاصل کرنے کا آسان ذریعہ ہیں۔ جتنے لوگ پڑھ کر یا سُن کر راہِ راست پر آئیں گے، جتنے بھی نیک عمل کریں گے ان سب کا ثواب صدقات کے ذریعے تعاون کرنے والے کو ملے گا۔

اللہ تعالیٰ نے صدقات کو اجر وثواب اور انسان کی کامیابی کا بہترین ذریعہ بنایا ہے تو دوسری طرف صدقات کے ذریعے دین کی نشرواشاعت کے ساتھ جوڑ دیا ہے۔ تاکہ صدقات کے ذریعے فلاحی معاشرہ میں دین کی ترویج کا کام جاری وساری رہے اور صدقات کا کام بھی جاری رہے۔

جہاد کے ذریعے دین کی نشرواشاعت

اللہ کی راہ میں جہاد کے ذریعے اپنی جان اور مال قربان کر دینا اس کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ اُن کے درجات اللہ کے ہاں سب سے زیادہ ہیں۔ جو دین کی ترویج کا کام اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال یعنی صدقات دے کر کرتے ہیں۔ اسلام کی سربلندی کے لیے صدقات کرتے ہیں۔ اُن کے لیے بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

﴿ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴾ (2)

ترجمہ: " جو لوگ ایمان لائے ہجرت کی اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کیا وہ اللہ کے ہاں بہت بڑے مرتبہ والے ہیں اور یہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔"

---

(1)۔ صحیح بخاری، کتَاب المَغَازِي، بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ، رقم: 4210

(2)۔ سورۃ التوبہ:20

جہاد دین کی ترویج اور نشرواشاعت کا ذریعہ ہے۔ اللہ کی راہ میں جان کے ذریعے اور مال کسے نکلنا دین کی تبلیغ کرنا اسلام کی اشاعت ہوتی ہے۔ اور پھر صدقات یعنی مال کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس طرح جہاد دین کو پھیلانے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ فی سبیل اللہ سے مراد علائے کلمۃ اللہ کے لیے کی جانے والی جدوجہد ہے۔ اسی طرح جہاد و قتال کرنا قرآن وحدیث کا علم حاصل کرنا اور اس کی تعلیم دینا قرآن وحدیث کی تعلیم کو عام کرنا۔ اسی طرح معاشرے میں دین کا شعور بیدار کرنے کے لیے تحریر واشاعت کا کام کرنا۔ یہ سب اجر وثواب کا کام ہے اور صدقات کے ذریعے ہی سے ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں جہاد کو دین کی نشرواشاعت کا ذریعہ قرار دیا اس کے ساتھ فلاحی معاشرہ میں جہاد کے ساتھ صدقات کو بھی جوڑ کر دین کی اشاعت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

آپ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا

(إن المؤمن يجاهد بسيفه ولسانه والذي نفسي بيده لكأنما تنضحونهم بالنبل) [1]

ترجمہ: "بے شک مؤمن تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے، اور زبان سے بھی، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، (جب تم اسلام کی حمایت میں شعر کہتے ہو) تو گویا تم ان پر تیر برساتے ہو۔"

یعنی تیر جو اس زمانہ کا سب سے موثر اور طاقتور ہتھیار سمجھا جاتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعر کے ذریعہ حق کی ترجمانی کرنے اور باطل کے خلاف آواز بلند کرنے کو اسی کے حکم میں رکھا۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جہاد باللسان جہاد کی کتنی اہم قسم ہے، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر جہاد کی اس صورت کو افضل ترین جہاد قرار دیا ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہنا جہاد کی سب سے افضل صورت ہے۔[2]

قلم بھی زبان کے قائم مقام ہے، جیسے زبان کے ذریعہ کسی نقطۂ نظر کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اور مخاطب تک اپنی بات پہنچائی جاتی ہے، اسی طرح قلم کے ذریعہ دور دور تک اپنی بات پہنچائی جاسکتی ہے۔ جن لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالمشافہ دعوت دے سکتے تھے۔ ان کو حسب موقع آپ نے انفرادی یا اجتماعی طور پر اسلام کی دعوت دی، اور جو لوگ کافی فاصلہ پر تھے، اور جن کو بالمشافہ دعوت نہیں دی جاسکتی تھی، ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطوط کے ذریعہ دعوت دی۔ اس لئے مضامین، رسائل، پمفلٹس اور کتابوں کے ذریعہ دین کی دعوت دینا یا الکٹرونک ذرائع سے دور دور تک اس مقصد کے لئے اپنی آواز اور اپنی تحریر کو پہنچانا بھی موجودہ وسائل کے اعتبار سے جہاد باللسان میں

---

(1)۔ صحیح ابن حبان:4797

(2)۔ طبرانی، ابوالقاسم ا، المعجم الکبیر للطبرانی:8081

شامل ہے۔ اور حدیث کی روشنی میں یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ حالت امن میں یہ جہاد کی سب سے افضل صورت ہے۔ بالخصوص اُس وقت جب کہ سچائی کے اظہار اور دین حق کی دعوت پیش کرنے میں لوگوں کی مخالفت کا بھی اندیشہ ہو۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَجاهِدُوا فِی اللهِ حَقَّ جِهادِهِ﴾[1]

ترجمہ: "اور اللہ کی راہ میں ویسا ہی جہاد کرو جیسے جہاد کا حق ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: مشرکین سے زبان کے ذریعہ جہاد کرو۔[2]

زبان سے جہاد کا مطلب یہ ہے، کہ ظلم کے خلاف آواز اُٹھائی جائے۔ غلط پروپیگنڈوں کا مقابلہ کیا جائے، ناروا اعتراضات کا جواب دیا جائے۔ اور زبان کے ذریعہ اسلام کی دعوت و اشاعت کی خدمت انجام دی جائے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس زمانہ کے شعراء میں سے تھے، اور اشعار کے ذریعہ اسلام کا دفاع کرتے تھے۔

(1)۔ سورۃ الحج: 78

(2)۔ مسند احمد، کتاب الفضائل، قریش کے خصائص اور ان کے حق میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کا بیان: 12555

فصل دوم

خانگی زندگی کا استحکام

خانگی زندگی کا لغوی مفہوم

خانگی زندگی سے مراد عائلی زندگی: خاندان، میاں بیوی اور بچے خاندان کہلاتا ہے۔ فیروز اللغات کے مطابق عائلی زندگی۔عائلہ۔ (ح۔صف)خاندان، بیوی۔عائلی۔ (ح۔صف) خاندان سے متعلق، بیاہ شادی کے متعلق۔عائلی قانون۔(ع۔ف ایذ)ازدواجی زندگی سے متعلق قانونی[1]

عَائِلَةُ ،اسم۔گھرانہ،کنبہ،خاندان، فیملی(وہ افراد جو ایک گھر میں ایک ساتھ رہتے ہوں، جیسے باپ۔ماں،اولاد اور ان کے قریبی رشتہ دار) یہ فاعلۃ بمعنی مفعولۃ ہے یعنی عائلۃ بمعنی معولۃ ہے۔[2]

عائلی زندگی سے مراد خاندانی یا ازدواجی زندگی ہے۔ خاندان میں میاں بیوی اور اُن کے بچے ہوتے ہیں۔ جسے خاندان کہاجاتاہے۔

اصطلاحی مفہوم

عائلی زندگی سے مراد(خانگی زندگی) خاندانی زندگی ہے۔ خاندان میں میاں بیوی اور اُن کے بچے آتے ہیں۔ انسان پیدائش سے لے کر موت تک ساری زندگی اپنے خاندان میں گزارتاہے۔خاندان کے افراد مختلف رشتوں کی بناءپر ایک دوسرے سے جڑے ہوتے ہیں۔انسانی تمدن کی ابتداء بھی خانگی زندگی سے ہوئی۔خانگی زندگی معاشرے کا جزو ہے۔اور ایک معاشرے کی بنیاد خاندانی نظام مرد وعورت کی پاکیزہ عائلی زندگی پر ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً﴾[3]

ترجمہ: "ہم آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ہم نے ان سب کو بیوی بچوں والا بنایا تھا۔"

عائلی زندگی اور صدقات نافلہ

عائلی زندگی میں صدقات کی اہمیت قرآن وحدیث میں بیان ہوئی ہے۔اسے بیوی بچوں پر خرچ کرنا اجر و ثواب کا باعث ہے۔بیوی اور بچوں پر خرچ کرنا،اُن کی ضروریات کو پورا کرنا صدقہ ہے۔دوسروں پر مال خرچ کرنے

---

(1)۔فیروز اللغات اردو،ص:889

(2)۔ابن منظور،لسان العرب۔ص785

(3)۔ سورۃ الرعد:38

کے ساتھ ساتھ اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرنا، اُن کی ضروریات کو پورا کرنا بھی صدقہ ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اجرِ عظیم کا وعدہ کیا ہے۔ احادیث میں آپ ﷺ نے بیوی بچوں پر خرچ کرنے کو بہترین مصرف قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

ترجمہ:"حضرت ثوبان بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"بہترین دینار وہ ہے جسے کوئی شخص اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے۔ بہترین دینار وہ ہے جسے کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔"[1]

نبی ﷺ نے یہ واضح فرمادیا کہ اپنے بیوی اور بچوں پر خرچ کر بہترین صدقہ ہے۔ اس سے عائلی زندگی میں استحکام آتا ہے اور ساتھ ساتھ گھر والوں کے حقوق بھی ادا ہو جاتے ہیں۔

اہل وعیال پر خرچ کا اجر و ثواب

اہل وعیال پر خرچ کرنے پر زیادہ ثواب ملے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(قال رسول الله ﷺ: أَفْضَلُ دِينارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ، دِينارٌ يُنْفِقُهُ علَى عِيالِهِ، ودِينارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ علَى دابَّتِهِ في سَبيلِ اللهِ، ودِينارٌ يُنْفِقُهُ علَى أصْحابِهِ في سَبيلِ اللَّهِ)[2]

ترجمہ:" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سب سے بہترین دینار جسے آدمی خرچ کرتا ہے وہ دینار ہے جسے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے، اور وہ دینار ہے جسے وہ اپنے جہاد فی سبیل اللہ کے گھوڑے پر خرچ کرتا ہے، نیز وہ دینار ہے جسے وہ اپنے مجاہد ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔"

احادیث مبارکہ میں اہل وعیال پر خرچ کرنا، افضل ترین صدقہ ہے اور اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق بیوی بچوں پر خرچ کرنے کا ثواب زیادہ ہے اور اہل وعیال پر خرچ کرنا مسکین پر خرچ کرنے سے افضل صدقہ قرار دیا ہے۔ مذکورہ بالا احادیث میں بہترین صدقہ اہل وعیال پر خرچ کرنا ہے۔ ایک اور حدیث میں صدقہ کرنے اور اس پر بہتر حصول اجر کے ترتیب کو یوں بیان کیا گیا ہے:

(ان النبي ﷺ قال: أَفْضَلُ دِينارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ، دِينارٌ يُنْفِقُهُ علَى عِيالِهِ، ودِينارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ علَى دابَّتِهِ في سَبيلِ اللهِ، ودِينارٌ يُنْفِقُهُ علَى أصْحابِهِ في سَبيلِ اللَّهِ. قالَ أبو قِلابَةَ: وبَدَأَ بالعِيالِ، ثُمَّ قالَ

(1)۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الجهاد، فَضْلِ النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالَى، رقم:2760(صحیح)

(2)۔ ایضا"2760

أبو قِلابَة: وأَيُّ رَجُلٍ أعْظَمُ أجْرًا مِن رَجُلٍ يُنْفِقُ على عِيالٍ صِغارٍ، يُعِفُّهُمْ، أوْ يَنْفَعُهُمُ اللَّهُ به، ويُغْنِيهِمْ)[1]

ترجمہ: "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سب سے بہتر دینار وہ دینار ہے، جسے آدمی اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے، اور وہ دینار ہے جسے آدمی اپنے جہاد کی سواری پر خرچ کرتا ہے، اور وہ دینار ہے جسے آدمی اپنے مجاہد ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے"، ابو قلابہ کہتے ہیں: آپ نے بال بچوں کے نفقہ (اخراجات) سے شروعات کی پھر فرمایا: اس آدمی سے بڑا اجر و ثواب والا کون ہے جو اپنے چھوٹے بچوں پر خرچ کرتا ہے، جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ انہیں حرام چیزوں سے بچاتا ہے اور انہیں مالدار بناتا ہے۔'

احادیث میں جو ترتیب بیان کی گئی ہے اس میں سب سے پہلے اپنی جان پر خرچ کرنے کا ثواب اور اس کے بعد اپنے اہل وعیال یعنی بیوی اور بچوں اور اس کے بعد دوسرے مصارف پر خرچ کرنے کا درجہ آتا ہے۔ اس منطق اور فطری ترتیب کے ساتھ اگر صدقہ کو ادا کرنے کا خیال رکھا جائے، تو معاشرے میں اسودہ حالی اور استحکام آئے گا۔

بیوی کا حق مہر ادا کرنا

﴿وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِن طِبْنَ لَكُمْ عَن شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَّرِيئًا﴾ [2]

ترجمہ:"اور عورتوں کو ان کے مہر راضی خوشی دے دو، ہاں اگر وہ خود اپنی خوشی سے کچھ مہر چھوڑ دیں تو اسے شوق سے خوش ہو کر کھالو۔"

قرآن مجید کی درج ذیل آیات سے عورت کے حق مہر کی اہمیت عیاں ہوتی ہے۔

﴿وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ علی بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا "نحلہ "حق مہر ہے۔ محمد بن اسحق کہتے ہیں "نحلہ" مقررہ مہر ہے۔ زید کہتے ہیں کہ "نحلہ "کلام عرب میں "واجب "کو کہتے ہیں، کہ عورت سے بغیر ایسی چیز کے نکاح نہیں کیا جاتا تھا جو عورت کے لیے واجب کی جائے۔ [3]

اللہ رب العزت نے خانگی زندگی میں امن وسکون اور استحکام کو باقی رکھنے کے لیے اور فتنہ وفساد برپا ہو، اس سے پہلے حکم دے دیا کہ عورتوں کو اُن کے حق مہر جو کہ اُن کا حق ہے اور مرد پر ادا کرنا فرض ہے۔ وہ ادا کر دو۔ اور خوشی سے ادا کرو۔ اس سے اللہ رب العزت تمھارے خاندان میں استحکام پیدا کر دے گا اور اگر بیوی اپنی خوشی

---

(1)۔ سنن ترمذي، کتاب البر والصلة عن رسول الله صلى الله علیہ وسلم، باب ماجاءَ فِي النَّفَقَةِ فِي الأهْلِ، رقم:1966 (قال الشيخ الألباني: صحيح، ابن ماجة (2760)

(2)۔ سورۃ النساء:4

(3)۔ تفسیر ابن کثیر، ج،1، ص56

سے کچھ مہر معاف کر دیتی ہے تو وہ خوش دلی سے قبول کر لو۔ تا کہ خاندان میں امن اور خوشحالی بر قرار رہے اور فرض بھی ادا ہو جائے۔ اور عائلی زندگی میں استحکام باقی رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک طرف صدقات کو اجر و ثواب کا باعث قرار دیا۔ تو دوسری طرف فلاحی معاشرہ میں خاندان کی کفالت اور اس کی بقاء کے لئے صدقات کی اہمیت کو واضح انداز میں بیان کیا ہے۔

خوراک کا انتظام

عائلی زندگی کے مفہوم میں خاندان کا معنی وسیع ہے۔ ایک غریب آدمی کے خاندان کو صدقات کے ذریعے اس کے لئے خوراک کا انتظام کرنا، اس کے لیے رہنے کا بندوبست، اس کے بچوں کی تعلیم اور شادی بیاہ کا بندوبست کر کہ خاندان کو خوشحال بنایا جا سکتا ہے۔

ارشاد باری ہے:

ترجمہ: "اور اللہ کی محبت میں مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ ہم تو صرف اللہ کی رضا کے لیے تمھیں کھلاتے ہیں، نہ تم سے کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور شکریہ۔"(1)

غریبوں، محتاجوں اور ضرورت مندوں کو کھانا کھلانا کھانا کھلانا صدقہ ہے۔ اور کسی بھوکے کو کھانا کھلانے پر بڑا اجر و ثواب ہے۔ اسی طرح ایک غریب کے خاندان کو خوراک مہیا کر کہ اس کو اس محرومی سے بچایا جا سکتا ہے۔

شادیوں کا انتظام کرنا

غریب خاندانوں میں اُن کے بچوں کی شادی کرانا باعثِ اجر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

﴿وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصالِحِينَ مِنْ عِبادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾(2)

ترجمہ: " تم میں سے جو مرد عورت بے نکاح کے ہوں ان کا نکاح کر دو اور اپنے نیک بخت غلام اور لونڈیوں کا بھی اگر وہ مفلس بھی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے غنی بنادے گا اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے۔"

مستحق خاندان جن کے بچے جوان ہیں ان کی شادیوں کا بندوبسنت کر ان کو اس محرومی سے نکالنا صدقہ ہے۔

---

(1)۔ سورۃ الدہر:8۔9

(2)۔ سورۃ النور۔32

فصل سوم

جرائم کی روک تھام

جرائم کی تعریف

جرائم جریمۃ کی جمع ہے۔ جس کا معنی قصور، خلافِ قانون حرکت، قانون توڑنا۔ وہ فعل جو قابلِ سزا ہو۔ جرائم ہیں۔ کسی عاقل بالغ شخص کا شعوری طور پر قانون کی خلاف ورزی کرنا جرم کہلاتا ہے۔[1]

عصرِ حاضر میں جرائم کو ایک معمولی غلطی کے طور پر سمجھا جاتا ہے بلکہ جرم کرنا معاشرہ کا لازمی جُزو بن چکا ہے۔ وہ جرائم خواہ اخلاقی ہوں یا جنسی طور پر ہوں، اس طرح لوٹ مار، ڈکیتی، قتل و غارت ہو، علاقائی سطح پر ہو یا شہروں کی سطح پر ہو۔ اس طرح ملکی یا بین الاقوامی سطح پر جرائم ہوں۔ اس کی زد سے مذہبی انفرادی زندگی محفوظ ہے۔ اور نہ ہی اجتماعی زندگی محفوظ ہے۔ اگر پورے عالم پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے، کہ جرائم اور بد اخلاقی کا تناسب بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ ہمارے معاشرے میں جرائم کا جو عالم ہے وہ کسی بیان و وضاحت کا محتاج نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پورا معاشرہ جرائم کی آگ میں لپٹ چکا ہے۔ اس کی وجہ سے بے روزگاری، بے راہ روی اور تربیت کا نہ ہونا وجہ بن رہی ہے۔ اس طرح حکومتی سطح پر ناقص پالیسیوں اور جرائم کا ارتکاب کرنے والے افراد کو سزا کا نہ ملنا سبب بن رہا ہے۔ اور اگر سزا ملتی بھی ہے تو غریب کو امیر اور وہ لوگ جن کی پہنچ اوپر تک ہے، وہ سزا سے بچ جاتے ہیں۔

اس طرح معاشرے میں جرائم طول پکڑتے ہیں۔ حکومت جرائم کی روک تھام کے لیے کوئی ٹھوس اقدام نہیں کر رہی۔ اس طرح ایک بڑی وجہ اسلامی تعلیمات سے دوری ہے۔ جس نے انسانوں کے ذہنوں کو مفلوج کر کے رکھ دیا ہے۔ ہر انسان اسلامی تعلیمات سے دوری کی وجہ سے زندگی کی آسائشوں کو پانے کے لیے جرائم میں ملوث نظر آتا ہے۔ دین اسلام سے دوری نے صحیح اور غلط میں پہچان کو ختم کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے مختلف واقعات جنم لے رہے ہیں۔ ان جرائم کی روک تھام کے لیے اسلام نے صدقات کا نظام وضع کیا ہے، جس کو اپنا کر معاشرہ سے ان جرائم کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ جب امرا اپنی دولت سے صدقہ و خیرات کرے گا اور معاشرے میں ایسے افراد جو کہ غربت، بے روزگاری کی وجہ سے مجبور ہو کر ایسا کرتے ہیں۔ وہ اس سے رُک جائیں گے۔ اس طرح صدقات جرائم کی روک تھام میں اہم کردار ادا کرتا ہے، اور اس کے معاشرے پر مثبت اثرات مرتب ہو کر معاشرے کے افراد کی مدد کے ساتھ ساتھ تربیت بھی ہوتی ہے۔ اس لیے صدقات معاشرتی جرائم کی روک تھام کے لیے لازمی جز ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

---

(1)۔ اردو جامع انسائیکلوپیڈیا، چیئرمین جسٹس ایس اے رحمان، ج2، ص462، شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ (1)

ترجمہ:" خشکی اور تری میں لوگوں کی بد اعمالیوں کے باعث فساد پھیل گیا۔ اس لئے کہ انہیں ان کے بعض کرتوتوں کا پھل اللہ تعالیٰ چکھادے (بہت) ممکن ہے کہ وہ باز آجائیں۔"

دوسری آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ﴾ (2)

ترجمہ:" تمہیں جو کچھ مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے کرتوت کا بدلہ۔"

یقیناً ایمان اور اعمال صالحہ معاشرے کو امن کا گہوارہ بنا دیتے ہیں۔ انفرادی یا اجتماعی دونوں صورتوں میں اعمال صالحہ صدقہ و خیرات معاشرے کو مجموعی طور پر نیکی پارسائی، اصلاح و تقویٰ کی پاسداری پر امن، فلاحی معاشرہ کی ضمانت ہے۔ اللہ رب العزت نے ان آیات کے اندر یہ واضح طور پر فرمادیا ہے کہ معاشرتی بگاڑ انسان کی بداعمالیوں کا نتیجہ ہے۔ انسان کے ہاتھوں کمائی ہوئی بداعمالیوں پر یہ نتیجہ سامنے آتا ہے۔ معاشرے میں جب اُمرا اپنے مال سے زکوٰۃ و صدقات نہیں نکالتے تو پھر اس کا نتیجہ جرائم کی صورت میں نظر آتا ہے۔ قتل و غارت، ڈاکے، چوری کی سی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ معاشرے میں غریب اور پسے ہوئے افراد ایسے جرائم کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں جس سے معاشرے کا امن و سکون تباہ و برباد ہو کر رہ جاتا ہے۔ فلاحی معاشرہ کے استحکام کے لیے ضروری ہے صدقات و خیرات کا انتظام کیا جائے۔ معاشرہ کے غریب افراد کی اور جرائم پیشہ افراد کی مدد اور اُن کی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تربیت کی اجائے، تاکہ معاشرے سے جرائم کا خاتمہ ممکن ہوسکے اور اللہ تعالیٰ کی رضا سے معاشرے کا امن و سکون بحال ہو۔

جرائم کے مقابلے میں نیکی کے کاموں میں مدد کرنا

عصر حاضر میں ہر شخص ذاتی مفاد کے حصول کے لیے ہمہ وقت کوشاں ہے۔ ایک دوسرے کی خبر گیری نہیں بس مال بنانے کی حوس نے انسان کو صدقات و خیرات سے دور کر دیا۔ باہمی اعتماد کی کمی، جرائم پیشہ افراد کو جرم کرنے کے لیے ماحول ساز گار مہیا کر رہا ہے۔ ہر ایک کو اپنی فکر ہے۔ اگر کوئی بھوکا ہے تو اس کی کوئی فکر نہیں جس سے جرائم میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ اسلام نے ہمیں باہمی اتحاد واتفاق کی تعلیم دی ہے۔ اسلام نے زکوٰۃ و صدقات اور

(1)۔ سورۃ الروم: 41

(2)۔ سورۃ الشوریٰ: 30

نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تلقین کی ہے۔ گناہ کے کاموں میں مدد کرنے سے سختی سے منع کیا ہے۔
ارشادِ باری تعالیٰ ہے:
﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾(1)
ترجمہ:" نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم زیادتی میں مدد نہ کروا۔"

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو نیکی کے کاموں میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی تعلیم دی ہے۔ جرائم پیشہ افراد کو اُن کے جرم میں مدد کرنے سے سختی سے روک دیا گیا ہے۔ صدقات وخیرات اسلام کا ایسا مکمل نظام ہے۔ صدقات وخیرات اسلام کا ایسا مکمل نظام ہے۔ جو کہ معاشرہ میں جرم کرنے والے افراد کو صحیح راستے پر واپس لا سکتے ہیں۔ کوئی بھی فرد جرم اسی لیے کرتا ہے کہ وہ اپنا پیٹ پالنا چاہتا ہے اور اگر اس کو باعزت طریقے سے یہ مدد مل جاتی ہے تو وہ اپنے اس جرم کو چھوڑ کر صحیح راستے کی طرف پلٹ آتا ہے۔ نیکی اور تقویٰ یہی ہے کہ فلاح معاشرہ کے اندر غریب اور نادار افراد افراد جو جرائم میں ملوث ہیں۔ اُن کی مدد کے ساتھ ساتھ تربیت بھی کی جائے تاکہ معاشرہ سے جرائم کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔

جو اپنے لیے پسند کرو، وہی دوسروں کے لیے بھی

فلاحی معاشرہ میں کچھ افراد خود تو جرائم سے بچنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ خود کو جرائم سے دور رکھتے ہیں مگر ان کے سامنے مجرمانہ افراد جو اس دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اُن کو اس برائی کے بھنور سے نکالنے کی فکر نہیں کرتے۔ جو کہ ایک اجتماعی غلطی سے یہ عادت آج ہمارے ذہنوں میں عام رچ بس گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جرائم خواہ وہ قتل و غارت ہو، ڈکیتی، لوٹ مار اور اغواء برائے تاوان کی صورت میں ہو۔ یہ جرائم اور بروز بڑھ رہے ہیں کیوں کہ ہم اپنے لیے اچھی زندگی چاہتے ہیں اور اپنے بھائی کی فکر نہیں کرتے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:
(لَايُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ) (2)
ترجمہ:"کوئی شخص کامل مؤمن نہیں ہو سکتا، جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے، جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔"

مؤمن ہونے کے لیے لازم ہے کہ وہی چیز دوسروں کے لیے پسند کی جائے۔ دوسروں کا خیال رکھا جائے۔ جو اپنے لیے پسند ہو۔ اس لیے ضروری ہے کہ فلاح معاشرہ میں جرائم کو ختم کرنا ہو، تو صدقات کے لیے دوسروں کی مدد کی جائے تاکہ وہ افراد جو جرم کی لت میں جا چکے ہیں۔ وہ اس مدد کی بدولت واپس سیدھے راستے پر پلٹ آئیں اور

---

(1)۔ سورۃ المائدہ:2

(2)۔ صحیح بخاری، کتاب الایمان باب مِنَ الإِيمَانِ أَنْ يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ، رقم:13

معاشرہ امن کا گہوارہ بن سکے۔ حدیث کے مفہوم میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ دوسرے کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے کرتے ہو تا کہ معاشرہ میں افراد کے درمیان تفریق مٹ جائے۔ جرائم کا خاتمہ ہو۔ انسانوں کو ایک دوسرے کی فکر ہو۔ اس طرح یہ کام صدقہ و خیرات سے ممکن ہے۔

غربت اور جرائم کا تعلق

غربت بڑھنے کے ساتھ جرائم میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ لہذا غربت کے خاتمے کے ساتھ جرائم بھی کنٹرول ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ صدقات کے ذریعے معاشرے سے غربت کے خاتمے میں مدد لیتے ہوئے جرائم کا بھی انسداد ممکن ہو جاتا ہے۔ جرائم کی کئی وجوہات ہیں۔ جن میں اگر دیکھا جائے تو غربت کا عمل دخل کچھ حد تک زیادہ نظر آتا ہے۔ جب معاشرہ میں لوگوں کو جائز طریقے سے ضروریات زندگی پورا کرنے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تو پھر ایسی حالت میں کچھ افراد جرائم سے وابستہ ہوتے ہیں۔ احساس کمتری، اسلامی تعلیمات سے دوری اور صاحب استطاعت افراد کی مدد حاصل نہ ہونے کی وجہ سے وہ جرائم میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

(قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : كَادَ الْفَقْرُ أَنْ يَكُونَ كُفْراً وَ كَادَ الْحَسَدُ أَنْ يَغْلِبَ الْقَدَرَ) [1]

ترجمہ: " کبھی آدمی غربت کی وجہ سے اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، اور کبھی کبھار حسد تقدیر پر غالب ہو جاتا ہے۔"

فقر و افلاس اور تنگدستی ایسی بری چیز ہے، کہ بسا اوقات انسان اس سے مجبور ہو کر کفر کی حد تک پہنچ سکتا ہے۔ چنانچہ جو فقیر مفلس، صبر استقامت کی طاقت کھو کر قلبی افلاس میں مبتلا ہو جاتا ہے، وہ اللہ کی ذات پر اعتماد بھروسہ کے دامن کو ہاتھ سے چھوڑ بیٹھتا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ نہایت مایوسی کے عالم میں اللہ کے نظام قدرت پر اعتراض کرنے لگتا ہے، التقدیر الٰہی کا شکوہ گلا کر کے اللہ کے حکم و فیصلہ پر ہر حالت میں راضی رہنے کے تقاضا کو پس پشت ڈال دیتا ہے یا اللہ کے آگے ہاتھ پھیلانے کی بجائے غیر اللہ کے سامنے دست سوال کرنے لگتا ہے۔ اور ماسواء اللہ کو اپنا حاجت روا ماننے لگتا ہے۔ اور یا جب وہ دیکھتا ہے کہ اکثر کافر مال دار ہیں اور عیش کی زندگی بسر کرتے ہیں اور ان کے بر خلاف اکثر مسلمان افلاس تنگدستی کی آزمائش میں مبتلا ہیں تو وہ کفر کی طرف مائل ہونے سے بھی دریغ نہیں کرتا اور ظاہر ہے کہ یہ چیزیں انسان کو کفر تک پہنچا دیتی ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ فقر و افلاس در اصل مسلمانوں کے لئے ایک آزمائش اور امتحان کا درجہ رکھتا ہے چنانچہ جو لوگ اس حقیقت کو جانتے ہیں اور مال و دولت اور دنیاوی زندگی کے اعتبار سے مفلس و قلاش ہونے کے باوجود اپنے دل کو غنی رکھتے ہیں اور تقدیر الٰہی پر صابر و شاکر رہ کر اس امتحان و آزمائش میں پورے اترتے ہیں، ان کے حق میں وہی فقر و افلاس ایمان کی پختگی اور ترقی

(1)۔ مشکوۃ شریف، باب، معاملات میں احتراز، اور توقف کرنے کا بیان رقم: 979

درجات کا ضامن بن جاتا ہے، لہذا جو مسلمان مال و دولت سے تہی دست اور فقر و افلاس میں مبتلا ہوں اور تمام تر انسانی تدابیر اور محنت و مشقت کے باوجود تنگی حالات سے نجات نہ پاتے ہوں ان کو چاہے کہ وہ اپنی اس حالت کو اللہ کی طرف سے امتحان و آذمائش سمجھیں اور یہ یقین کر لیں ، کہ یہ دنیا اور دنیا کی ساری پریشانیاں مرد مومن کے لئے ایک ایسا وقفہ حیات ہے جس میں اگر صبر و استقامت اور اللہ کی ذات پر توکل کی دولت نصیب ہو گئی تو کبھی نہ کبھی دنیا میں بھی حالات تبدیل ہو سکتے ہیں اور آخرت کی فلاح و کامیابی تو یقینا نصیب ہو گی اور یہاں کی ساری تکلیفیں اور پریشانیاں وہاں کی بے پایاں نعمتوں اور لازوال آسائشوں میں تبدیل ہو جائیں گی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : یہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ ،اور کافر کے لئے جنت ہے۔اور جو مسلمان اس قید خانہ کی تکلیف و مصائب کو خندہ پیشانی کے ساتھ انگیز کر لے ان کے لئے اللہ نے آخرت کی بے پایاں انعامات کا وعدہ کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی اس احادیث کا مفہوم واضح ہے ، کہ غربت انسان کو کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ اس کا ایمان ڈگمگا جاتا ہے، ،جب وہ غربت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ وجہ جرم میں مبتلا ہونا بنتی ہے۔ اغربت معاشرے میں تباہی کچھ افراد کو گھیر لیتی ہے۔ جب معاشرہ کے صاحب استطاعت افراد ان کی مدد نہیں کرتے۔ وہ امیر سے امیر ہوتے چلے جاتے ہیں ،اور یہ غریب سے غریب یہی سبب بنتا ہے کہ جرائم معاشرے کو اپی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ زکوۃ اور صدقات غریب اور نادار افراد پر خرچ کیے جائیں، تاکہ معاشرتی امن خراب نہ ہو اور غربت کا خاتمہ ہو۔ جب غربت کا خاتمہ ہو گا تو جرائم میں خود بخود کمی آجائے گی۔

بے روزگاری اور جرائم

ایک سروے کے مطابق پاکستان میں اب بھی دو ملین سے سے زیادہ لوگ ایسے ہیں ،جو بالکل بے روزگار ہیں۔ جو کبھی بھی جرائم پیشہ جواری یا شرابی افراد کی لسٹ میں آکر دیمک کا باعث بن سکتے ہیں۔ اس وقت عام آدمی کی زندگی بہتر بنانے والے ملکوں میں پاکستان 146 ویں نمبر پر ہے جو بگڑتی ہوئی معیشت، بڑھتی ہوئی مہنگائی اور بے روزگاری کی طرف اشارہ ہے۔ جس کی وجہ سے پاکستان آئی ایم ایف سے قرضے لینے پر مجبور رہا ہے۔ اور باوجود اس کے کوئی خاطر خواہ اقدامات نظر نہیں آتے۔

طلباء و طالبات بھاری فیسیں ادا کر کے بمشکل اپنے تعلیمی اخراجات پورے کر کے ڈگریاں حاصل کرتے ہیں۔ لیکن متعلقہ شعبوں میں مواقع نہ ہونے سے مایوسی کا شکار دکھائی دیتے ہیں۔ یوں تو سیاستدان الیکشن جیتنے کے لیے روٹی کپڑا مکان ،اور روزگار جیسے صرف نعرے ہی لگاتے ہیں لیکن اقتدار میں آتے ہی انھیں لوگ اور ان سے کیے گئے وعدے بھول جاتے ہیں، نیتجتاً غریب لوگ غریب تر ہو جاتے ہیں۔ اکنامک سروے 2016-2015 کے مطابق ٪ 39 لوگ اب بھی غربت کی زندگی گزارنے پہ مجبور ہیں۔ ورلڈ بنک کے مطابق اگر کوئی بالغ انسان بین الاقوامی سطح

پر 1.25 یو ایس ڈالر اور لوکل کرنسی کے تحت 205 روپے کمائے تو بھی ٪ 21 آبادی غربت کی لکیر سے نیچے ہے۔ اب غربت اور معیشت کا ملبہ ایک بار پھر حکومت وقت اور تبدیلی سرکار کے سر ہے۔(1)

کوئی بھی فرد جب بے روزگار ہوگا تو وہ روزگار کی تلاش کرتا ہے۔ جب اسے معاشرہ مناسب روزگار مہیا نہیں کرتا تو پھر احساس کمتری، اسلام تعلیمات سے دوری اسے جرائم پیشہ عناصر سے وابستہ کر دیتی ہے۔ بے روزگاری جرائم کی وجہ بن جاتی ہے اس لیے ضروری ہے کہ حکومتی سطح پر اقدامات اُٹھائے جائیں اور پھر اس کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کا نظام وضع کیا جائے اور وسائل کی منصفانہ تقسیم کا عمل وجود میں لایا جائے تاکہ بے روزگار افراد جرائم کی طرف نہ چل نکلیں بلکہ وہ صدقہ و خیرات سے کی جانے والی مدد سے اپنے آپ کو مختلف جرائم سے دور رکھ سکیں۔ فلاحی معاشرہ کے استحکام کے لیے لازم ہے کہ صدقہ و خیرات سے بے روزگار افراد کی مدد کو یقینی بنایا جائے تاکہ معاشرہ میں جرائم کی روک تھام ہو سکے۔

معاشرے میں شرح خواندگی کی کمی اور جرائم

اقتصادی سروے 21-2020 میں انکشاف کیا گیا ہے کہ ملک میں خواندگی کی شرح 60 فیصد پر مستحکم ہے۔ اور سال 20-2019 کے مقابلے میں تعلیم سے متعلقہ اخراجات میں 29.6 فیصد کمی واقع ہوئی ہے۔

'پاکستان سماجی و زندگی کے معیار کی پیمائش (پی ایس ایل ایس ایم) ضلعی سطح کے سروے 20-2019 کے مطابق آبادی کی شرح خواندگی (10 سال یا اس سے زیادہ عمر میں) 15-2014 سے 60 پر برقرار ہے۔

مالی سال 2020 میں وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی جانب سے مجموعی تعلیمی اخراجات جی ڈی پی کا 1.5 فیصد رہا جبکہ مالی سال 20-2019 میں یہ 2.3 فیصد تھا۔

تعلیم کے اخراجات میں 19-2018 میں آہستہ آہستہ اضافہ ہو رہا تھا تاہم 20-2019 میں اس میں 29.6 فیصد کمی واقع ہوئی جو 868 ارب روپے سے کم ہو کر 611 ارب روپے ہو گئی۔

سروے میں یہ بھی کہا گیا کہ شہری علاقوں میں خواندگی کی شرح دیہی علاقوں کے 52 فیصد سے زیادہ 74 فیصد ہے۔

پنجاب میں شرح خواندگی سب سے زیادہ 64 فیصد ہے جس کے بعد سندھ میں 58 فیصد، خیبر پختونخوا (ضم شدہ علاقوں کو چھوڑ کر) میں 55 فیصد، خیبر پختونخوا (ضم شدہ علاقوں سمیت) میں 53 فیصد اور بلوچستان میں 46 فیصد ہے۔(1)

---

(1) https://www.humsub.com.pk/274992/mehboob-ali-faisalabad/--8

تعلیم کسی بھی معاشرہ میں ریڑھ کی حیثیت رکھتی ہے۔ تعلیم کا فقدان معاشرتی برائیوں اور احساس کمتری کا سبب بنتا ہے۔ معاشرتی جرائم میں ایک سبب تعلیم کا فقدان ہے۔ جب غریب کا بچہ تعلیم حاصل کرنے سے قاصر رہتا ہے تو یہ وجہ بنتی ہے۔ جرائم کی تب وہی بچہ اکثر جاہل افراد کے ساتھ مل جاتا ہے اور جرائم کی سماجی اور اخلاقی اور مذہبی قباحت سے ناواقفیت کے سبب مختلف جرائم کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ بیت المال کا ادارہ حرکت میں آئے۔ لوگوں سے زکوۃ اکٹھی کرے اور ایسے تعلیمی ادارے قائم کیے جائیں جو کہ ان نادار افراد کو تعلیم دیں تاکہ معاشرے سے جرائم کا خاتمہ ہو اور یہ خاتمہ صدقات سے ممکن ہے۔ [2]

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ [3]

ترجمہ: "کہہ دیجیئے! کیا وہ لوگ جو جانتے ہیں، اور جو نہیں جانتے وہ برابر ہو سکتے ہیں؟"

اللہ تعالیٰ نے علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے یہ واضح فرمادیا ہے، کہ اہلِ علم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے۔ علم انسان کو شعور دیتا ہے اور بغیر علم کے انسان لاشعور ہوتا ہے۔ وہ بغیر سوچ اور سمجھے کوئی بھی کام کر سکتا ہے۔ اور تعلیم یافتہ انسان نفع اور نقصان سامنے رکھکر کوئی بھی کام کرتا ہے۔

چوری، ڈکیتی کا خاتمہ

چوری اور ڈکیتی ایسا جرم بن چکا ہے، جس نے تقریباً معاشرے کے ہر فرد کو متاثر کر رکھا ہے۔ چاہے وہ گھر میں ہو یا باہر روڈ پر ہو۔ دکان یا آفس میں یا سفر کے دوران یہ واقعہ پیش آئے۔ ایسے واقعات روز مرہ زندگی میں عام نظر آتے ہیں۔ ایسے واقعات پر قابو پانے کے لیے ایک تعلیم و تربیت کی اشد ضرورت ہے اور دوسری وجہ غربت، بے روزگاری ہے۔ جس سے معاشرے کے افراد اس جرم میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ایسے افراد کی اصلاح کے لیے ضروی ہے کہ ان جرائم پیشہ افراد کی نشاندہی کر کے ان کی اصلاح کے ساتھ ساتھ مدد کی جائے تاکہ وہ اس جرم سے آئندہ کے لیے توبہ کر لیں۔ اسلام نے دوسروں کی مدد کے لیے بہترین نظام وضع کیا ہے۔ صدقات کا، صاحبِ استطاعت اپنے مال سے اللہ کی رضا کے لیے صدقہ نکال کر ان افراد کی مدد کریں تاکہ معاشرہ ان جرائم سے پاک اور صاف ہو جائے۔

---

(1) https://www.dawnnews.tv/news/1161827

(2)۔ عبد القدوس، معاشرتی جرائم کے اسباب، برج، ج3، 2016ء

(3)۔ سوۃ الزمر: 9

حلال و حرام کا شعور

عبادات کی قبولیت اور تحفظ نفس کے لیے حلال و حرام کا شعور لازم ہے۔ کیوں کہ بنیادی چیز ہے۔ جس کا نسل نو کی تربیت میں نمایاں کردار ہے۔ جرائم کا ایک بڑا سبب حلال و حرام کا شعور کا نہ ہونا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

(نَّ الحلالَ بيِّنٌ وإنَّ الحرامَ بيِّنٌ وبينهما أمورٌ مُشتبِهاتٌ) (1)

ترجمہ:"حلال بھی واضح ہے، اور حرام بھی واضح ہے اور اس کے درمیان متشابہ امور ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے حلال و حرام کو واضح کر دیا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ معاشرے میں حلال و حرام کا شعور دیا جائے تاکہ جرائم میں کمی واقع ہو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَآ اَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا﴾ (2)

ترجمہ:" لوگو! زمین میں جتنی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انہیں کھاؤ پیو۔"

آج ضرورت اس بات کی ہے, کہ ہم اپنی نئی نسل کو حلال اور طیب چیزیں جو کہ انسانی جسم کے لیے مفید ہیں ,ان کی راہنمائی کریں اور معاشرے کے صاحبِ استطاعت افراد کو شعور دلایا جائے کہ اپنے مال کو پاک کرنے کے لیے زکوٰۃ وصدقات کا اہتمام کریں، غریبوں کی مدد کی جائے تاکہ معاشرہ سے جرائم کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔

نکاح میں آسانی پیدا کرنا

اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مستحق افراد کی مدد کرنے کے لئے صدقات جیسی عظیم عبادت دی ہے۔ صدقات کے ذریعے مستحق افراد کا نکاح کرانا باعث اجر کا کام ہے۔ نکاح کرانے میں مدد کرنا صدقہ ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ خاندانی نظام مستحکم ہو۔ (زنا) جیسے کبیرہ گناہ سے معاشرے کے نوجوانوں کو بچایا جاسکے۔ اس کے لیے اسلام نے نکاح میں آسانی پیدا کرنے کی ترغیب دی ہے۔ اور اگر معاشرے میں کوئی فرد نکاح کرنے کی سکت نہیں رکھتا تو صاحبِ استطاعت افراد ان افراد کا نکاح کروائیں۔ ان کے نکاح کا خرچ اٹھائیں تاکہ معاشرے میں (زنا) جیسے کبیرہ گناہ سے معاشرہ پاک ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ﴾ (3)

ترجمہ:"تم میں سے جو مرد عورت بے نکاح کے ہوں ان کا نکاح کر دو اور اپنے نیک بخت غلام اور لونڈیوں کا بھی۔"

---

(1)۔ صحیح بخاری، کتاب البیوع باب الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ ، رقم:2051

(2)۔ سورۃ البقرہ:168

(3)۔ سورۃ النور:32

فلاحی معاشرے کے استحکام کے لیے نوجوانوں کا نکاح کرانا ضروری ہے۔ نکاح کرنے سے معاشرے میں بدکاری کا خاتمہ ہو گا، اور وہ لوگ جو نکاح کی استطاعت نہیں رکھتے۔ وہ نکاح کے اخراجات برداشت کرنے کے قابل نہیں اُن افراد کی ذمہ داری ہے جو صاحبِ استطاعت ہیں کہ وہ اپنے مال سے اللہ کی رضا کے لیے صدقہ نکالیں اور اُن لڑکے اور لڑکیوں کے نکاح کا بندوبست کریں، جن کے پاس مالی سکت نہیں ہے۔ جن کے والدین غریب ہیں اُن کی مالی مدد کریں تاکہ معاشرے سے ان جرائم کا خاتمہ ہو۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

(النكاحُ من سُنَّتِي فمن لم يعمَلْ بسنَّتِي فليس منِّي) (1)

ترجمہ: "نکاح میری سنت ہے، پس جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔"

نکاح خاندانی نظام کو مستحکم کرنے اور خاندان کو پروان چڑھانے کے لیے نہایت ضروری ہے۔ ایک تو اس سے فلاحی معاشرہ میں نوجوان نسل کے اندر پاک دامنی پروان چڑھے گی اور دوسری طرف سنت پر عمل ہو گا اور پھر صاحبِ استطاعت افراد جو غرباء کے نکاح کا بندوبست کریں گے اُن کا مال پاک ہو جائے گا اور معاشرے میں بے راہ روی اور بدکاری جیسے جرائم کا خاتمہ ممکن ہو سکے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ ۖ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا﴾ (2)

ترجمہ: خبردار زنا کے قریب بھی نہ پھٹکنا کیونکہ وہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے مسند میں ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ کہ ایک نوجوان خدمتِ نبوی میں حاضر ہو کر زنا کی اجازت مانگنے لگا تو آپ نے اسے ڈانٹنے کی بجائے اپنے قریب بلا کر کہا! کیا تم اس زنا کے کام میں اپنی ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی اور خالہ کے لیے پسند کرو گے تو اس نوجوان نے کہا: میں اسے گوارہ نہیں کر سکا۔ تو آپ ﷺ نے مسئلہ ذہن نشین کرانے کے بعد اپنا دستِ مبارک اس کے سینہ پر رکھا اور دعا فرمائی: اے اللہ اس کے گناہ معاف فرما۔ اس کا دل پاک کر دے، اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما۔ (3)

(زنا) بے حیائی کی جڑ ہے اور بُرا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے قریب جانے سے بھی منع فرمایا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس نوجوان کی اصلاح کی جو اس گناہ کی اجازت کے لیے حاضر ہوا تھا۔ اور دعا دی کہ اس کے دل کو پاک کر دے۔ عصرِ حاضر میں اس گناہ کا خاتمہ نکاح میں آسانی پیدا کرنے نے جیسے عمل سے ممکن ہے۔ جو کہ فلاحی معاشرہ کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرے گا۔

---

(1)۔ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، رقم: 1874

(2)۔ سورۃ الاسراء:32

(3)۔ ابن حنبل، ابو عبد اللہ، احمد بن محمد، مسند، رقم:2211

الغرض: جرائم کے اسباب غریب، بے روز گاری، ناخواندگی، بے راہ روی جیسے عوامل شامل ہیں۔ ان کے خاتمہ میں صدقات کے ذریعے اہم کردار ادا کیا جا سکتا ہے۔ جب امراء لوگ اپنے مالوں سے صدقات نکال کر ان جرائم پیشہ افراد پر صرف کریں گے ان افراد کی مدد کے ساتھ ساتھ ان کی اصلاح اور تربیت ہو گی۔ جس سے معاشرہ میں استحکام پیدا ہو گا۔ معاشرہ امن کا گہوارہ رہے گا، اور یوں ایک مستحکم فلاحی معاشرہ تشکیل پائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے صدقات کو ایک طرف اجر و ثواب کا وسیلہ بنایا ہے۔ تو دوسری طرف فلاحی معاشرہ میں جرائم کی روک تھام اور معیارے زندگی کو بہتر بنانے میں معاون و مددگار بنا دیا ہے۔

خلاصہ

اس مقالہ کے تیسرے باب میں معاشرتی استحکام پر صدقات نافلہ سے مرتب ہونے والے اثرات کو جامع اور مختصر انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ اثرات مختلف صورتوں میں معاشرے میں رونماء ہوتے ہیں۔ جو کہ دین کی ترویج، خانگی زندگی میں استحکام، اور معاشرے میں مختلف جرائم کی روک تھام کی صورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔

نتائج

اس تحقیق سے درجہ ذیل نتائج سامنے آئے ہیں:

1۔ صدقات نافلہ معاشرہ کے استحکام میں اہم کردار کا حامل اور مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔

2۔ فلاح معاشرہ کے ساتھ صدقات نافلہ بلاؤں، پریشانیوں اور بیماریوں کو رفع کرنے کا اہم وسیلہ ہیں۔

3۔ غربت و افلاس اور گداگری کے خاتمہ میں نفلی صدقات کا اہم کردار ہے۔

4۔ صدقات نافلہ کا انحصار صرف مالی معاونت پر نہیں بلکہ اس کی مختلف صورتیں ہیں۔ جیسا کہ درخت لگانا، پانی پلانا، راستہ بنانا کے امور میں شامل ہیں۔

5۔ خانگی استحکام اور غیر مسلموں کی فلاح و بہبود پر صدقات نافلہ خرچ کیا جا سکتا ہے۔

6۔ صدقات نافلہ جہاں زندگی کے دوسرے امور پر خرچ کرنے سے معاشرہ میں استحکام پیدا ہوتا ہے

7۔ وہاں جرائم کی روک تھام میں نفلی صدقات سے معاشرہ امن کا گہوارہ بن جاتا ہے۔

سفارشات

ان سفارشات کو درج ذیل طرز پر مرتب کیا گیا ہے:

محققین کے لیے:

1. بدامنی اور مصائب نے معاشرے میں پریشانیاں پیدا کی ہوئی ہیں، ان مصائب آلام کو کم کرنے کے لیے صدقات نافلہ کی تعلیم و ترغیب کے لیے علماء اور خطباء اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔
2. یونیورسٹی سطح پر تمام طلباء کو صدقاتِ نافلہ سے آگاہی کے لیے مختلف سیمینار منعقد کروائے جائیں۔
3. اس بات کی تعلیم و تربیت ضروری ہے کہ صدقات محض مالی معاونت نہیں بلکہ معاشرے کے استحکام میں دوسرے امور جیسا کہ درخت لگانا، راستہ بتانا، کنوائیں بنوانا، مسجدیں بنانا، پانی پلانا وغیرہ بھی شامل ہیں۔

طلباء کے لیے:

4. اقلیتی برادری پر نفلی صدقات خرچ کرنا اچھا نہیں سمجھا جاتا ہے۔ سماج کو اس کی آگاہی ضروری ہے کہ مستحق غیر مسلم پر خرچ کرنے میں بھی اجر و ثواب ہے۔
5. طلباء و طالبات کو چاہیے کہ وہ فضول کاموں میں خرچ کے بجائے، مستحق طلباء و طالبات کی مدد کریں تاکہ وہ اپنی تعلیم جاری رکھ سکیں۔

حکومت وقت کے لیے:

6. ٹیلی ویژن پر ایسے پروگرام نشر کیے جائیں جن میں صدقات نافلہ کی تعلیم و ترغیب دی جائے۔
7. حکومتِ وقت کو چاہیے کہ صدقات نافلہ سے حاصل شدہ رقم مستحق افراد کے چھوٹے لیول پر کاروبار کا بندوبست کرنے کے لیے دیا جائے تاکہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہوسکیں۔
8. ایسے افراد جو سماج میں غربت کی وجہ سے جرائم میں ملوث ہیں ، ان کی تعلیم و تربیت کے لیے صدقات نافلہ کا پیسہ استعمال میں لایا جائے تاکہ جرائم کا خاتمہ ممکن ہوسکے۔

فہرست آیات

نمبر شمار	آیت	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
1.	وَمِمَّارَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ---	البقرۃ	3	23
2.	يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا ---	〃	168	107
3.	اِنْ تُبْدُوا الصدقَاتِ فَنِعِمَّا هِىَ ۚ وَاِنْ ---	〃	171	38
4.	لَّيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ ---	〃	177	62
5.	وَاَنْفِقُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ ---	〃	195	27
6.	يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ ۖ قُلْ مَا أَنفَقْتُم ---	〃	215	41
7.	وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا ---	〃	240	56
8.	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ ---	〃	267	12
9.	وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۚلِلْفُقَرَاءِ ---	〃	273	73
10.	الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ---	〃	274	52
11.	يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ ۗ وَاللَّهُ---	〃	276	38
12.	وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ ۚ ---	〃	280	42
13.	الصابِرِينَ وَالصادِقِينَ وَالْقَانِتِينَ ---	آل عمران	17	39
14.	لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۚ ---	〃	92	37
15.	وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ ---	〃	104	88
16.	وَسَارِعُوٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ ---	〃	133،134	44
17.	وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً ۚ فَإِن طِبْنَ ---	النساء	4	98
18.	وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ ---	〃	5	59
19.	وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ---	〃	36	64

.20	وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ---	〃	75	62
.21	وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَن يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً ---	〃	92	60
.22	لَّا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ ---	〃	114	43
.23	وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا ---	المائدة	2	102
.24	لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِيٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ ---	〃	89	59
.25	وَاٰتُوْا حَقَّه يَوْمَ حَصادِه---	الأنعام	141	13
.26	قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ ---	〃	162	17
.27	وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ ---	الأنفال	60	11
.28	الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا ---	التوبة	20	93
.29	خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ---	〃	103	6
.30	إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ ---	〃	60	9
.31	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ ---	〃	34-35	7
.32	وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ---	يوسف	88	3
.33	وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ ---	الرعد	38	96
.34	وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ ---	الإسراء	29	27
.35	وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا ۖ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً ---	〃	32	109
.36	وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ---	الأنبياء	30	73
.37	لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا ---	الحج	37	17
.38	إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ---	النور	18	90
.39	وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ ---	〃	32	99
.40	وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا ---	〃	56	6
.41	وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا ---	الفرقان	67	39

12	30	الرّوم	فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا---	.42
101	41	ً	ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ ---	.43
7	33	الأحزاب	وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ ---	.44
27	39	سبأ	قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ مِنْ ---	.45
28	29،30	فاطر	إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ ---	.46
48	9	الزمر	قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ---	.47
32	30	الشورى	وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ ---	.48
44	18	الحديد	إِنَّ الْمُصَّدِّقِينَ وَالْمُصَّدِّقَاتِ وَأَقْرَضُوا ---	.49
48	11	المجادلة	يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ ---	.50
88	11	الصف	تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ---	.51
26	10	المنافقون	وَأَنفِقُوا مِن مَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن ---	.52
26	15،16	التغابن	إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ وَاللَّهُ عِندَهُ أَ---	.53
40	25-19	المعارج	إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا o إِذَا مَسَّهُ ---	.54
59	43،44	المدّثر	قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ o وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ --	.55
4	31	القيامة	فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلَّىٰ---	.56
58	10-8	الإنسان	وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا---	.57
14	14	الأعلى	قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ---	.58
47	5-1	العلق	اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ---	.59
17	2	الكوثر	فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ---	.60

فہرست احادیث

نمبر شمار	حدیث کا متن	کتاب کا نام	صفحہ نمبر
.1	اتقوا النار ولو بشق تمرة	صحیح بخاری	68
.2	اذا مات الانسان انقطع عمله الا من چلاثه الا من --	صحیح مسلم	32
.3	اعطي ولا تحصي فيحصى عليك	ابو داوًد	51
.4	إن العبد إذا وضع في قبره وتولى عنه اصحابه وإنه --	صحیح بخاری	34
.5	إن المؤمن يجاهد بسيفه ولسانه، والذي نفسي بيده لكأنما--	ابن حبان	86
.6	ان ظل المؤمن يوم القيٰمه صدقته	مسند احمد	30
.7	انا وكافل اليتيم في الجنة هكذا" وقال: بإصبعيه --	صحیح بخاری	59
.8	أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص : مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ ---	صحیح بخاری	81
.9	بنيَ الإِسْلامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ ---	صحیح بخاری	7
.10	بينما نحن مع رسول الله ﷺ في سفر، إذ جاء رجل على --	ابو داوًد	66
.11	جاء رجل إلى رسول الله ﷺ، فقال: دلني على عمل --	صحیح بخاری	65
.12	الحلال بين والحرام بين وبينهما امور مشتبهة	صحیح بخاری	107
.13	الخازن المسلم الامين الذي ينفذ، وربما قال: يعطي --	صحیح بخاری	65
.14	دينار انفقته في سبيل الله ودينار انفقته في رقبة ودينار --	صحیح مسلم	81
.15	رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى بَابِ: الْجَنَّةِ مَكْتُوبًا الصدَقَةُ--	ابن ماجہ	53
.16	زكاة الفطر طهرة للصائم من اللغو والرفث و طعمة --	سنن	14
.17	فتنة الرجل فى اهله ووالده و جاره تكفرها الصلاة --	صحیح بخاری	32
.18	فرض رسول الله زكاة الفطر طهرة للصائم ---	ابو داوًد	13
.19	فرض رسول الله صصدقة --	سنن نسائی	13
.20	فرض رسول الله ﷺ زكاة الفطر صاعا من تمر او صاعا --	صحیح بخاری	15
.21	فرض رسول الله ﷺ زكاة الفطر طهرة للصائم من اللغو--	ابن ماجہ	16

85	صحیح بخاری	فَوَاللَّهِ لَأَنْ يُهْدَى بِكَ رَجُلٌ وَاحِدٌ ، خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرٍ --	22.
50	صحیح بخاری	فواللہ لان يهدى بك رجل واحد، خير لك من حمر النعم	23.
103	مشکوۃ	قال رسول الله ﷺ كاد الفقر أن يكون كفرا وكاد --	24.
64	صحیح بخاری	كل سلامى من الناس عليه صدقة، كل يوم تطلع فيه ---	25.
28	صحیح مسلم	لا حسد الا فى اثنتين رجل اتاه الله القرآن فهو يتلوه --	26.
90	صحیح بخاری	لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ	27.
69	صحیح بخاری	لو كان عندي احد ذهبا لاحببت ان لا ياتي علي --	28.
17	سنن دار قطنی	ما انفقت الورق فى شى افضل من نحيرة فى يوم عيد	29.
18	ابن ماجہ	ما عمل ادمى من عمل يوم النحر احب الى الله من --	30.
31	صحیح بخاری	ما من يوم يصبح العباد فيه الا ملكان ينزلان --	31.
31	صحیح مسلم	ما نقصت صدقة من مال..	32.
54	ابن ماجہ	من انظر معسرا كان له بكل يوم صدقة ومن انظره --	33.
31	سنن الترمذی	من انفق نفقة فى سبيل الله كتبت له بسبع مائة ضعف	34.
89	صحیح بخاری	من بنى مسجدا بتغي به وجه الله بنى الله له مثله في الجنة	35.
31	صحیح بخاری	من تصدق بعدل تمرت من كسب طيب ولا يقبل الله ---	36.
107	صحیح بخاری	النكاح من سنتي فمن رغب عن سنتي فليس مني	37.
63	صحیح بخاری	واعبدوا الله ولا تشركوا به شيئا وبالوالدين إحسانا إلى --	38.
72	سنن الترمذی	وإفراغك من دلوك في دلو اخيك لك صدقة	39.
32	ابن ماجہ	والصدقة تفطى الخطئة كما يفط الما النار	40.
62	صحیح بخاری	وإن هذا المال خضرة حلوة فنعم صاحب المسلم ما ---	41.
79	صحیح بخاری	ومن يستعفف يعفه الله ومن يستغن يغنه الله ومن ---	42.
33	صحیح مسلم	يا ابن آدم انفق انفق عليك	43.
51	ابن ماجہ	يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، ---	44.
35	صحیح بخاری	يا معشر النساء تصدقن فانى اريتكن اكثر اهل النار	45.
28	صحیح بخاری	اليدُ الُليا خير من اليد السُفلى فاليد العليا هى --	46.

فہرست مصادر و مراجع

قرآن مجید

ابن الہمام، الحنفی، محمد بن عبد الواحد، کمال الدین، علامہ، فتح القدیر، دار الکتب العلمیہ، 1997ء

ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام، فتاوی ابن تیمیہ، دار السلام ریاض، ۱۳۸۲ھ

ابن حبان، صحیح ابن حبان، مؤسسۃ الرسالہ بیروت، 1993ء

ابن حجر، أحمد بن علي، حافظ، فتح الباری شرح صحیح بخاری، المکتبۃ السلفیۃ، 1378ء

ابن حجر، أحمد بن علي، حافظ، فتح الباری شرح صحیح بخاری، المکتبۃ السلفیۃ، 1378ء

ابن قدامہ، عبد اللہ بن أحمد، المغنی، دار عالم الکتب، ۱۴۱۷ھ

ابن قدامہ، عبد اللہ بن أحمد، المغنی، دار عالم الکتب، ۱۴۱۷ھ

ابن قدیم، ابو محمد موفق الدین عبد اللہ بن احمد بن محمد بن قدیمہ الامشی، المغنی، مکتبہ الکاہو، 1968

ابن کثیر، اِسماعیل بن عمر، علامہ عماد الدین، تفسیر ابن کثیر، دار الاشاعت، اردو بازار، ایم۔اے جناح روڈ، کراچی، اکتوبر ۲۰۰۸

ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایہ والہنایہ، دار الفکر بیروت، ۱۹۸۶ء

ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان اللسان، دار الکتب العلمیہ، لبنان، 1993

ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی الدار قطنی، سنن الدار قطنی،، مؤسسۃ الرسالہ بیروت لبنان، 1424ھ

ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیری الحنفی، تفسیر ابن کثیر، مترجم، مولانا محمد جونا گڑھی، مکتبہ اسلامیہ 2009ء

ابو بکر احمد بن عمر بن عبد الخالق، مسند البزار، العلوم والحکیم مدینہ

ابو بکر بن مسعود الکاسانی الحنفی علاء الدین، بدائع الصنائع، دار لکتب العلمیہ، بیروت

ابو حبیب سعدی، بدائع الصنائع، دار لفکر، دمشق، 1988ء

ابو حمزہ عبد الخالق صدیقی، اربعین صدقات وزکوٰۃ، انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، السنن ابن ماجہ، ابن ماجة، وماجة اسم أبيه يزيد - (المتوفى: 273)، الناشر، دار الرسالة العالمية

ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل، مسند احمد، اسلام، 360

ابو عبید القاسم بن سلام، کتاب الاموال، مترجم عبد الرحمن طاہر سورتی، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد

أبو عيسى ، الترمذي، سنن الترمذي، احمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاک، ، (المتوفى: 279) ، الناشر، دار العرب الإسلامي بيروت،سنة النشر، 1998

احمد بن فارس، معجم مقاییس اللغة، دارالفکر،1399ھ

أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني، مسند الإمام أحمد بن حنبل، المؤلف: أبو عبد الله (المتوفى، 241) الناشر، دار الحديث القاهرة

اردو جامع انسائیکلوپیڈیا، چیئر مین جسٹس ایس اے رحمان، ج2، ص 462، شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی

اسرار احمد، ڈاکٹر، تفسیر بیان القرآن، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور، ستمبر 2020ء

اصلاحی، امین احسن، مولانا، تدبر القرآن، ادراہ فاران فاؤنڈیشن، لاہور، دسمبر ۲۰۰۰ء

اُم عبد منیب، اسلام اور رفاہی کام، عشر بہ علم و حکمت لاہور

البانی، محمد ناصر الدین، الجامع الصغیر، مکتبہ الاسلامی، دمشق

پانی پتی، قاضی ثناءاللہ، تفسیر مظہری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۵

الجرجانی، للسید الشریف علی بن محمد بن علی الحنفی، التصریفات، دار لکتاب العربی، بیروت لبنان

جوہری، أبو نصر إسماعیل بن حماد، الصحاح، طبع بیروت، ۱۹۸۴

حافظ صلاح الدین یوسف، تفسیر احسن البیان، دارالسلام، لاہور

خطیب تبریزی، محمد بن عبداللہ، مشکواۃ المصابیح، دار الکتب العلمیہ لبنان 1993، کتاب الایمان، باب الاعتصام باالکتاب والسنتہ

دہلوی، عبد الحق حقانی، تفسیر فتح المنان، میر محمد کتب خانہ، آرم باغ، کراچی، ۲۰۱۶

سلیمان بن احمد بن ایوب، ابو القاسم، المعجم لاوسط، دار الحرمین، القاہرہ،

سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني لسنن، أبي داود، (المتوفى، 275)

سیالکوٹی، صادق، انوار الزکوٰۃ، نعمانی کتب خانہ، لاہور

صراط الجنان فی تفسیر البیان، ابو صالح محمد قاسم، مکتبہ المدینہ کراچی

طبری، ابن جرید، جامع البیان فی تاوِیل القرآن، موسۃ الرسالہ، طبع ۲۰۰۰ء

عبد السلام بن محمد، احکام زکاۃ و عشر و صدقہ فطر، دار الاندلس، لاہور

عبداللہ یوسف ذہبی، فضائل صدقات، مکتبہ اسلامیہ، لاہور

عبد الحفیظ، ابوالفضل، مصباح اللغات، مکتبہ قدوسیہ لاہور، 2012ء

عبدالقدوس، معاشرتی جرائم کے اسباب، برج3، 2016ء

قاسمی وحید الزمان، القاموس الوحید، ادارہ اسلامیات لاہور، ۲۰۰۱ء،

کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، مکتبہ المعارف، دارالعلوم کراچی، 1419ھ

کیلانی، عبدالرحمٰن، تیسیر القرآن، مکتبہ اسلام، لاہور، ۱۴۳۵

محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وايامه صحيح البخاري، المؤلف

مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري، المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، النيسابوری، (المتوفى:261)، ،الناشر، دار إحياء التراث العربي بيروت

مفتی عروج قادری، زکوٰۃ عشر فطرانہ اور صدقات احکام سنتیں اور مسائل، مکتبہ قرآن وحدیث کراچی

المفردات، تراجمہ، محمد عبدہ، راغب اصفہانی، فیروز سنز لاہور

مولوی فیروز الدینؒ، فیروز اللغات اردو، مکتبہ فیروز سنز لاہور

وھبۃ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دارالفکر، بیروت، لبنان، دارالکتب العلمیۃ، 1997ء

یوسف قرضاوی، فقہ الزکواۃ، ادارہ معارف اسلامی، 1981 کراچی

Websites:

https://www.urduweb.org/mehfil/threads/71762/.08-07-21

https://oxforddictionaries.com/definitions/PovertyRetrived/15-1-17

https://www.humsub.com.pk/274992/mehboob-ali-faisalabad/

07-08-21

https://www.dawnnews.tv/news/1161827 0/08-08-21